# ازدواج در اسلام

آیت اللہ مشکینی

دارالثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

# વકફ

આ કિતાબ હાજી મહમદઅલી ભાઈ
અલીભાઈ સુંદરજી "સોમાસોક"
તનનરીવ માડાગાસ્કારવાળા તરફથી
તેમના મરહુમ સગાવહાલાઓની
રૂહોના સવાબ અર્થે
વકફ કરવામાં આવેલ છે.
લાભ લેનાર ભાઈ બહેનો મરહુમોની
અરવાહોના સવાબ અર્થે એક
સુરએ ફાતેહા પઢી બક્ષી આપે
એવી નમ્ર અરજ છે.

حسن علی بک ڈپو
بڑا امام بارگاہ کھارادر

# ازدواج در اسلام

تالیف

**آیت اللہ مشکینی**


یکے از مطبوعات

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

۲ - جے - ۵/۴ ــــ ناظم آباد ــــ نمبر ۲ ــــ کراچی

نام کتاب ________ ازدواج در اسلام
تالیف ________ آیت اللہ مشکینی
ترجمہ ________ محمد خالد فاروقی
تصحیح و تہذیب ________ سید سعید حیدر زیدی
کتابت ________ سید جعفر صادق
ناشر ________ دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان
طبع اوّل ________ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ، دسمبر ۱۹۹۳ء
طبع دوم ________ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ، اپریل ۱۹۹۸ء

٣

# ترتیب

## باب دوّم ۷۰

## باب سوم



## باب چہارم

## ضمیمہ

# گرانبہا تحفہ

اُن لوگوں کی خدمت میں جو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ خاندانی نظام کے لیے اسلام نے کون سے حیات بخش اور سعادت آفریں اصول وضع کیے ہیں۔

اُن لوگوں کے نام جو خاندانی نظام کے بارے میں اسلام کے مستحکم و لچکدار، عمیق اور پُرکشش نظام العمل سے بہرہ مند ہونا چاہتے ہیں۔

اُن لوگوں کے لیے جو آئینِ الٰہیہ پر عمل کر کے خود کو اور اپنے افرادِ خاندان کو ایسے انسانوں میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں جن کو آسمانی انسان کہا جاسکے اور جنہیں زمین پر بسنے والے فرشتوں کا نام دیا جاسکے۔

یہ ہدیہ اُن لوگوں کی نذر ہے، جو اپنے رشتہ داروں اور اپنے دُور و قریب کے متعلقین کو استقامتِ فکر، فضیلتِ اخلاق اور کردار کی درستی کا کوئی تحفہ دینا چاہتے ہیں۔

اُن لوگوں کی خدمت میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے اصولوں کی برکت سے اپنے خاندان کو علوی و فاطمی خاندان کی طرح نشوونما دینا چاہتے ہوں اور اس طرح اس عظیم اسلامی معاشرہ کی صلاح و فلاح کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں جو ان خاندانی اکائیوں سے مل کر بنتا ہے۔

اور بالآخر ایسے تمام اشخاص کے نام

جو اسلام کو اپنی خاندانی اور داخلی زندگی کا ضابطہ بنانا چاہتے ہیں،

اور تقویٰ اور انسانی شرافت کے ساتھ اور طہارت و پاکیزگی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہونا چاہتے ہیں۔

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ
يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

"اور اپنے غیر شادی شدہ آزاد افراد اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے باصلاحیت افراد کے نکاح کا اہتمام کرو کہ اگر وہ غریب بھی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے انھیں مالدار بنا دے گا۔"

(سورۂ نور ۲۴ - آیت ۳۲)

خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا
اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمھارا جوڑا تمھیں میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمھیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمھارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے"

(سورۂ روم ۳۰ - آیت ۲۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عزیز قارئین!

بعد سلام عرض ہے کہ یہ کتاب جو آپ کے زیرِ مطالعہ ہے آج سے دس سال قبل لکھی گئی تھی۔ اور اس زمانے میں لوگوں کے خیالات، افکار اور ان کی نفسیات ایک خاص طرز کی تھی اور اس وقت کے ماحول پر ایک دوسری ہی روش کو غلبہ حاصل تھا اور وہ افراد جس ماحول کے زیر اثر تھے اس کے کچھ اور ہی تقاضے تھے۔

راقم الحروف یہ نہیں کہہ سکتا کہ مضامین کی تالیف و ترتیب، دلائل و اسناد اور متعلقہ روایات و آثار کے نقل کرنے میں اس سے کوئی قصور اور کوتاہی نہیں ہوئی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں لوگوں کے اکثر افکار اور اذہان کچھ دوسرے موضوعات کی جانب متوجہ رہے۔ اور بعض مضامین کے بارے میں تو ان کے اندر کم سے کم دلچسپی بھی موجود نہ تھی۔ مختصر یہ کہ اس دور میں اذہان و خیالات پر سادگی غالب تھی جس کی بنا پر تالیف و تصنیف اور تقاریر و خطبات میں ایک طرح

کی کوتاہی آگئی۔

راقم الحروف کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ اس کی کتابیں اور تالیفات اپنے بعض پہلوؤں میں کوتاہی اور تشنگی سے خالی نہیں ہیں۔ دوسرے الفاظ میں میری سابقہ تحریریں گزشتہ علمائے اسلام اور علمائے تشیع کی ان کتابوں کی طرح ہیں جن کا تعلق تاریخ، قصص، مواعظ، اخلاق اور عبادات سے ہے اور جن میں روایات کی اسناد اور ان کی صحت وسقم کے بارے میں گہری تحقیق سے کام نہیں لیا گیا۔ مطالب و مضامین کے بیان کرنے میں بھی گہرائی، آئندہ پیش آنے والے حالات، رائج قوانین اور عقلی اصول وضوابط کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ سابقہ دور کے مصنفین میں سے اکثر نے صرف فروعی احکام کے استنباط اور اصل سرچشموں سے رجوع کرکے حلال وحرام کا تعین کرنے کے لیے اسناد کی جانچ پڑتال پر توجہ دی اور ان مصنفین اور محققین کا تعلق فقہائے اسلام سے ہے اور انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ان فقہا نے ناقابلِ برداشت زحمتیں اٹھائیں اور بے حد محنت ومشقت سے تحقیق و تصنیف کا کام انجام دیا۔

اس موقع پر مختصراً میں یہ عرض کروں گا کہ ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی سے چند سال قبل میں نے یہ عزم کر لیا تھا کہ اپنی بعد کی تالیفات میں ایک دوسرا انداز اختیار کروں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو اپنی سابقہ تالیفات پر بھی نظرثانی کروں گا۔ یہ کتاب جو آپ کے پیشِ نظر ہے، پہلی کتاب ہے جس پر میں نے نظرِثانی کی ہے اور میری آرزو ہے کہ سب سے پہلے اسے حضرت ولی العصرؑ (ہماری جانیں ان پر فدا ہوں) کی مبارک نظروں میں قبولیت حاصل ہو اور اس کے بعد ان دوستوں، روشن فکر اصحاب اور جوانوں کے نزدیک یہ کتاب پسندیدہ قرار پائے، جن کے دلوں میں ایمان موجود ہے اور جن کی روح پاکیزہ اور جن کے قلوب نور سے منور ہیں اور جو

دینی فرائض ادا کرنے اور اسلام کی سیدھی راہ پر چلنے اور قرآن کے مکتبِ فکر سے وابستہ رہنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب میں غیر اسلامی دنیا کے مفکروں اور دانش مندوں کے ان نظریات سے تعرض نہیں کیا گیا ہے جو زیرِ بحث موضوعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ البتہ یہ کتاب دینی معارف، اسلامی حقائق اور حیات بخش اسلامی اصولوں کو قرآن مجید اور اہل بیت طاہرینؑ کی زبان سے نہایت دل کش اور سادہ انداز میں پیش کرتی ہے۔

آخر اس میں کیا برائی ہے کہ ایک طالب کمال کے سامنے مطلوبہ حقائق منکشف کیے جائیں اور وہ معارف جمال کو اور حسن معانی کو سادہ لباس میں دیکھ سکے۔

کیا عبارتیں مضامین و مطالب کو ظاہر کرنے والی نہیں ہوتیں، کیا الفاظ آئینہ نہیں ہوتے جو مفہوم کو واضح اور روشن طریقے پر پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ قرآن مجید آسان ترین اور سادہ ترین عربی عبارات میں نازل کیا گیا ہے اور اہل بیتؑ کی احادیث فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ سادہ اور رواں الفاظ میں تحریر کی گئی ہیں۔

یہ کتاب اس امید اور آرزو کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے کہ آپ اسلامی مقصد تک سیدھے اور نزدیک تر راستے سے پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۵ شعبان ۱۴۰۰ھ

۱۳۵۹/۴/۲ ش

"علی مشکینی"

# باب اوّل

## فصل — ۱

### اسلام میں شادی بیاہ کی ترغیب

نکاح کرنا اسلام میں مستحبِ مؤکد ہے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر اس کا واجب قرار پانا بھی ممکن ہے۔ اگر ازدواجی زندگی ترک کرنے کی بنا پر زنا اور ایسے ہی دوسرے گناہوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں نکاح کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ
عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا
فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ" (سورۂ نور (۲۴) آیت ۳۲)

"تم عورتوں اور مردوں میں سے جو مجرد ہوں اور تمھارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کردو۔ اگر وہ محتاج و غریب ہوں تو اللہ انھیں اپنے فضل سے بے نیاز کردے گا اللہ بڑی وسعت والا اور دانا ہے۔"

نیز ارشادِ ربانی ہے:

"وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ"

(سورہ روم (۳۰) آیت ۲۱)

"اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے ہمسر بنایا تاکہ وہ تمھارے لیے سکون کا سبب بنے اور تمھارے درمیان الفت و رحمت پیدا کردی۔"

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"شادی بیاہ کرو، تم میں سے جو مجرد ہوں ان کا عقد کردو، مسلمان کی خوش بختی کی علامت یہ ہے کہ وہ شوہر نہ رکھنے والی عورت کو کسی رشتۂ ازدواج میں باندھ دے۔"

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز اس گھرانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے جو مسلم ہو اور اپنی ازدواجی زندگی کی وجہ سے آباد ہو۔"[1]

نیز آپؐ نے فرمایا :
" شادی بیاہ کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔"

" قیامت کے دن اولاد ماں باپ کے لیے اس قدر فائدہ مند ہوگی کہ جس بچے کا ماں کے شکم ہی میں اسقاط ہو گیا ہو وہ روٹھا ہوا جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا۔ اس سے جنت میں داخل ہونے کے لیے کہا جائے گا۔ وہ کہے گا جب تک میرے ماں باپ مجھ سے پہلے جنت میں قدم نہیں رکھیں گے میں جنت میں داخل نہیں ہوں گا۔"[2]

## توضیح :

اسقاطِ حمل کی مختلف صورتیں ہیں اور ہر صورت کا علیحدہ حکم ہے۔
مندرجہ ذیل صورتوں پر غور کیجیے :

(الف) ــــ بچہ حلال ہو، اور اس کا اسقاط غیر اختیاری اسباب و حوادث کی بنا پر واقع ہو نہ کہ باپ اور ماں کی رضامندی سے۔

اس صورت میں چونکہ ماں باپ کو خصوصاً ماں کو بڑی اذیت اور مصیبت سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان ماں باپ

---

[1] ابواب مقدمات النکاح ۱۰

[2] ابواب مقدمات النکاح ۔ ب ۱ ۔ خ ۲

کے لیے جو گناہ گار ہوں اور عذاب کے مستحق ہوں ان کے بچّوں کو شفاعت کا وسیلہ بنا دے گا۔

اگر ماں باپ کا جرم قابلِ معافی ہو یعنی ان کی سرکشی اور اُن کے گناہ کا تعلق فروعِ دین سے ہو نہ کہ اصولِ دین سے تو اس صورت میں امید ہے کہ بچّہ ان کی نجات کا سبب بن جائے۔ کیونکہ اصولِ دین کے بارے میں سرکشی یعنی کفر قابلِ شفاعت نہیں ہے۔

(ب) —— دوسری صورت یہ ہے کہ بچہ تو حلال کا ہو لیکن اس کے اسقاط کا سبب ماں باپ نہیں بلکہ دوسرا شخص ہو جیسے ڈاکٹر وغیرہ، اس صورت میں سلوک اور بچہ کے ساتھ فرشتوں کا معاملہ اور اپنے ماں باپ کے لیے بچّہ کی شفاعت پہلی صورت ہی کی طرح ہوگی۔ البتہ اس صورت میں بچّہ اپنی جان کا دعویٰ کرے گا اور قاتل کے خلاف فریادی بنے گا۔ ایسا اس صورت میں ہوگا جب کہ اسقاط عمداً اور ظلم کے طریقے پر عمل میں آیا ہو۔

اہلِ بیتؑ کی روایات میں آیا ہے کہ روزِ حشر عدالتِ الٰہی میں سب سے پہلا مقدمہ جو پیش کیا جائے گا وہ قتلِ نفس اور خونِ ناحق کا مقدمہ ہوگا اور قتلِ نفس کی سزا آخرت میں ہمیشہ کی قید اور دنیا میں اس کی سزا قصاص یا دیت کا ادا کرنا ہے، جیسا کہ فقہا نے اپنی فقہی کتب میں دیات کے باب میں اس کے احکام درج کیے ہیں۔

(ج) —— بچہ تو حلال کا ہو لیکن اس کا اسقاط باپ اور ماں میں سے کسی ایک کے یا دونوں کے ہاتھوں عمل میں آیا ہو۔

آخرت میں ان ماں باپ کے ساتھ کیا سلوک ہوگا روایت میں اس کی تفصیل نہیں بتائی گئی ہے۔ البتہ ساقط شدہ بچہ خود ماں باپ کے

خلاف اپنا مقدمہ دائر کرے گا۔ اور انھیں عدالتِ الٰہی میں کھینچ کرلے جائے گا اگر ان کی نجات کے کچھ دوسرے اسباب موجود نہ ہوں تو انھیں ابدی قید خانے کی سزا بھگتنی ہوگی۔

دنیا میں اسلامی احکام کے مطابق اگر قاتل باپ ہو تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ دیت بچے کی ماں کو ادا کرے اور اگر ماں ہو تو اسے دیت باپ کو دینی ہوگی۔ اگر بچے کے قاتل ماں باپ دونوں ہی ہوں تو انھیں مل کر بچے کے قریبی رشتہ داروں کو دیت ادا کرنی ہوگی جیسے دادا کو یا بھائی وغیرہ کو۔

بہرحال قاتل کو "کفارہ جمع" بھی ادا کرنا ہوگا (کفارہ جمع یعنی مسلسل دو ماہ روزے رکھنا، ساٹھ فقراء کو کھانا کھلانا اور اگر ممکن ہو تو ایک غلام آزاد کرنا)

(۵) ـــــ بچہ حرام کا ہو، عورت مرد اپنی مرضی سے زنا کے مرتکب ہوئے ہوں ـــــ

بلاشبہ روایت میں اس صورت کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورت میں بچہ جنتی ہوگا۔ یہ صورت قابلِ غور ہے۔ احتمال یہ ہے کہ ایسے انسان کی جگہ اعراف ہوگی (کہ وہاں نہ عذاب ہے اور نہ انعام) اغلب یہ ہے کہ وہ بہشتی قرار پائے۔

اس طرح کے ماں باپ کا یہ بچہ، ظاہر ہے ان کے لیے وسیلۂ شفاعت تو نہیں بنے گا بلکہ ان کے خلاف عدالتِ الٰہی میں شکایت کرے گا اور انھیں ہمیشہ کی قید میں بھجوانے کا سبب بنے گا، جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے۔

جہاں تک ایسے بچے کے اسقاط کے جائز ہونے کا سوال ہے تو زیادہ قوی بات یہ ہے کہ اس کا اسقاط حرام ہے اور یہ قتلِ نفس کی حیثیت رکھتا ہے

خواہ یہ اسقاط ماں باپ کے ہاتھوں عمل میں آئے خواہ ڈاکٹر کے ہاتھوں۔ اسلامی معیارات کے مطابق اس بچے کا قصاص لیا جانا چاہیے یا دیت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع ہونی چاہیے۔ اس مسئلہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ چشم پوشی سے کام لیا جائے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"اگر شادی بیاہ کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی حکم صادر نہ بھی ہوتا تب بھی ترغیب کے لیے وہی فوائد کافی ہوتے جو اللہ تعالیٰ نے ازدواجی زندگی کے اندر رکھے ہیں۔ جیسے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا اور غیروں سے رشتہ و تعلق قائم کرنا۔ یہ فوائد ایسے ہیں جو عقلمندوں اور اپنی بھلائی چاہنے والوں کو نکاح کی طرف راغب کرنے کے لیے بہت کافی ہوتے۔" [۱]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اپنے مجرد مردوں کا عقد کر دو تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاق کو اچھا بنا دے، ان کے رزق میں اضافہ فرمائے اور ان کی جوانمردی کو بڑھا دے۔" [۲]

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون

---

۱۔ ج ۱۰۳۔ ص ۲۶۴

۲۔ ج ۱۰۳۔ ص ۲۲۲

کے سینے پر اپنا دستِ مبارک رکھتے ہوئے فرمایا: میری سنت سے منہ نہ پھیرو، اس لیے کہ جو شخص بھی میری سنت سے اعراض کرے گا، قیامت کے روز فرشتے اس کا راستہ روک لیں گے اور اسے میرے حوض کی طرف نہ آنے دیں گے۔" [1]

حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص خدا ترسی میں اس قدر غرق ہو چکا ہے کہ اس نے اپنی بیوی سے بالکل بے رغبتی اختیار کر لی ہے اور لذیذ غذاؤں کو بھی ترک کر دیا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے جواب میں فرمایا:

"جہاں تک بیوی کا تعلق ہے تم سب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روش سے بخوبی آگاہ ہو۔ غذا کا مسئلہ یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت بھی تناول فرماتے تھے اور شہد بھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو لوگ خدا پر اور یوم جزا پر ایمان رکھتے ہیں (اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے ہیں) ان کے لیے پیغمبرؐ کی زندگی بہترین اسوہ ہے۔" [2]

ایک عورت امام ششم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُس

---

[1] م ابواب المقدمات ب ۱ خ ۹

[2] م ب ۳۷ خ ۲

نے عرض کیا :

" اللہ تعالیٰ آپؐ کی بھلائی میں اضافہ فرمائے میں ایک تارک الدنیا عورت ہوں ۔"

آپؐ نے سوال فرمایا :

" ترکِ دنیا سے تیری کیا مراد ہے ــــــــــ ؟"

اس نے جواب دیا :

" میں نے شادی نہیں کی ہے ــــــــــ !"

آپؐ نے دریافت فرمایا :

" تو نے ایسا کیوں کیا ــــــــــ ؟"

اس نے جواب دیا :

" اجر و ثواب کی خاطر ــــــ !"

آپؐ نے اسے واپس جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

" اگر کنوارا رہنا کوئی فضیلت کی بات ہوتی تو فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا خاتونِ اسلام سب سے زیادہ اس کی سزاوار ہوتیں جبکہ فضائل میں زہراؑ پر کوئی سبقت نہیں لے جا سکتا ۔" [1]

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" ایک عورت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دریافت کیا ۔ عورت پر شوہر کا حق کیا ہے؟

---

[1] و ب ۳۷ خ ۲

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے شوہر کا حق بتا دیا۔
عورت نے پھر سوال کیا۔ عورت کا حق مرد پر کیا ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا لباس
اسے دے کہ وہ برہنہ نہ رہے۔ ایسی غذا اسے دے کہ وہ
بھوکی نہ رہے۔ اگر وہ غلطی کرے تو عفو و درگزر سے کام
لے۔ اس عورت نے پوچھا کیا اس کے علاوہ عورت کا
کوئی حق مرد پر نہیں ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔
یہ جواب سُن کر اس عورت نے کہا۔ خدا کی قسم میں کبھی
شادی نہیں کروں گی۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گئی۔ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسے واپس آنے کا حکم دیا۔ وہ پلٹ
کر آئی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، عفت اختیار
کرنا عورتوں کے لیے بہتر ہے۔ (یعنی وہ شادی کریں تاکہ
ان کی آبرو محفوظ رہے) البتہ یہ آیت ایک دوسرے مقام کے
لیے نازل ہوئی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقصد
کے لیے اسی آیت سے استشہاد فرمایا۔" [۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہبانیت (ترک دنیا) سے منع فرمایا
ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

" اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ تم لوگ شادی
بیاہ کیا کرو۔ میں دوسری امتوں کے مقابل تمھاری عددی

---

[۱] و۔ب ۸۴ خ ۳

اس حدیث میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بڑے اجر و ثواب کا ذکر کیا ہے جس سے مرد محروم ہے۔ اور وہ کثیر اجر و ثواب اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورتوں کے لیے مخصوص فرمایا ہے جو ایک طویل مدت تک حمل کی زحمت برداشت کرتی ہیں اور پھر وضع حمل کی بھی۔ ان کے لیے روزہ دار اور نمازگزار کا ثواب رکھا گیا ہے۔ اور اگر وہ اس حال میں رحلت کر جائیں تو ان کی موت کو راہِ حق میں شہادت قرار دیا گیا ہے۔

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"آسمان کے دروازے چار موقعوں پر کھولے جاتے ہیں بارش کے وقت، اس وقت جب فرزند محبت و مہربانی سے اپنے باپ کو دیکھتا ہے، جب خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور جب کسی کا نکاح پڑھا جاتا ہے۔" [۱]

## توضیح:

آسمان کے دروازے کھولے جانے سے مراد لوگوں پر پروردگارِ عالم کی رحمت کا نازل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اس وقت بھی نازل ہوتی ہے جب بیٹا اپنے باپ کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہے اور اپنے بہترین جذبات کا اظہار کرتا ہے اور اس کے دانش مندانہ اور اسلامی ہدایات و احکام کو احسان، نیکی اور اطاعت کی روح کے ساتھ بجالاتا ہے۔ پھر اللہ کی یہ رحمت اس وقت بھی نازل ہوتی ہے جب دو مسلمان اور احساسِ ذمہ داری رکھنے والے انسان عقد و مناکحت کی بنیاد رکھ کر الفت و محبت کا معاشرہ تشکیل دیتے ہیں اور ایک ایسے خاندان کو

---

۱۔ م ابواب المقدمات ب ۱ خ ۱۱-۱۴

وجود میں لاتے ہیں جو خیر و برکت سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور جس کی قیمتی خدمات میں سے ایک کا تعلق نیک اولاد کو پروان چڑھانا ہے اور اس سے بڑھ کر بھلائی کا کام اور کون سا ہو سکتا ہے۔

اسی بہترین خدمت کے نتیجے میں اُن پر اُن کی اولاد اور اُن کی نسلوں پر اور اُن کی پوری اجتماعی زندگی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

"جب کسی مومن مرد اور عورت کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کیا جاتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ان کے عقد کا اعلان کچھ اس طرح کرتا ہے:

اے فرشتو، سنو! اللہ تعالیٰ نے فلاں خاتون کا فلاں مرد کے ساتھ عقد کر دیا۔" [۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب کوئی شخص اپنی جوانی کے آغاز میں شادی کرتا ہے تو شیطان کی فریاد بلند ہوتی ہے۔ ہائے افسوس، ہائے افسوس کہ اس نے اپنے دو تہائی دین کو میرے شر سے محفوظ کر لیا۔" [۲]

لہٰذا اب اسے اپنے باقی ایک تہائی دین کی حفاظت کی فکر کرنی چاہیئے۔

---

۱۔ م۔ ابواب المقدمات ب ۱ خ ۱۲

۲۔ ج ۱۰۳ ص ۲۲۱ ۔ ثو ۔

نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا :

"نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت سے منہ پھیرتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے ۔" [1]

آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا :

"جو شخص بھی شادی کرتا ہے وہ اپنے آدھے دین کو بچا لیتا ہے ۔ اب اسے اپنے باقی آدھے دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے ۔" [2]

## توضیح :

بلا شبہ شادی بیاہ ایک ایسا رشتہ ہے جس میں بندھ جانے والے بے قید آزادی ، ناجائز تعلقات اور اخلاقی وجنسی بے راہ رویوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور یہی بات دوسرے تمام گناہوں کے بارے میں کہی جا سکتی ہے ۔

مختلف اجتماعی اور شخصی پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ شادی اور بیاہ کا عمل آدھی برائیوں اور گناہوں سے محفوظ کر دیتا ہے اور کبھی اس سے زیادہ سے بھی ۔

اسی لیے بعض روایات میں نکاح کو نصف دین کی حفاظت کا ذریعہ اور بعض دوسری روایات میں دو تہائی دین کی حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے ۔

نیز آپؐ نے فرمایا :

"شادی کرنا ، ختنہ ، مسواک اور عطر لگانا میری

---

۱؎ ج ۱۰۴ - ص ۲۲۰ جع ب ۱

۲؎ ج ۱۰۳ ص ۲۱۹ ما

سنتوں میں سے اور مجھ سے پہلے کے پیغمبروں کی سنتوں میں
میں سے ہے۔" [۱]

"شادی آنکھوں اور شرمگاہ کی عصمت و عفت کی
بہتر طریقے پر حفاظت کرتی ہے۔ اور پاکدامنی اختیار کرنے
کا یہ سب سے عمدہ اور مؤثر ذریعہ ہے۔" [۲]

"جو شخص بھی نکاح کرتا ہے، آدھی خوش نصیبی
حاصل کر لیتا ہے۔" [۳]

## توضیح:

میاں بیوی میں سے ہر ایک کی زندگی دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک حصے کا تعلق داخلی اور خاندانی روابط سے ہے اور دوسرے کا خارجی اور اجتماعی روابط سے۔ ایک نیک عورت مرد کی زندگی کے نصف حصے کی بہبود و کامیابی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور ایک نیک مرد اپنی بیوی کے روابطِ زندگی میں سے نصف روابط کو بہتر بنانے اور سنوارنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

دوسری روایت میں بھی تقریباً یہی بات فرمائی گئی ہے۔ اسی لیے شادی معاشرتی فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں میاں بیوی دونوں ہی کے لیے معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔

اسی چیز کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف دین سے تعبیر فرمایا ہے۔

---

[۱] م۔ ابواب المقدمات ب ۱

[۲] اور [۳] م۔ ابواب المقدمات ب ۱

"جو بھی شادی کرتا ہے عبادت میں سے نصف حاصل کر لیتا ہے۔" [۱]

رسولِ اکرمؐ کا ارشاد ہے:

"نوجوانو! تم میں سے جو بھی قدرت رکھتا ہو وہ شادی کرلے۔ تاکہ تمھاری نگاہیں عورتوں کی طرف نہ اٹھیں اور تمھارا دامن زیادہ سے زیادہ پاک رہے۔" [۲]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شادی کرو، شادی کرنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص بھی میری سنّت کی پیروی کرنا چاہتا ہے وہ سمجھ لے کہ شادی کرنا میری سنت ہے۔" [۳]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں نے تمھاری دنیا سے بجز عطر اور عورت کے کوئی چیز پسند نہیں کی ہے۔" [۴]

نیز آپؐ نے فرمایا:

---

[۱] ج ۱۰۳ ص ۲۲ سند

[۲] م۔ ابواب المقدمات ب ۱ ح ۲۱

[۳] م ب ۱ ح ۶ و ج ۱۰ ص ۹۳ ل قریب سند و فیہ (فان رسول اللہ کثیراً ما کان یقول)۔

[۴] م۔ ب ۱ ح ۲

"اللہ تعالیٰ کو اسلام میں کیے جانے والے شادی کے معاہدے سے زیادہ اور کوئی معاہدہ پسند نہیں ہے۔" [1]

آپؐ نے فرمایا:

"اس بات میں کوئی رکاوٹ اور دشواری نہیں ہے کہ ایک مومن شخص شادی کرے اور اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسا فرزند عطا فرما دے جو لا الٰہ الا اللہ کے کلمے کے ساتھ اٹھے اور پوری زمین کو اس کلمے سے معمور کر دے۔" [2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص بھی میری فطرت (دینِ فطری) پر رہنا چاہتا ہے اسے میری سنّت پر چلنا چاہیے۔ میری سنتوں میں سے ایک سنّت شادی ہے۔" [3]

---

# فصل ــــــ ۲

## شادی اور طلاق کے معاملات میں مصالحت

شادی اور اس کی تیاری کے امور میں مصالحت کا فریضہ انجام دینا اور طرفین

---

[1] م۔ب اخ ۴ وج ۱۰۳ ص ۲۲۲۴ السعادیہ وفیہ (اعترض التزویج)

[2] م۔ب اخ ۳

[3] م۔ب اخ ۱

کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرنا مستحب ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص بھی کسی مومن مرد اور عورت کی شادی کرانے کے لیے کوشش کرتا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہو کر زندگی بسر کریں، اس مقصد کے لیے وہ جو قدم بھی اٹھائے گا اور وہ جو لفظ بھی زبان سے نکالے گا اسے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔" [1]

حسن بن سالم کہتے ہیں:

"حضرت موسی بن جعفر نے اپنی چچی کے نام ایک خط لکھا اور ان سے درخواست کی کہ آپ کے پاس جو رقم رکھی ہوئی ہے اسے آپ محمد بن جعفر کے گھر والوں کے لیے بھیج دیں تاکہ وہ اسے مہر کی ادائیگی کے لیے استعمال کر سکیں۔ جب اس خاتون نے اس خط کو پڑھا تو اس نے بلا تامل وہ رقم اٹھا کر میرے حوالے کر دی۔

اس خط کا متن یہ تھا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک سایہ فراہم کرے گا جس کے نیچے کوئی شخص جگہ نہیں پا سکے گا بجز نبی کے یا اس کے وصی کے یا ایسا شخص جس نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا ہو یا جس نے کسی مومن کا قرضہ ادا کر دیا ہو یا جس نے کسی بیوی نہ رکھنے والے مومن کی شادی کرا دی ہو۔" [2]

---

[1] ابواب المقدمات نکاح ب ۱۲ خ ۵

[2] ب ۱۲ خ ۶ - ج ۷۶ ص ۳۶۸ ثو - و ج ۱۰۳ ص ۲۲۱ جع قربان منہ

امام صادق علیہ السلام نے سنجاشی (اہواز کے حاکم) کو لکھا :

"ہر وہ شخص جو اپنے مومن بھائی کے لیے ایک ایسی رفیقۂ حیات فراہم کرتا ہے جو اس کی زندگی میں اس کی معاون و مددگار بنتی ہے اور اسے آسائش فراہم کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی ایک حور اس کے صلے میں عطا فرمائے گا اور اسے ان لوگوں کی دوستی اور رفاقت عطا فرمائے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہے جیسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیتؑ اور اس کے مومن بھائی۔ ان سب کے دلوں میں بھی اس کے لیے محبت ڈال دے گا۔" [۱]

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے :

"سب سے بڑی چوری حاکم کی کسی بات کو چرا لینا ہے (یعنی اس کی کسی بات کا اس کے منشا کے خلاف مفہوم اخذ کر کے اپنے ذاتی فائدے کے لیے استعمال کرنا) اور سب سے بڑا گناہ کسی مسلمان کے مال کو ہڑپ کر لینا ہے۔ اور بہترین مصالحت وہ ہے جو شادی بیاہ کے معاملات طے کرانے کے لیے کی جائے۔" [۲]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

---

[۱] م ب ۱۱ خ ۲/ ج ۷۸۔ ص ۲۷۵ کتاب الغیبۃ

[۲] م ب ۱۱ خ ۱/ وقولہ "افضل الشفاعات" الخ فی۔ و۔ ب ۲۱ خ ۲ و فی البحار ج ۱۰۳۔ ص ۲۲۲ نحا۔ تتفاوت یسیر فی اللفظ

" جو شخص بھی کسی کنوارے کی شادی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس پر رحمت کی نظر ڈالے گا۔" [۱]

نیز آپؐ نے فرمایا:

" قیامت کے روز اللہ تعالیٰ چار طرح کے افراد پر اپنی توجہ کی خاص نظر ڈالے گا۔ (۱) وہ شخص جو اپنے فریق مخالف کو جب شرمندہ اور پشیمان دیکھے گا تو درگزر سے کام لے گا۔ (۲) وہ شخص جو کسی غم زدہ دل کا بوجھ ہلکا کرے گا (۳) وہ شخص جو کسی غلام کو آزاد کرے گا۔ (۴) وہ شخص جو کسی کنوارے کی شادی کرے گا۔" [۲]

امام ہفتم سلام اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" قیامت کے دن جب کہیں کوئی سایہ نہیں ہوگا تین طرح کے اشخاص عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے:

(۱) وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی کی شادی کرے گا۔

(۲) اور وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے کوئی خدمتگار فراہم کرے گا (۳) وہ شخص جو اپنے بھائی کا راز فاش نہ کرے۔" [۳]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[۱] و۔ب ۲۱ ح ۱ ۔ ج ۷ ۔ص ۲۹۸ کا

[۲] و۔ب ۲ ح ۲

[۳] و۔ب ۱۲ خ ۳ ج ۷۵۔ص ۰ ۷ ل

"ہر وہ شخص جو میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالے گا
وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا ہدف بنے گا۔" [۱]

---

## فصل ــــــ ۳

### شادی رزق میں اضافے کا سبب بنتی ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اپنے کنوارے غلاموں اور لونڈیوں کی شادی کردو، وہ فقیر و محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انھیں غنی کردے گا۔ اللہ تعالیٰ وسعت و فراخی رکھنے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:
"شادی کرو تاکہ تمھارے رزق میں اضافہ ہو۔" [۲]

**توضیح:**
شادی بیاہ کا رزق میں اضافے کا سبب بننا دو وجہ سے ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کیے ہوئے وعدہ کے مطابق مرد اور عورت دونوں کی غیب سے مدد فرمائے گا۔

رزق میں اضافے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ جب مرد اور عورت دونوں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوکر زندگی گزارنے کا فیصلہ کرلیتے ہیں تو ان میں ایک طرح کی بیداری

---

[۱] و۔ب ۱۲ غ ۵ ۔ ج ۲۷ ص ۳۶۸ ۔ ثو قریب منہ لفظاً و مشدد معنیً۔

[۲] ۔و۔ا غ ۵ / ج ۱۰۳ ۔ ص ۲۱۷ ب

پیدا ہوتی ہے، ان کی عاقبت اندیشی میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اپنا ایک خاندانی نظام تشکیل دیتے ہیں، ان میں زندگی کی فلاح وبہبود کا جذبہ ابھرتا ہے، پھر وہ اپنے اخراجات کو کنٹرول کرنے کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ وسائلِ معاش کی تیاری اور فراہمی کی جانب توجہ دیتے ہیں، بے جا خرچ اور اسراف سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ان کے وسائلِ زندگی میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور ان کی غربت اور افلاس دور ہو جاتا ہے۔ یہ ایک بالکل قدرتی بات ہے۔ اس باب میں جو تیسری حدیث بیان کی گئی ہے اس کا منشا بھی یہی ہے:

"جو شخص بھی افلاس کے خوف سے شادی نہیں کرتا وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بارے میں بدگمانی کرتا ہے کہ اگر لوگ غریب ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انھیں غنی بنا دے گا۔"[1]

"رزق میں اضافے کے لیے شادی کرو۔ عورت برکت کا باعث ہے۔"[2]

اسحاق بن عمار کا بیان ہے:

"میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تنگدستی کی شکایت کی۔ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا

---

[1] و۔ب ۱۰ خ ۲

[2] و۔ب ۱۱ خ ۴

شادی کرلو، دوسری بار بھی اس نے یہی شکایت کی آپؐ نے دوبارہ فرمایا: شادی کرو، تیسری بار بھی آپؐ نے یہی فرمایا۔ آیا یہ حدیث صحیح ہے؟ حضرت صادقؑ نے فرمایا: ہاں یہ حدیث صحیح ہے، رزق بیوی اور بچوں کے ساتھ وابستہ ہے۔" [1]

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک شخص نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی تنگدستی کی شکایت کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شادی کرلو، وہ شخص گیا اور اس نے شادی کرلی اور پھر رزق کے دروازے اس پر کھل گئے۔" [2]

امام ششمؑ کا ارشاد ہے:

"ایک انصاری جوان نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے فقر کا حال بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شادی کرلو۔ اس انصاری کو اس بات سے بڑی شرم آئی کہ وہ دوبارہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی حاجت کا ذکر کرے۔ مدینے

---

[1] و۔ب ۱۱ خ ۴

[2] و۔ب ۱۱ خ ۱

کے ایک انصاری مسلمان نے اس سے ملاقات کی اور کہا:
میری لڑکی بالغ ہو چکی ہے اگر تم چاہو تو میں اسے تمھارے عقد میں دے دوں۔ وہ نوجوان آمادہ ہو گیا اور اس نے شادی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق کشادہ کر دیا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے سارا قصّہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے جوانو! ازدواجی زندگی اختیار کرو۔" [۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
"شادی کو روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بناؤ۔" [۲]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:
"اے جوانو! تم میں سے جس کی بھی سکت ہے وہ شادی کرے اور جو سکت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ شہوت کو گھٹاتا ہے۔" [۳]

---

۱؎ و ـ ب ۱۱ خ ۱

۲؎ م ـ ب ۱۰

۳؎ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۰

# فصل ــــــ ۴

## بہترین مرد اور بہترین عورتیں اور ان میں کے بدترین

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:
"ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملنا چاہتا ہے کہ وہ پاک اور پاکیزہ ہو تو موت کے وقت اس کا عقد نکاح بندھا ہوا ہونا چاہیے۔" [۱]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"شادی شدہ مرد کی دو رکعت نماز کنوارے شخص کی ستر رکعت نمازوں سے بہتر ہے۔" [۲]

نیز آپؑ نے فرمایا:
"ایک شخص میرے والدِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے دریافت کیا۔ کیا تمھاری بیوی ہے؟ اس نے جواب میں عرض کیا۔ جی نہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا ایک رات مجرد رہنے کے بدلے اگر مجھے ساری دنیا بھی دے دی جائے تو میں قبول نہ کروں۔ پھر میرے والد نے اس

---

۱ و۔ب ۱۰ خ ۴

۲ و۔ب ۲ خ ۱/ج ۱۰۳ ص ۲۱۹ ثو

شخص کو سات دینار دیے اور فرمایا: یہ درہم لو اور انھیں اپنی شادی پر صرف کرو۔" [۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"دوزخیوں میں سے اکثر کا تعلق کنواروں سے ہے۔" [۲]

نیز آپؐ نے فرمایا:
"تمھارے مرنے والوں میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو کنوارے ہیں۔" [۳]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"امت کے بدترین افراد کا تعلق کنواروں سے ہے۔" [۴]

"تم میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو کنوارے ہیں، اور یہ شیطان کے بھائی ہیں۔" [۵]

"میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو شادی شدہ

---

۱۔ و-ب ۲ خ ۴
۲۔ و-ب ۲ خ ۳
۳۔ و-ب ۲ خ ۳
۴۔ م-ب ۲ خ ۳
۵۔ م-باب ۲ خ ۷/۱۰

ہیں اور میری اُمّت میں سے بدترین لوگ کنوارے ہیں"۔ [۱]

## توضیح:

متذکرہ احادیث ایک اسلامی مسئلہ پر مبنی ہیں جیساکہ دوسری روایات میں بیان کیاگیاہے کہ نیک عمل خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہواگر وہ تقویٰ اور گناہوں سے بچ کر کیا جائے تو وہ زیادہ موثر اور زیادہ نفع بخش ہوتاہے اور حساب میں بھی اسے زیادہ شمار کیا جاتاہے، جس طرح دوا کی کم مقدار پورے پرہیز کے ساتھ استعمال کی جائے تو وہ یقیناً نفع بخش ثابت ہوگی۔ اس کے برعکس اگر نیک عمل کے ساتھ گناہ بھی کیے جاتے رہیں تو اندیشہ یہ ہے کہ وہ نیک عمل پوری طرح ضائع ہو جائے گا یا اس کا اثر کم ہو جائے گا اور اس سے بہت کم فائدہ پہنچے گا۔ جیسے کوئی مریض دوا تو استعمال کرے لیکن پرہیز نہ کرے۔

اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک کنوارے شخص کا نیک عمل گناہ سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ یا کم از کم اس کا "نیک عمل" خطرے اور گناہ کی زد میں رہتا ہے اس لیے وہ کسی شادی شدہ شخص کے عمل سے قدر و قیمت میں کم ہوتا ہے۔

اس کے نتیجے میں باطنی اور روحانی اعتبار سے اس کنوارے شخص کا مقام کمتر ہو جائے گا۔ کیونکہ جب اس کے اچھے کاموں کا اس کے بُرے کاموں کے ساتھ موازنہ کیا جائے گا تو یہ معلوم ہوگا کہ اس کے بعض اچھے کام بُرے کاموں کی وجہ سے ضائع ہو چکے ہیں۔

تاہم یہ بات عمومیت کی بنا پر کہی گئی ہے نہ کہ کسی ایسے حکمِ کلّی کی بنا پر جس کے لیے کوئی استثنا نہ ہو

---

[۱] م۔ باب ۲ خ ۱۰/۷

اللہ تعالیٰ نے مخنث مردوں اور مرد نما عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔اسی طرح ان مردوں پر بھی جو عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں۔کیونکہ یہ روش حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد منسوخ کی جا چکی ہے۔[1]

## توضیح:

مخنث سے مراد ایسا شخص ہے جو قومِ لوط کے بُرے عمل میں گرفتار ہو یعنی لوطی بن جائے اور مرد نما عورتوں سے مراد ایسی عورت ہے جس نے ظاہری حجاب کو بھی ترک کر دیا ہو اور اخلاقی و ایمانی عفت کو بھی خیرباد کہہ دیا ہو اور وہ اس طرح کہ خود کو اپنے شوہر کا بھی پابند نہیں سمجھتی۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو مرد اس لیے شادی نہیں کرتا کہ کہیں وہ صاحب اولاد نہ ہو جائے وہ قابلِ نفرت ہے۔"[2]

"صالح مردوں کو اغوا کرنے کے لیے شیطان کے پاس عورت سے زیادہ کارگر کوئی ہتھیار نہیں، صرف شادی شدہ مرد ہی پاک و صاف (شیطانی وسوسوں سے دور) رہ سکتے ہیں۔"[3]

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

[1] م - باب ۲ خ ۷/۱۰

[2] م - ب ۲ خ ۶

[3] م - ب ۴ خ ۴

ان مردوں اور عورتوں پر جو (دین وفطرت کے اصولوں سے انحراف کرتے ہیں) کہتے ہیں " ہم شادی نہیں کریں گے۔" لعنت بھیجی ہے۔ [۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ترکِ دنیا اور شادی سے فرار اختیار کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ عورت ازدواجی زندگی اختیار کرنے سے پرہیز کرے۔ [۲]

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے:

" پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب میں سے جو بھی نکاح کرتا۔ حضورؐ فرماتے: " اس کا دین مکمل ہوگیا۔" [۳]

"عکاف" کہتے ہیں:

" میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ عکاف! کیا تم بیوی رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ مجھ سے پوچھا: کیا تمھارے پاس لونڈی ہے؟ میں نے جواب میں عرض کیا جی نہیں۔" آپؐ نے فرمایا: کیا تو صحت مند اور مال دار ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! الحمدللہ۔ آپؐ نے فرمایا

---

[۱] م۔ب ۴۳ خ ۱

[۲] م۔ب ۶۳ خ ۲

[۳] م۔ب ۱ خ ۸

اس صورت میں تو شیاطین کا بھائی ہے یا تو تجھے ایک مسیحی راہب بن جانا چاہیے یا پھر (اگر تو مسلمان ہے) تو تجھے تمام مسلمانوں کا سا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ شادی کرنا ہماری سنّتوں میں سے ایک سنّت ہے۔ تم میں سے بدترین افراد وہ ہیں جو کنوارے ہیں، مرنے والوں میں سے بدترین کنوارے ہیں۔ عکاف تجھ پر افسوس ہے۔ شادی کر، تو خطا کار ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے یہاں سے اٹھنے سے پہلے آپؐ میرا نکاح کر دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کلثوم حمیری کی لڑکی کریمہ کے ساتھ میں نے تیرا نکاح کر دیا۔" [۱]

---

# فصل ــــــ ۵

## مومن مرد اور عورتیں باہم مساوی اور ایک دوسرے کے ساتھی ہیں

قرآن مجید کہتا ہے:

" لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور گروہوں

---

[۱] ۲-م ب ۲ خ ۵

اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو. تم میں سے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ معززہے ۔"

(سورہ حجرات ۴۹ آیت ۱۳)

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

"اس سے زیادہ سخت مصیبت اور کوئی نہیں ہے کہ کوئی جوان مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی لڑکی سے عقد کی خواہش ظاہر کرے اور لڑکی کا باپ جواب دے کہ مجھے معاف کیجیے آپ مالی اعتبار سے میرے ہم رتبہ نہیں ہیں۔" [۱]

امیرالمومنین سے لوگوں نے پوچھا :

"کیا یہ بات جائز ہے کہ ہم عرب عورتوں کی شادی غیر عرب مردوں سے کر دیں ؟"

آپؑ نے فرمایا :

"تم سب کے خون برابر ہیں ، آیا تمھارے فرج برابر نہیں ؟" [۲]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلۂ قریش کی عورتوں کی غیر عرب مردوں کے ساتھ شادی کر دیتے تھے تاکہ شادیوں کا معیار نیچے آئے اور دوسرے لوگ بھی آپؐ کی پیروی کریں ۔ [۳]

---

۱ م - ب ۱۱۷ خ ۱۱
۲ م
۳ م - ب ۲۲ خ ۳

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :
"شادی میں کفو یہ ہے کہ مرد پاکدامن اور بیوی کا
خرچ پورا کرنے پر قادر ہو" [۱]

عبدالملک مروان کی طرف سے ایک جاسوس مدینہ میں تعینات کیا گیا
تھا جو مدینے کی چھوٹی بڑی تمام خبریں مرکز خلافت کو بھیجتا تھا۔
حضرت سجادؑ کی ایک لونڈی تھی، آپؑ نے اسے آزاد کر دیا اور اسلام
کے حکم کفو کے مطابق اس کے ساتھ شادی کر لی۔ جاسوس نے اموی خلیفہ کو اس کی
اطلاع دی۔ اس پر عبدالملک نے ایک توبیخ آمیز خط امامؑ کو لکھا :
"مجھ تک پہنچنے والی اطلاعات کے مطابق آپؑ نے
اپنی آزاد کردہ لونڈی کے ساتھ شادی کی ہے، جبکہ آپؑ کسی
ہم رتبہ سے جس کا تعلق قریش کے معزز خاندان سے ہوتا
شادی کر سکتے تھے۔ یہ بات عزت و شرف کا بھی سبب
بنتی اور اصیل و نجیب اولاد بھی حاصل ہوتی۔ آپؑ نے یہ
نامناسب شادی کر کے نہ اپنی بہتری کا خیال کیا ہے اور
نہ اس اولاد پر رحم کھایا ہے جو آپؑ کے صلب میں ہے۔"

(یہ ایک ایسا خط تھا جو ایسی روحِ جاہلیت کا حامل تھا جو اسلام سے معمولی
سا تعلق بھی نہ رکھتی تھی)
حضرت امام زین العابدینؑ نے جواب میں تحریر کیا :

---

[۱] م۔ ب ۲۸ ج ۴

"تیرا خط مجھ تک پہنچا۔ تونے اس بات پر ملامت کی ہے کہ میں نے اپنی ہی آزاد کردہ لونڈی سے شادی کرلی ہے تونے یہ بھی لکھا ہے۔ قبیلۂ قریش کی ایسی عورتیں تھیں کہ جن کے ساتھ نکاح کرنا میرے لیے سربلندی کا سبب بھی بنتا اور اصیل اولاد کے حصول کا سبب بھی۔

تونے غلط سمجھا! کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف اور مرتبے سے بھی اوپر کسی شرف اور مرتبے کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ میں شادی کرکے اس مرتبے کو حاصل کرلوں۔ یہ لونڈی میری ملکیت میں تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، اجر و ثواب کے حصول کی خاطر میں نے اسے آزاد کردیا، پھر سنّتِ الٰہی کے مطابق میں نے اس سے نکاح کرلیا۔ جو شخص خدا کے دین کے بارے میں مخلص ہو، اس طرح کی باتیں اس کے مرتبے اور شرف کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ جاہلیت کی گھٹیا اور توہماتی باتوں کو ختم کردیا۔ ہمیں چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اچھی طرح پیروی کریں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی معزز ترین خاتون اپنے چچا کی لڑکی زینب کو اپنے غلام کے عقد میں دے دیا اور اپنی لونڈی صفیہ سے جو حی بن اخطب یہودی کی بیٹی تھی خود نکاح کیا۔" [1]

---

[1] م۔ ب ۴۷ ج ۲

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یمامہ کا ایک باشندہ جس کا نام جویبر تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا اور ایک سچا مسلمان بن گیا۔ وہ ایک پست قد، بدشکل، محتاج، بھوکا ننگا آدمی تھا۔ سوڈانیوں جیسے بھدے خد وخال رکھتا تھا ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سیاہ چہرے پر رحمت و محبت کی نگاہ ڈالی اور فرمایا:

"جویبر! کیا اچھا ہوتا کہ تو شادی کر لیتا تاکہ تیری عفت محفوظ ہو جاتی۔ اور تیری رفیقۂ حیات دنیا اور آخرت کے کاموں میں تیری ساتھی اور مددگار بنتی۔"

اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آخر وہ کون سی عورت ہو سکتی ہے جو میری رفیقۂ حیات بننے پر راضی ہو، میرے حسب ونسب کو دیکھ کر خوش ہو یا میرا مال اور میری خوبصورتی اسے خوش کر سکے۔ کیا کوئی عورت مجھے اپنے دل میں جگہ دے سکتی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جویبر! اللہ تعالیٰ نے اسلام کی برکت سے دورِ جاہلیت کے معززین کو کبر وغرور کی بلندیوں سے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا اور جو لوگ کوئی قدر وقیمت نہیں رکھتے تھے، انھیں عزت وشرف کی بلندی پر پہنچا دیا۔ جو ذلیل سمجھے جاتے تھے انھیں معزز کیا۔ جاہلیت کی نخوت اور اپنے

بڑے قبیلوں اور اپنے نسبوں پر فخر و غرور کا خاتمہ کر دیا۔ آج تمام لوگ سفید و سیاہ، قریشی اور غیر قریشی، عربی اور عجمی سب کے سب آدمؑ کی نسل سے ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین افراد وہ لوگ ہیں جو اس کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں۔

جویبر! میں آج مسلمانوں میں سے کسی مسلمان کو تجھ سے برتر نہیں سمجھتا۔ بجز اس کے کہ وہ تقویٰ اور اطاعت میں زیادہ ہو۔"

پھر آپؐ نے فرمایا:

"تم زیاد ابن لبید کے پاس جاؤ جو قبیلہ بنی بیاضہ کا شریف ترین آدمی ہے۔ تم جاؤ اور اسے میرا یہ پیغام پہنچاؤ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی لڑکی "دلفا" کو جویبر کے عقد میں دے دو۔"

زیاد نے ایک طرف اپنے بلند حسب و نسب کو دیکھا اور پھر اپنی لڑکی کے لیے اس رشتے پر نظر ڈالی اور حیران رہ گیا پھر اس نے دل ہی دل میں کہا۔ ہم نے کبھی اپنے قبیلے کی کوئی لڑکی اپنے ہم مرتبہ لوگوں کے سوا کسی اور کو نہیں دی ہے آخر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ایسی لڑکی کو جو مدینہ کے انتہائی معزز خاندان کے اندر بڑے ناز و نعمت کے ساتھ پلی بڑھی ہے اسے ایک گمنام، سیاہ فام اور محتاج نوجوان کے حوالے کر

دیا جائے)

آخر کار زیاد، حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لیے دوڑا دوڑا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"زیاد سنو! جویبر، دولتِ ایمان رکھنے والا ایک نوجوان ہے اور ایک مومن عورت کا کفو ایک مومن مرد ہی ہوتا ہے، ایک مسلمان عورت کا کفو ایک مسلمان مرد ہی ہوتا ہے۔ (دوسرے امتیازات عورت مرد کی شخصیت اور ان کے باہم مساوی ہونے پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ڈالتے) کہیں ایسا نہ ہو کہ تو تنگدستی کے جرم پر اس پاک دل جوان سے اپنا منہ پھیرے۔"

جب زیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صریح حکم کو پا لیا تو فوراً اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا۔

(تربیتِ اسلامی کے اس پہلے نمونے سے موہوم شخصیتوں کا بُت ٹوٹ گیا، تقویٰ اور شرافت کو انسانی قدر و قیمت کی حیثیت سے پہچانا جانے لگا۔ عرب کے شریف ترین خاندان کی ایک لڑکی کو حبشہ کے ایک مفلس ترین اور گمنام ترین جوان کے عقد میں دے دیا گیا۔) [1]

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مومن ایک دوسرے کے کفو اور ہم مرتبہ ہیں۔" [2]

---

[1] م ب ۲۵ خ ۱

[2] م ب ۲۷ خ ۸

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے :

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی ضباعہ کا نکاح جو قریش کے شریف ترین خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، مقداد بن اسود سے کر دیا جو غریب اور کم مرتبہ قبیلے کے فرد تھے تاکہ رشتوں کے معیار کو نیچے لایا جائے اور لوگ آنحضورؐ کی پیروی کریں۔ اور جان لیں کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بزرگ ان میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہی ہو سکتا ہے۔"[1]

موالی، ان عجمی باشندوں کو کہتے ہیں جو قید ہو کر یا کسی اور وجہ سے مدینہ آ گئے تھے اور یہیں رہنے لگے تھے۔ خلفاء کے زمانہ میں یہ موالی امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی :

"اے علیؑ! پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عربی اور عجمی کے درمیان کوئی امتیاز کیے بغیر ہم عجمیوں کو مالِ غنیمت میں سے عربوں کے برابر حصہ دیا کرتے تھے۔ سلمان، بلال اور صہیب جو عجمی نسلوں سے تھے، عرب خواتین ان کے نکاح میں دی گئیں لیکن آج کے حکام ہمیں دوسروں سے کم حصہ دیتے ہیں اور وہ ہمیں عربوں کے برابر قرار نہیں دیتے۔"

امیرالمومنینؑ نے ان کی شکایت ذمہ دار عہدہ داروں تک پہنچا دی اور اس ناانصافی پر تنقید کرتے ہوئے اسلامی مساوات کے نفاذ پر زور دیا۔

---

[1] ب ۲۶ ج ۱

لیکن آپ کی اس ہدایت کے خلاف آوازیں اُٹھنی شروع ہوگئیں کہ:

"اے اباالحسن! ہم اس طرح کی سنت پر عمل پیرا نہیں ہوں گے۔"

علیؑ غضبناک ہوکر اپنا دامن سمیٹتے ہوئے مجلس سے نکل آئے اور شکایت کرنے والوں کو مخاطب کرکے فرمایا:

"اس قوم نے تمھیں یہودیوں اور نصرانیوں کی صف میں جگہ دے رکھی ہے۔ تمھاری عورتوں سے وہ شادی کرتے ہیں لیکن اپنی عورتوں کو تمھارے نکاح میں نہیں دیتے یہ اپنا حق تو تم سے وصول کرلیتے ہیں لیکن تمھارا حق انصاف کے ساتھ ادا نہیں کرتے۔ میں تمھارے حق میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ تجارت کا پیشہ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا۔ میں نے خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ روزی کے دس حصے ہیں اور نو حصے تجارت میں ہیں اور ایک حصہ دوسرے تمام کاموں میں۔" [1]

[شاید سب سے عظیم اور کاری ضرب جو خلافت کے اس کے اصل راستہ سے انحراف کے نتیجے میں پیکرِ اسلام پر پڑی وہ علیحدہ علیحدہ قومیتیں اور عرب قوم پرستی کا رواج تھا۔

اسلام کی اعلیٰ تعلیمات نے ہر قسم کے امتیازات کو باطل قرار دے کر لوگوں کے دلوں کو باہم پیوستہ کردیا تھا۔ اور عدالتِ اجتماعی کا قرارِ واقعی اجراء کرکے

---

[1] م ب ۲۶ ج ۴

انسانیت کی اس مشکل ترین گتھی کو سلجھا دیا تھا اور انسانیت کی اس شدید ترین آرزو کو پورا کر دیا تھا۔

یہ امر اسلام کے لیے باعثِ افتخار تھا کہ اس نے معاشرہ کی یک جہتی کی ضمانت دی جو دشمن کی پسپائی اور تعلیماتِ قرآن کے آسمانی ہونے کی سند تھی۔

افسوس صد افسوس کہ مٹھی بھر کینہ توز اور جاہ طلب صحرا گردوں اور بدوؤں نے اسلام کے نوخیز پودے کو مرجھا دیا اور آبِ حیات کو گندے اور غلیظ پانی سے نجس کر دیا۔

صد افسوس کہ وہ لوگ جو خام خیالی اور کج فکری کے حامل تھے اور جو ہوا و ہوس کی قید میں اسیر تھے مسندِ ما ینطق عن الھوٰی پر مسلط ہوئے۔

وہ لوگ جو ۲۳ سال تک اسلامی تعلیمات کے زیرِ سایہ رہے اور آج قوم پرستی کے نعرے بلند کر رہے ہیں آیا اس قابل ہیں کہ ایسی کتاب کی تعلیم دیں کہ جس کا دیباچہ ہی " ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم " ہے۔

وہ لوگ لائقِ تعجب نہیں کہ جو اس روز سیاست گروں کے جال میں اسیر ہو چکے تھے اور جو آج تک حقائق اور معارفِ دینی سے بے خبر ہیں اور جو غلط تبلیغات کے زیرِ اثر اپنی عقل کے چراغوں کو گل کر چکے ہیں اور نہ ہی وہ کہ جن کی نسلوں کی آنکھوں پر تقلید کا غبار اب تک جما ہوا ہے۔ بلکہ لائقِ تعجب اور قابلِ ماتم وہ دانش مند نما شیعہ زادے ہیں کہ جو اپنی کم عقلی کی بنا پر کہتے ہیں کہ :

پیامبر اسلامؐ نے موضوعِ خلافت کو شوریٰ پر چھوڑا اور خود علیؑ کو خلافت کے لیے منتخب فرمایا اور شوریٰ سقیفہ کا نقص صرف اکثریت کا اس میں حاضر نہ ہونا تھا۔

آفرین ہو اس دانشمندِ مذہبی پر ——— !!! آیا اگر اکثریت حاضر

بھی ہوتی تو کیا اس سے مختلف افراد کا انتخاب کرتی ـــــــــ ؟
آیا اس قماش کا معاشرہ علیؑ جیسے فرد کی خلافت قبول کرتا ـــــ ؟
آیا آج اگر کوئی حق کی بات کہتا ہے تو وہ تنہا نہیں رہ جاتا! حتیٰ کہ پاسدارانِ دین کے درمیان بھی ؟

بالفاظِ مختصر یہ کہ صرف حضرت علی ہی تھے جو عرب و عجم میں تمیز روا نہیں رکھتے تھے اور ابتدا ہی سے نسل پرستی کی بھینٹ چڑھنے والوں کی پناہ گاہ آپؑ اور آپ کی اولادِ مطہرہ ہی تھی ۔]

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

" حج کے دوران کسی مقام پر میرے والد کی ایک خاتون سے ملاقات ہوئی اور وہ اس کے حسنِ اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ خاتون شادی شدہ ہے ۔ جواب دیا گیا کہ نہیں ۔ میرے والد نے اس کا حسب و نسب دریافت کیے بغیر اسے شادی کا پیغام دے دیا اور بعد میں اسے اپنے عقد میں لے آئے ۔ جب ایک انصاری کو اس عقد کا حال معلوم ہوا تو اس قدر سادگی سے ہونے والی یہ شادی اسے بڑی گراں گزری ۔ ممکن ہے کہ یہ عورت بے اصل و نسب ہو اور لوگوں کو انگشت نمائی کا موقع مل جائے ۔ چنانچہ وہ انصاری کچھ عرصے تک تحقیق میں مصروف رہا اور اسے پتہ چلا کہ یہ خاتون قبیلۂ شیبان سے تعلق رکھتی ہے ۔ تب وہ امام سجادؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سارے معاملے کو

آپؐ کے گوش گزار کیا (الحمد للہ آپؐ کی یہ نئی رفیقۂ حیات ایک ممتاز و محترم خاندان سے تعلق رکھتی ہے)"

حضرت نے فرمایا:

"میں تجھے اس سے زیادہ عقل مند سمجھتا تھا (کہ تو اس حد تک خاندان کی شرافت کا خیال رکھتا ہے) لیکن کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالی نے اسلام کی برکت سے فضول باتوں کو دور کر دیا ہے اور نقائص کی تلافی فرما دی ہے۔ پستی اور ذلت کو عزت و کرامت سے بدل دیا ہے۔ اب مسلمان (خواہ وہ کسی درجے کا ہو محترم ہے) پستی و ذلت نہیں رکھتا۔ کمینگی کا تعلق بس جاہلیت سے ہے۔"[1]

---

## فصل ــــــ ۶

### لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کرو

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آدمی کی سعادت کا ایک نشان یہ ہے کہ وہ

---

[1] م ب ۲۲ خ ۱ وسائل مقدمات النکاح

ب ۲۷ خ ۱ - بج ۱۰۳ ص ۳۷۴ مین - قریب منہ

اپنی بیٹی کو ایامِ حیض سے پہلے اس کے شوہر کے گھر بھیج دے"۔ لے

ائمہ ھدیٰ علیہم السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ:

انسان کو جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس کے پیغمبر کو سکھادی ہیں۔ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

"لوگو! اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو تمام بھیدوں کا جاننے والا ہے۔ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا: لڑکیاں شاخوں پر لگے ہوئے پھلوں کی طرح ہیں، ان کے پکتے ہی انھیں توڑ لینا چاہیئے ورنہ سورج کی گرمی اور ہواؤں کا چلنا انھیں تباہ کردے گا۔ جب لڑکیاں سنِ بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں تو ان کے اندر غرائز کا طوفان بپا ہوتا ہے جس کا علاج شوہر کے سوا کسی کے پاس نہیں ورنہ ممکن ہے کہ وہ بگڑ جائیں اور آلودہ ہو جائیں کیونکہ وہ بھی انسان ہی ہیں۔" ٢ے (جنسی ہیجان اپنی پوری قوت کے ساتھ ایک ابلتے ہوئے برتن کی طرح انھیں جوش میں لاتا ہے)

لڑکیوں کی شادی جلدی کردینے کے بارے میں بہت زیادہ تاکید آئی ہے جیساکہ متذکرہ بالا ایک حدیث میں گزر چکا ہے۔ اس حکم کا سبب لڑکیوں کے اخلاق کو خراب ہونے سے روکنا ہے۔ لیکن ان احادیث کے ذیل

---

لے۔ ٢ے ابواب مقدمات النکاح ۔ ب ٢٣ ج ١ ۔ ٢

ہیں لڑکی کے سنِ رشد کو پہنچنے اور اس کی شوہر داری کی صلاحیت اور لڑکا لڑکی کی عمر کے تناسب کا بھی لحاظ کیا جانا چاہیے۔

جو لڑکی خانہ داری کی قدرت نہ رکھتی ہو یا جسمانی طور پر اس نے پوری طرح نشو و نما نہ پائی ہو اور اس کے مزاج و طبیعت میں ابھی شادی کے لیے ضروری استعداد پیدا نہ ہوئی ہو اور اس صورت میں اس کی شادی کر دی جائے تو وہی حال ہوگا جس کا عطار نے اپنے اس مصرع میں ذکر کیا ہے:

"ہفتہ ای عیش و غصہ سالی چند"

"ہفتہ بھر عیش پھر چند برسوں کی کوفت"

آخر کار دونوں کی جانیں بتدریج گھلتی چلی جائیں گی یا پھر علیحدگی اور طلاق کی نوبت آئے گی۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اس طرح کی ازدواجی زندگیاں آغاز کار میں حسبِ مراد بسر ہوں۔

البتہ اگر گھرانہ مذہبی ہو اور خاندانوں پر دینی اخلاق کی فرمانروائی ہو تو یہ ساری ناہمواریاں اور پریشانیاں رونما نہ ہوں۔ اور طلاق کا وحشتناک عفریت ہنستے بستے خاندانوں کو خاموش قبرستانوں میں تبدیل نہ کرے۔

یہ سب کچھ مادی تمدن کا تحفہ ہے اور مذہبی طاقت کو کمزور کر دینے کا نتیجہ ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں توجہ اور احتیاط اور بنیادوں کو مضبوط کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

لڑکیوں میں جذبۂ عفت اور خدا ترسی پیدا کرنے کی طرف توجہ دی جانی چاہیے ——— اور ——— گھر کی بنیاد بڑھتے ہوئے سیلاب کی راہ میں نہیں رکھنی چاہیے۔

———— ✻ ————

# فصل ـــــ ۷

## عورت، مرد کیلیے کسوٹی اور آزمائش ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"ایک مومن مرد کا بدترین دشمن اس کی بداطوار رفیقۂ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے اس کی آزمائش کرتا ہے۔" [۱]

نیز آپؑ نے فرمایا:
"چھ چیزیں معصیت و گناہ میں سب سے پہلے ہیں دنیا پرستی، جاہ پرستی، نیند کا متوالا ہونا، زن پرستی (مرد کا عورت کے جال میں پھنس جانا اس کی آزمائش اور امتحان کا ذریعہ ہے)، شکم پرستی اور آرام طلبی۔" [۲]

### توضیح:

اپنے تسلط اور فطرت کی بنا پر مرد ہی خاندان کا سربراہ ہے اور وہی افرادِ خاندان کے معاملات اور ان کی تربیت کا ذمہ دار ہے۔ نیز خاندان کے داخلی معاملات کے ایک حصے کی ذمہ داری عورت پر بھی عائد ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات کسی

---

۱؎ و-ب ۴-خ ۴

۲؎ و-ب ۴-خ ۶

خاندان میں عورت، مرد سے بہتر منتظم ثابت ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے خاندان کے تمام معاملات کی نگرانی اور ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے۔

بہرحال مرد اور عورت کا اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل میں خود کفیل ہونا اور خاندان کی سربراہی اور فرائض کے ادا کرنے کے امتحان میں اچھی طرح پورا اترنا، خاندان کے نگران کی حیثیت سے عمدہ کردار ادا کرنا، اپنے خاندان کو دوسرے خاندانوں کے لیے نمونہ بنا کر پیش کرنا (کہ ایک دینی معاشرہ کی تنظیم و تکمیل کا یہی بہترین ذریعہ ہے) مرد اور عورت کے لیے ایک بہت بڑا امتحان ہے۔

ایسے ماں باپ بھی ہوتے ہیں جو کبھی حضرت علی علیہ السلام کے خاندان کی طرح ایک خاندان تشکیل دیتے ہیں جو زہرا سلام اللہ علیہا، حسنین علیہما السلام اور زینب علیہا السلام جیسی شخصیتوں پر مشتمل تھا۔

اور کبھی ابوسفیان اور ایران کا پہلوی خاندان۔

غرض یہ کہ اپنی شہوانی قوت پر کنٹرول حاصل کرنے کے بعد مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے عفت کا لباس بن جاتے ہیں اور آزمائش کے موقع پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ"

"عورتیں تمھارے عیوب کو ڈھانکنے والے لباس کی طرح ہیں اور تم مرد بھی عورتوں کے عیوب کو چھپانے والی پوشاک کی طرح ہو۔"

# فصل ـــــــ ۸

## عورت اور مرد شادی سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں

مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت کے لیے شادی کا پیغام بھیجا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم اس عورت کو پہلے دیکھ لیتے تو اس کے ساتھ موافقت اور ہم آہنگی کی زیادہ امید ہوتی" [۱]

محمد بن مسلم کہتے ہیں:

"امام محمد باقر علیہ السلام سے میں نے پوچھا۔ اگر کوئی شخص شادی کرنا چاہے تو کیا اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ پہلے عورت کو دیکھ لے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ حق حاصل ہے کیوں کہ وہ اسے حاصل کرنے کے لیے بھاری قیمت ادا کرتا ہے۔ (آخر اسے دیکھنے کا حق کیوں نہ حاصل ہو)" [۲]

حسن سری کہتے ہیں:

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے

---

[۱] و۔ب ۳۶ خ ۱۳ ابواب مقدمات النکاح

[۲] و۔ب ۳۶ خ ۱ ابواب مقدمات النکاح

دریافت کیا، مرد کے لیے کیا یہ بات جائز ہے کہ وہ شادی
سے پہلے عورت کو سامنے سے اور پیچھے سے اچھی طرح دیکھ لے۔
آپؑ نے فرمایا کہ اس بارے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ مرد
شادی سے پہلے عورت کو سامنے اور پیچھے کی جانب سے اچھی
طرح دیکھ لے۔" [۱]

پھر ایک اور شخص نے آنجنابؑ سے سوال کیا:
" مرد کے لیے کیا یہ بات جائز ہے کہ وہ جس عورت سے شادی
کرنا چاہتا ہے، اس کے بالوں کو اور اس کی زینت کی چیزوں کو شادی سے پہلے دیکھ لے؟"
آپؑ نے جواب میں فرمایا:
" بلاشبہ اگر اس کا مقصد لذت حاصل کرنا نہ ہو (اس کی غرض صرف
عورت کے جسم کی خصوصیات سے آگاہ ہونا ہو بس) تو اس صورت میں اس کے دیکھنے
میں کوئی حرج نہیں"۔

ایک دوسری روایت کے مطابق لوگوں نے سوال کیا:
" کیا یہ بات عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ مرد کے سامنے کھڑی ہو
جائے تاکہ وہ اسے دیکھ لے؟"
آپؑ نے فرمایا:
" بلاشبہ جائز ہے۔ بلکہ ایسے موقع پر عورت کے عمدہ اور نفیس لباس
پہننے پر بھی کوئی امر مانع نہیں ہے۔" [۲]

---

۱۔ و۔ ب ۳۶ خ ۳ ابواب مقدمات النکاح
۲۔ و۔ ب ۳۶ خ ۵ ابواب مقدمات النکاح

ایک صحابی نے ایک عورت سے نکاح کے لیے پیغام بھیجا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"اس عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو پہلے دیکھ لو۔"

(اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ کم از کم اس حد تک عورت کو دیکھ لینا چاہیے)

## توضیح :

ان روایات کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو شادی کے لیے منتخب کرتا ہے اور اسے عورت کئی اعتبار سے پسند ہو، اس کے باوجود وہ اس کی جسمانی خصوصیات سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اسے دیکھ سکتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی جسمانی عیب موجود ہو۔ جو بعد میں شرمندگی یا سرد مہری یا علیحدگی کا سبب بن جائے۔ البتہ وہ اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ کئی لڑکیوں کو یکے بعد دیگرے اپنی نظروں کے سامنے سے گزارے اور ان تمام کے سراپا کا جائزہ لے تاکہ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے۔

---

# فصل —— ۹

## مناسب رشتے کو رد نہ کرو

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"کیا میں تمھیں بتاؤں کہ بہترین مرد کون ہیں۔؟

صحابہ نے عرض کیا : جی ہاں، یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا : وہ جو پرہیزگار ہوں، پاک دل ہوں، کشادہ

دست ہوں، ماں باپ رکھنے والے ہوں اور ماں باپ کے ساتھ
حسنِ سلوک کرنے والے ہوں اور اپنے اہل وعیال کو دوسروں
کا محتاج نہ بنائیں "[۱]

توضیح:

انسانی زندگی کی کچھ ضروریات ہوتی ہیں جو پوری ہونی چاہئیں۔ انسان کو غذا دوا، لباس اور مکان کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی یہ ضرورت پوری ہونی چاہیے۔ اسی طرح وہ کچھ جنسی تقاضے اور کچھ فکری واخلاقی تقاضے بھی رکھتا ہے۔ ان تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضے کا تعلق حسنِ معاشرت اور لوگوں کے ساتھ اچھی طرح ملنے جلنے سے ہے۔ جیسے اعلیٰ طبقے کا نچلے طبقے کو اس کے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں تنبیہ کرتے وقت نرمی سے کام لینا اور ضروری مواقع پر اُن کی خدمات کو سراہنا اور انھیں شوق دلانا اور صبر سے کام لینے کے مواقع پر صبر وتحمّل سے کام لینا، ان سے غلطی اور کوتاہی کے صادر ہونے کے موقع پر چشم پوشی اور درگزر کا رویہ اختیار کرنا، نافرمانی کے مواقع پر انھیں نصیحت کرنا۔

غرض یہ کہ حسنِ رفتار اور حسنِ گفتار سے کام لیا جائے جو تربیت، ترقی اور تکمیل کا ذریعہ بنے۔ البتہ کبھی سرزنش وملامت سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ اس کی بہترین مثال ایک مہربان معلّم کی ہے کہ وہ ہمیشہ طالبِ علم کی حالت پر نظر رکھتا ہے اور اس کی بھلائی و سعادت اور اس کے کمال وترقی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

اس طرح ضروریات کو پورا کرنا جہاں عورت کے تعلق سے مرد کی ذمہ داری ہے اسی طرح مرد کے تعلق سے عورت کی بھی ہے۔ ہر فطری خواہش کا پورا نہ کرنا یا اس کے پورا کرنے میں کمی کرنا ضرورت مند کو غلط راہ پر لے جاتا ہے اور اسے دوسروں کے ذریعے اپنی

---

[۱] و۔ ب ۷ خ ۱۲

ضرورت پوری کرنے پر مجبور کرتا ہے ۔ ہر فطری خواہش جو غلط ذریعہ سے پوری کی جاتی ہے، وہ اپنا خاص نقصان اور خاص بگاڑ رکھتی ہے ۔ اب یہ مرد کا کام ہے کہ وہ ان حقائق سے واقف ہو اور عورت کو بھی ان سے واقف ہونا چاہیئے ۔

علی بن اسباط نے حضرت امام جواد علیہ السلام کو تحریر کیا :

" مجھے اپنی لڑکیوں کے لیے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو (اخلاق و ایمان میں) میری طرح ہو کہ میں انھیں اس کے عقد میں دے دیتا ۔"

حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا :

" تم نے جو کچھ اپنی لڑکیوں کے بارے میں لکھا اس سے آگاہی حاصل ہوئی ۔ خدا تم پر رحمت کرے ، لڑکی کے معاملے میں اس قدر احتیاط کی ضرورت نہیں ۔ (کہ اس کا شوہر صد فی صد باپ کی خواہش کے مطابق ہو) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اگر کسی ایسے شخص کا پیغام آئے جو اپنے دین و اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ ہو تو اسے قبول کر لو ورنہ زمین پر بہت بڑا فتنہ و فساد رونما ہوگا ۔"[1]

آنے والے رشتے پر مختلف اعتراضات اور نکتہ چینیوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لڑکی گھر ہی میں بیٹھی رہتی ہے ، اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں ازدواجی زندگی گزارنے کا موسم بہار رخصت ہو جاتا ہے ۔ میاں بیوی کے اخلاقی روابط میں دیر

---

[1] و ۔ ب ۲۸ خ ۱/ وفی معنی ذیل الحدیث روایات ۔

تک طغیان رہتا ہے، بالآخر نسل میں بھی (جو شادی کے درخت کا پھل ہے) ناپسندیدہ آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا:
"اگر تیرے پاس کسی ایسے شخص کا پیغام آئے جس کے دین و اخلاق تجھے پسند آئیں تو اسے قبول کر لے، اس کی تنگدستی سے مت گھبرا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
اگر (بیوی اور میاں) ایک دوسرے سے علیحدہ ہو ہوجائیں تو خدا ان میں سے ہر ایک کو اپنے کرم سے غنی بنا دے گا۔
نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
اگر (کنوارے مرد شادی کریں اور) مفلس ہوں خدا اپنے فضل سے انھیں غنی کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کریم اور (اپنے بندوں کے حالات سے) باخبر ہے۔ (ان دو آیتوں کا ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ہر دو صورتوں میں مرد اور عورت کی روزی خدا کے ہاتھ میں ہے۔)[1]

ابراہیم کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"ابراہیم! کسی مومن کو اس کے مال سے ملنے والے حصوں میں اس سے زیادہ خطرناک حصّہ کوئی نہیں ہے اور اس کے

---

[1] م ـ ب ۲۴ خ ۲ / ج ۱۰۳ ص ۳۷۲ بحار

مال کو پہنچنے والے نقصانات میں اس سے زیادہ ضرر رساں
کوئی نہیں ہے جو کسی بے چوپان گلّے کو دو ایسے وحشی بھیڑیوں
سے پہنچتا ہے جن میں سے ایک بھیڑیا گلّے کے اگلے حصّے پر حملہ
کرتا ہے اور دوسرا اس کے پچھلے حصّے پر حملہ آور ہوتا ہے۔ تم
ذرا اندازہ کرو یہ بھیڑیے اس گلّے کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟"

میں نے عرض کی وہ سوائے فساد پھیلانے کے اور کچھ نہیں کریں گے۔ اس پر
آپؑ نے فرمایا:

"تو نے درست کہا کسی مومن کے مال کو پہنچنے والا سب
سے کم تر نقصان یہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی کی لڑکی کے لیے پیغام
دے اور وہ یہ کہہ کر اسے ردّ کر دے کہ پیغام دینے والا غریب
نادار ہے۔"

---

## فصل ——— ۱۰

### شرابی اور بد اخلاق آدمی کو اپنی لڑکی نہ دو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ نے شراب کو میری زبان سے حرام قرار دیا۔ اب
جو شخص شراب پیئے گا وہ اس لائق نہیں کہ کسی مسلمان لڑکی کا
شوہر بنے۔" [۱]

---

[۱] د ۔ ب ۲۴ ح ۳

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" جس شخص نے کبھی اپنی لڑکی کی شادی کسی شرابی سے کی وہ قطعِ رحم کا مرتکب ہوا ۔" (یعنی اس نے ایک باپ کی حیثیت سے اپنا فرض ادا نہیں کیا اور لڑکی پر اس نے ظلم کیا) [1]

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں :

" کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی شرابی کو اپنی لڑکی دے دو، اگر تم نے ایسا کیا تو گویا تم نے لڑکی کو زنا کی خاطر کسی کے حوالے کر دیا ۔" [2]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

" اگر شرابی بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ لڑکی مانگے تو اسے اپنی لڑکی نہ دو ۔" [3]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" شرابی اس بات کا اہل نہیں ہے کہ کوئی مسلمان اسے لڑکی دے یا اسے اپنا مال حوالے کرے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ، اپنا مال ناسمجھوں کے ہاتھ میں نہ دو ۔" [4]

---

[1] و ۔ ب ۲۹ ح ۱

[2] فقہ الرضا علیہ السلام

[3] و ۔ ب ۲۴ ح ۴

[4] م ۔ ب ۲۵ ح ۴ ۶

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

" جو شخص بھی اپنی عزیز بیٹی کو کسی بے دین کے عقد میں دیتا ہے اس پر ہر روز ہزار لعنتیں نازل ہوتی ہیں ۔ " [۱]

## توضیح :

ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اس نے اپنی عزیز اولاد کو جن کی خاطر اس نے بڑی زحمتیں اٹھائی تھیں انھیں خود اپنے ہاتھوں خطرے میں ڈال دیا اور ان کے لیے فکری و عملی انحراف کی راہ ہموار کر دی ۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اس جوڑے سے آئندہ پیدا ہونے والی نسل سے دسیوں بلکہ سینکڑوں بچے تولد ہوں ، وہ سب غلط راہ پر چل پڑیں اور اپنے معاشرے کو تباہی سے دوچار کر دیں اور یہ انسان (جس نے کسی بے دین اور شرابی کو اپنی لڑکی دی) ان کی بے شمار باتوں اور ان کو ملنے والی سخت سزاؤں میں حصہ دار بنے گا ۔

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ

" اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو "

حسین بن بشار نے حضرت امام کاظم علیہ السلام کو لکھا :

" میرے ایک رشتہ دار نے میری لڑکی کے لیے پیغام بھیجا ہے لیکن اس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں "

حضرتؑ نے جواب دیا :

" اگر وہ بد اخلاق ہے تو اسے اپنی لڑکی نہ دو ۔ " [۲]

---

۱ ۔ م ۔ ب ۲۵ خ ۴ خ ۶

۲ ۔ م ۔ ب ۲۶ / ج ۱۰۳ ۔ ص ۲۳۷ مکا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" کیا میں تمھیں یہ نہ بتا دوں کہ بدترین لوگ کون ہیں ؟ "

لوگوں نے عرض کیا :

" کیوں نہیں یا رسول اللہ ص ۔"

آپ ص نے فرمایا :

" وہ جو بے گناہوں پر تہمت دھرتے ہیں، بخیل اور بدزبان ہیں ۔ دستر خوان پر تنہا بیٹھتے ہیں ۔ ان سے کسی کو کوئی بھلائی نہیں پہنچتی ۔ اپنی بیوی اور اپنے غلاموں کو زدوکوب کرتے ہیں ۔ اپنے خاندان کو دوسروں کا محتاج بنا کر رکھتے ہیں ۔ اپنے ماں باپ کو اذیت پہنچاتے ہیں ۔ " [1]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" جو لوگ ایمان میں کمزور ہوں ان کی لڑکیوں سے تو عقد کرو لیکن انھیں اپنی لڑکیاں نہ دو کیونکہ اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ لڑکی اخلاق و آداب میں اپنے شوہر سے اثر لے اور مرد اسے اپنے عقائد اختیار کرنے پر آمادہ کرے ۔" [2]

---

[1] د ۔ ب ۷ خ ۲ ۔ ابواب مقدمات النکاح

[2] ج ۱۰۳ ۔ ص ۳۷۷ ین

# باب دوّم

## فصل ــــ ۱

### تمھاری رفیقۂ حیات ایسی ہونی چاہیے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

"تمھاری عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو بچے دینے والی، مہربان اور پاکدامن ہو، تمھارے خاندان کے نزدیک وہ قابل احترام اور باعزت ہو اور شوہر کے سامنے تواضع اور انکساری سے کام لینے والی ہو۔ اس کا سنگھار صرف اپنے شوہر کے لیے ہو اور دوسروں کے سامنے باوقار انداز سے آئے اور ان سے بے پرواہ رہے۔ شوہر کی بات پوری توجہ سے سنے۔ اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرے اور خلوت میں خود کو شوہر کے حوالے کر دے۔

لیکن مردوں کی طرح عامیانہ رویہ اختیار نہ کرے۔" [1]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :
" انسان کی رفیقۂ حیات گردن میں ڈالے جانے والے ایک طوق کی طرح ہے۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ کیسا طوق اپنی گردن میں ڈالنا پسند کرو گے (لعنت کا طوق یا رحمت کا) " [2]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :
" تمھاری بہترین عورتیں پانچ طرح کی ہیں ——— !"
لوگوں نے پوچھا :
" وہ کون ہیں ——————— ؟ "
آپؑ نے ارشاد فرمایا :
" سہل الحصول ، نرم طبع ، مطیع اور ایک ایسی عورت جب اس کا شوہر غصہ میں آئے تو وہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک کہ اپنے شوہر کو راضی نہ کرلے اور پھر ایک ایسی عورت جو اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت و حیثیت

---

[1] و-ب ٦ خ ٢ / وفی خبر : النسا اربع ربیع مربع وجامع مجمع وخرقاء مقمع وعافو ۔

[2] ج ١٠٣ - ص ٢٣٣ مع / نکاح المستدرک باب ١٣ خ ١ وفیہ "فانظر الی ما تقلدہ "۔

کی حفاظت کرے ۔ ایسی عورت کا الہٰی کارکنوں اور الہٰی عمال میں شمار ہوتا ہے اور وہ خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتی۔ بعض خواتین بڑی بابرکت ہوتی ہیں ۔ بعض بچہ دار ہوتی ہیں ایک بچہ ان کی گود میں ہوتا ہے تو دوسرا ان کے پیٹ میں۔ اور بعض عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتی ہیں ۔ بعض عورتیں بھوسے سے بھرے ہوئے اناج کی طرح ہوتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں کو جس کسی (بدبخت) کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے ۔" [۱]

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

"ایک شخص نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی شادی کے بارے میں مشورہ کیا ، حضرتؐ نے فرمایا : بے شک تو شادی کر لیکن جس عورت سے بھی تو شادی کرے اسے باایمان اور خداشناس ہونا چاہیے ۔ اللہ تعالیٰ تجھے خیر سے نوازے ۔ اچھی اور شائستہ عورت (اعصم) نایاب کوّے کی مانند ہے اس شخص نے پوچھا " اعصم " کیا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ ایک ایسا کوا جس کا ایک پیر سفید ہو ۔" [۲]

ابراہیم کرخیؒ فرماتے ہیں :

---

۱ و ـ ب ۶ ـ خ ۵

۲ م ـ ب ۹ خ ۲

" میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی فوت ہو چکی ہے۔ وہ بڑی ہمدم اور ہم ساز تھی اس لیے اب میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اچھی طرح دیکھ لو کہ تم کس کو اپنی رفیقۂ حیات بنا رہے ہو اور کس کو اپنے مال اور اپنے دین کا شریک اور اپنا ہمراز بنا رہے ہو۔ اگر تجھے شادی کرنی ہی ہے تو کسی نیک کردار اور اچھی عادات رکھنے والی دوشیزہ کو تلاش کر کیونکہ عورتیں جن خصوصیات کی مالک ہوتی ہیں ان کا ذکر ایک شاعر نے اپنے ان اشعار میں کیا ہے:

اشعار کا ترجمہ:

طرح طرح کی عورتیں پیدا کی گئی ہیں، ان میں سے بعض قیمتی مال غنیمت کی طرح ہوتی ہیں اور دلبر و دلربا ہوتی ہیں۔

ان میں سے بعض رات بھر چمکنے والے چاند کی طرح ہوتی ہیں اور بعض اپنے شوہروں کے لیے شبِ تاریک کی طرح۔

جس شخص کو کوئی شائستہ عورت مل جاتی ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور جو دھوکے میں آجاتا ہے (گرفتار پرندے کی طرح) اس کے لیے کوئی راہِ فرار نہیں۔" [۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[۱] و۔ ب ۶ خ ۱

"اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ ایسا ہے جو اس کی حالت کی اصلاح کر دیتا ہے اور اس فیصلے کا تعلق اس کے مقدر میں ایک ایسی بیوی کا لکھ دینا ہے جسے اس کا شوہر دیکھے تو خوش ہو جائے اور جو اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی آبرو کی حفاظت کرے اور اس کی موجودگی میں اس کے ہر حکم کی اطاعت کرے جو وہ اسلامی احکام کے دائرے میں رہتے ہوئے دے۔"[۱]

"اسلام لانے کے بعد کسی مسلمان کو جو سب سے زیادہ مال غنیمت ملا وہ ایک ایسی مسلمان رفیقۂ حیات کے سوا اور کچھ نہیں ہے جسے دیکھ کر وہ خوش ہو، جو فرمانبردار ہو اور شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور عزت کی نگہبان ہو۔"[۲]

"جس شخص کو یہ چار چیزیں مل گئیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی مل گئی۔ صابر جسم، ذکر کرنے والی زبان، شکر بجا لانے والا دل اور شائستہ بیوی۔"[۳]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"تین چیزیں ہر دور میں کمیاب ہوتی ہیں۔ ایسا شخص

---

[۱] د۔ب ۹ خ ۷
[۲] د۔ب ۹ خ ۱۰
[۳] م۔ب ۸ خ ۲

جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کے ساتھ برادرانہ روابط قائم کرے ایسی شائستہ بیوی جو دینی کاموں میں ساتھی اور مددگار بنے، ایسا فرزند جو رشد یافتہ ہو، جس کسی کو ان تین نعمتوں میں سے کوئی ایک نعمت بھی مل گئی، گویا اسے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں مل گئیں اور اسے دنیا کی بہترین سعادت میں سے حصّہ مل گیا۔ [۱]

نیز آپؐ نے فرمایا:

"تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو خوشبو رکھنے والی ہو اور جس کا پکوان اچھا ہو، جس جگہ خرچ کرنا ہو وہاں خرچ کرتی ہو اور جس موقع پر خرچ کرنا مناسب نہ ہو وہاں خرچ نہ کرتی ہو۔ ایسی عورت کا شمار کارکنانِ الٰہی میں ہوتا ہے اور کارکنانِ الٰہی کو کبھی ناامیدی اور شرمندگی کا سامنا نہیں ہوتا۔" [۲]

"تین چیزیں مومن کے لیے آرام کا باعث ہوتی ہیں: کشادہ مکان، جو اس کی زندگی کی بے سروسامانی کی پردہ پوشی کرے، شائستہ بیوی جو دنیا اور آخرت کے کاموں میں اس کی مددگار بنے اور بیٹی کی گھر سے رخصتی۔" [۳]

"عورت کی کوئی قیمت نہیں، خواہ وہ اچھی ہو یا بُری ہو،

---

[۱] ج ۷۴ - ص ۲۸۲ مص

[۲] ب ۶ خ ۶ نکاح المستدرک

[۳] ب ۹ خ ۱۳ نکاح المستدرک

اچھی عورت کو سونے اور چاندی سے نہیں تولا جا سکتا کیونکہ وہ بہت قیمتی ہوتی ہے اور بری عورت مٹی کے برابر بھی نہیں ہوتی کیونکہ مٹی اس سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔" [۱]

جب یہ آیت نازل ہوئی :

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں (اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے) انھیں ایک دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔" پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا "سونے اور چاندی کے لیے ہلاکت"، اس پر صحابہ نے دریافت کیا۔ "یا رسول اللہؐ ہم کیسا مال جمع کریں؟" آپؐ نے فرمایا: "شکر ادا کرنے والی زبان، وہ دل جس میں نرمی ہو، وہ رفیقۂ حیات جو دین کے کام میں تمھاری ساتھی اور مددگار ثابت ہو۔" [۲]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

"پانچ چیزوں کا شمار اسبابِ سعادت میں ہوتا ہے شائستہ بیوی۔ نیک اولاد۔ اچھا ساتھی، وطن کے اندر روزی کا میسر آنا اور آلِ محمدؐ سے دوستی۔" [۳]

"شائستہ بیوی، کشادہ مکان، سفر کے لیے سواری

---

[۱] ب ۱۳ خ ۱ نکاح المستدرک

[۲] ب ۸ خ ۵، نکاح المستدرک [۳] ب ۸ خ ۷ نکاح المستدرک

صالح فرزند، مرد کے لیے خوش نصیبی ہیں "۔[1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی گئی :

"میں نے فلاں شخص کو دنیا اور آخرت کی بھلائی یعنی اسے شائستہ بیوی عطا کی ہے ۔"[2]

امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

"تم میں سے بہترین عورتیں قریش کی عورتیں ہیں، وہ اپنے شوہر کے ساتھ بہت محبت وخلوص رکھتی ہیں، بچوں پر مہربان ہوتی ہیں، شوہر کی اطاعت کرتی ہیں اور دوسروں سے منہ پھیر لیتی ہیں ۔"[3]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

"میری امت کی بہترین عورت (شادی کے نقطۂ نظر سے) وہ ہے جو صورت میں اچھی ہو اور اس کا مہر کم ہو ۔"[4]

"تم میں بہترین عورت وہ ہے جو پاکدامن اور محبت کرنے والی ہو ۔"[5]

---

[1] ب ۸ خ ۵ نکاح المستدرک

[2] م ۔ ب ۸ خ ۵

[3] م ۔ ب ۸ خ ۳ [4] و ۔ ب ٦ خ ۸

[5] و ۔ ب ٦ خ ۷ / و فی خبر آخر اضافة قوله (عفیفة فی فرجها غلمة علی زوجها) نکاح المستدرک ۔ ب ۵

"دنیا کی حیثیت ایک متاع سے زیادہ نہیں ہے۔
(یعنی زندگی گزارنے کا ذریعہ ہے) اور دنیا کی بہترین متاع
ایک شائستہ بیوی ہے۔"[1]

امام ہفتم علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ:
"قیامت کے دن مومن سے تین چیزوں کا حساب (نہیں) لیا
جائے گا۔ ایک غذا جو اس نے کھائی اور دوسرے لباس جو
اس نے پہنا اور شائستہ بیوی جو اس کے کاموں میں مددگار
ہو اور اس کے دین کی حفاظت کا ذریعہ بنے۔"[2]

## توضیح :

غذا اور لباس جو جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔ محشر کے عظیم اجتماع اور اس کے روح فرسا ماحول میں ایک مومن ان چیزوں کے حساب کی مشقت سے بچ جائے گا۔ بہت سی روایات کے مطابق ان دو چیزوں کے سوا دوسری چیزوں کا محاسبہ بھی ہوگا۔

جیسا کہ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا:
(حلال چیزوں کے بارے میں حساب ہوگا اور حرام
چیزوں کے بارے میں سزا تجویز کی جائے گی) متاعِ دنیا
میں سے جو حلال چیزیں آدمی جمع کرے گا روز محشر اس سے
ان کا حساب لیا جائے گا اور حرام چیزوں پر اسے سزا

---

[1] م، ب ۸ خ ۱

[2] م، ب ۸ خ ۱۶

دی جائے گی ۔"

غذا اور لباس وغیرہ جو کچھ ناجائز طریقوں سے حاصل کیا جائے گا ۔ آیات قرآنی اور روایات کے مطابق بلا شک وشبہ اس کا حساب کتاب ہوگا اور بدلہ دیا جائے گا ( لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ )

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :

" شائستہ بیوی لباس کی طرح (عیب پوش) ہے ۔"

توضیح :

میاں اور بیوی جب لائق اور شائستہ ہوں گے اور فکری و اخلاقی ہم آہنگی رکھتے ہوں گے تو وہ ایک دوسرے کے بھیدوں، عیبوں اور خامیوں کی پردہ پوشی کریں گے خود شادی، میاں بیوی کو جنسی بے راہ روی اور شہوانی خواہشات کے طغیان سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے ۔ اس سے دونوں کی عزت اور آبرو کی حفاظت ہوتی ہے

چنانچہ قرآن مجید کا ارشاد ہے :

" تمہاری بیویاں تمہارے لیے پاکدامنی کا لباس ہیں اور تم ان کے لیے پاکدامنی کا لباس ہو ۔"

(ھن لباس لکم وانتم لباس لھن)

" موزوں بیوی دل کے سکون اور آرام کا سبب ہوتی ہے ۔"[1]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

---

[1] م ا ب ۸ خ ۱۸

"کنواری لڑکیوں سے شادی کرو، ان کے دہانے زیادہ دلکش اور ان کے رحم بچوں کی پرورش کرنے والے۔ ان کا حافظہ تیز، اور ان کی محبت پائدار ہوتی ہے۔" [1]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"اپنی شریک حیات کے انتخاب کے وقت اس کے بالوں کے بارے میں بھی تحقیق کر لیا کرو جس طرح تم اس کے چہرے کے بارے میں معلوم کرتے ہو، کیونکہ بال بھی خوبصورتی کا سبب ہوتے ہیں۔" [2]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
"اپنے ہم مرتبہ لوگوں کو اپنی لڑکیاں دو اور اپنے ہم مرتبہ لوگوں سے لڑکیاں حاصل کرو۔ اور اپنی آئندہ نسل کے لیے مناسب رشتوں کا انتخاب کرو۔" [3]

حضرت علی کا ارشاد ہے:
"عورت کی بہترین صفات (ازدواجی زندگی کے سلسلے میں) مرد کی بدترین صفات سمجھی جاتی ہیں۔ یعنی غرور، خوف اور بخل۔ اگر عورت مغرور ہو گی تو شوہر کے علاوہ کسی کے

---

[1] م-ب ۱۶ خ ۱

[2] م-ب ۲۰ خ ۲

[3] م-ب ۶-خ ۴

سامنے نہیں جھکے گی ، اگر وہ بخیل ہوگی تو اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی ، اگر خوف کھانے والی ہوگی تو وہ ہر آنے والی آفت کے بارے میں خوفزدہ ہوگی (اور اتفاقاً بھی کسی شکاری کے جال میں نہیں پھنسے گی) " [۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں :
" تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جب کبھی وہ ناراض ہوتی ہو یا شوہر کو ناراض کر دیتی ہو تو وہ کہتی ہو - میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو مجھ سے خوش نہیں ہو جائے گا میں چین سے نہیں سوؤں گی -" [۲]

نیز آپؑ نے فرمایا :
" کسی بھی شخص کے لیے ایک ایسی رفیقۂ حیات سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی کہ جب وہ اسے دیکھے تو خوش ہو جائے ، جب وہ کسی بات کی قسم کھائے تو اس کی قسم کو پورا کرے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی ناموس کی حفاظت کرے ۔" [۳]

" ایماندار خاتون سیاہ گائے کی پیشانی میں سفید

---

[۱] ص ۲۳۸ نہج

[۲] م - ب ۹ خ ۴/۳ نہج

[۳] م - ب ۹ خ ۴/۳ نہج

نشان کی طرح ہے (ظاہراً اس سے مراد کمیابی ہے اگرچہ یہ مثال شہرت کے لیے موزوں ہے)"[۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
"کسی بھی شخص کو ایمان کے بعد اگر کوئی بہترین مالِ غنیمت میسر آسکتا ہے تو وہ موزوں رفیقۂ حیات ہے۔"[۲]

"بابرکت رفیقۂ حیات ایک ایسی خاتون ہے کہ جس کے ساتھ شادی کا اور جس کی زندگی کا خرچ کمتر ہو۔"[۳]

---

## فصل ــــــ ۲

### عورتوں کی کئی قسمیں ہیں

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"عورتیں تین قسم کی ہیں، ایک وہ جو نفع ہی نفع ہیں۔ دوسری وہ جو فائدہ بھی ہیں اور نقصان بھی۔ تیسری وہ جو خالص نقصان ہیں۔ خالص نفع والی کنواری لڑکیاں ہیں۔

---

[۱] م ۔ ب ۹ ح ۱۱
[۲،۳] م ۔ ب ۵

نفع اور نقصان والی ایسی بیوہ عورتیں ہیں جن کی کوئی اولاد
نہیں اور خالص نقصان والی عورتیں وہ ہیں جو بیوہ بھی
ہیں اور اولاد بھی رکھتی ہیں ۔" [1]

(یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسی کنواری لڑکی جسے کسی دوسرے مرد نے نہ چھوا ہو زندگی کے لیے بہت موزوں ہوتی ہے اور وہ ایسے بہتر اخلاق کی حامل ہوتی ہے جو شوہر کے ساتھ موافقت کا سبب بنے)

اسی طرح بے اولاد بیوہ اپنے نئے شوہر اور اپنی نئی زندگی سے بہت زیادہ دلچسپی رکھنے والی ثابت ہوتی ہے اور بعد میں صاحبِ اولاد بھی ہو سکتی ہے اور اپنے نئے شوہر اور اس سے ہونے والے بچوں کو اپنی محبت اور الفت دے سکتی ہے ۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسری اور تیسری قسم کی عورتوں کو گھر میں بیٹھے رہنا چاہیئے اور کسی بھی شخص کو ان سے نکاح نہیں کرنا چاہیے ۔ مقصد شادی کے لیے بہتر ہونے میں ان کی ترجیح کو ظاہر کرنا ہے ۔

یعنی اگر کسی شخص کو اپنے لیے بہتر رفیقۂ حیات منتخب کرنا ہے تو پہلی قسم کی عورتیں دوسری قسم کی عورتوں پر مقدم ہیں اور دوسری تیسری پر ۔

(اگر کوئی شخص اپنی خواہشِ نفس کے خلاف کام کرنا چاہتا
ہے اور نچلے طبقے کی بے سہارا عورتوں سے محض اس لیے
شادی کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرے اور
معاشرہ کے ایک فرد کی ضرورت کو پورا کرے اور اس

---

[1] ج ۷۸ ۔ ص ۲۳۰ ف

طرح ایک فرد کی یا ایک بے سہارا خاندان کی سرپرستی کی ذمہ داری اپنے سر لینا چاہتا ہے تو یہ بات بہت ہی پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کے پاس باعثِ اجر ہے)

یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ عورتوں کی یہ طبقہ بندی ایک کلیے کی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس سے مراد ایک عمومیت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عورتیں تین قسم کی ہیں۔ ایک کنواری، بچے دینے کی صلاحیت رکھنے والی اور محبت کرنے والی عورت جو دنیوی اور اخروی امور میں اور شوہر کی پریشانیوں میں اس کی مددگار بنے اور مصیبت کے وقت اس سے بے وفائی نہ کرے۔ دوسری وہ عورت جو بانجھ ہو، نہ خوبصورت ہو اور نہ باخلاق اور کسی بھی نیک کام میں شوہر کا ہاتھ نہ بٹائے۔ تیسری وہ جو جھگڑالو لالچی اور عیب جیں ہو، زیادہ کو کم ہی سمجھے اور کم لینے پر آمادہ نہ ہو۔" [1]

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عورتوں کی کئی اقسام ہیں:

۱۔ غنیمت، یہ وہ عورتیں ہیں جو شوہر کو پسند کرتی ہیں اور اس سے محبت کرتی ہیں۔

---

[1] م۔ب ۶ خ ۱

۲۔ بس رات بھر رہنے والے چاند کی طرح شوہر کو جلوہ دکھا دیتی ہیں (یعنی جن کی روشنی بھی کم مدت کے لیے ہوتی ہے اور فائدہ بھی)

۳۔ شوہر کے لیے تاریک رات کی طرح ثابت ہوتی ہیں۔

جو شخص بھی کسی شائستہ عورت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ خوش نصیب ہے اور جو شخص کسی ناشائستہ عورت کے دام میں پھنس جاتا ہے وہ پریشان ہو جاتا ہے۔"[1]

---

## فصل —— ۳

### ایسی عورتوں سے دور رہنا ہی اچھا ہے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ تمھاری عورتوں میں سے بدترین عورت کون ہے؟ وہ عورت جو اپنے خاندان میں تو ذلیل اور بے وقار ہو اور شوہر کے سامنے بڑی معزز بننے کی کوشش کرے، بانجھ اور کینہ پرور ہو، برے کاموں سے منہ نہ موڑنے والی ہو۔ شوہر کی غیر موجودگی میں تو خود کو آراستہ

---

[1] ج ۱۰۳ ص ۲۳۴ ضا

کرے اور اس کی موجودگی میں اجڈ بن کر رہے۔ شوہر کی بات پر کان نہ دھرے، شوہر کے کسی عذر کو قبول نہ کرے اور اس کی غلطی کو نظر انداز نہ کرے۔"[۱]

"تمھاری بدترین عورت بانجھ، گندی رہنے والی، ضدی اور نافرمان ہے۔ خاندان کی نظروں میں تو وہ حقیر ہو لیکن اپنی نگاہوں میں معزز بنے۔ شوہر کی نافرمان اور دوسروں کے احکام بجالانے والی ہو۔"[۲]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ایک دعا میں اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں:

"اے اللہ میں ایسے فرزند سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو میرا نافرمان ہو اور ایسے مال سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو بے نتیجہ تباہ ہو جائے اور ایسی شریکِ حیات سے جو مجھے وقت سے پہلے بوڑھا کر دے اور ایسے ساتھی سے جو مکر و فریب سے کام لے۔"[۳]

آپؐ نے فرمایا:

"سبزۂ مزبلہ سے دور رہو۔" صحابہ نے پوچھا سبزۂ مزبلہ کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا" وہ خوبصورت

---

[۱] و۔ب ۷، خ ۱

[۲]، [۳] و۔ب ۷، ۳، ۷

عورت جس نے ایک رذیل اور پست گھرانے میں تربیت پائی ہو۔" [1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:
" ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی" یارسول اللہ! میرے چچا کی لڑکی ہے جس کے حسن وجمال اور دینداری کو میں پسند کرتا ہوں لیکن وہ بانجھ ہے (کیا میں اس سے شادی کرلوں؟) آپ نے فرمایا: اس سے شادی نہ کرو۔" [2]

آنحضور نے فرمایا:
" عورت کی بدنصیبی اس کے مہر کا زیادہ ہونا اور بانجھ ہونا ہے۔" [3]

آپ نے فرمایا:
" تمھاری بدترین عورت وہ ہے جو بے حیا اور ترش رو ہو۔" [4]

---

[1] و۔ب ۹ خ ۳ وفی خبر جعفریات "اعوذبك من مال یکون علی عقابًا واعوذبك من صاحب خدیعة ان رأی حسنة دفنها وان رأی سیئة افشاها۔"

[2] و۔ب ۱۵۔خ ۱ وخ ۲

[3] و۔ب ۱۵۔خ ۱ وخ ۲

[4] م۔ب ۸ خ ۱۷

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

" بدترین شریکِ حیات وہ ہے جو ناموزوں اور ناموافق ہو ۔" [1]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

" غبی اور کند ذہن عورتوں کو شریکِ حیات بنانے سے پرہیز کرو کہ ان کی ہم نشینی ایک مصیبت ہے اور ان کی اولاد تباہ ہے ۔" [2]

---

## فصل ــــــ ۴

### عورت کے مال وجمال کو نہ دیکھو

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

" جو شخص بھی صرف حسن وجمال کی خاطر کسی عورت سے شادی کرتا ہے ۔ وہ اس کے وجود میں اپنی مراد نہیں پائے گا اور جو شخص بھی صرف مال کی خاطر کسی عورت سے شادی کرے گا

---

[1] م ۔ ب ۸ خ ۱۷

[2] م ۔ ب ۲۸ / ج ۱۰۳ ص ۲۳۷ تو

اللہ اسے اس مال کے حوالے کر دے گا (اس مال کے سوا اسے اس عورت سے کچھ نہیں ملے گا) اس لیے تم ہمیشہ شادی کے لیے باایمان شریکِ حیات کو منتخب کرو۔" [1]

"جو شخص کسی حلال خاتون سے حلال مال کے ساتھ شادی کرتا ہے لیکن اس کا اس شادی سے مقصد صرف نمود و نمائش اور شان جتانا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے رشتے کو اس کے لیے ذلتُ خواری کا ذریعہ بنا دے گا (اس طرح کے رشتے اکثر بڑے گھرانوں میں کیے جاتے ہیں اور شوہر کو مجبوراً اپنی بیوی اور سسرال کی خدمت کے لیے ہمیشہ کمر کسی رکھنی پڑتی ہے)" [2]

"جو شخص کسی عورت کو اس کے مال کی خاطر حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اسی مال کے حوالے کر دیتا ہے (وہ عورت کی دوسری خوبیوں سے خود کو محروم کر لیتا ہے) جو شخص کسی عورت سے اس کے حسن و جمال کی خاطر شادی کرتا ہے وہ اس عورت کی جانب سے ناگوار باتیں دیکھے گا اور جو شخص کسی عورت سے اس کی دینداری کی بنا پر شادی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھے گا۔" [3]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی شادی سے منع فرمایا ہے جو غیر اللہ کی خاطر کی جائے اور جس کا مقصد عفت کی حفاظت کے سوا کچھ اور ہو اور آپؐ نے

---

[1]، [2]، [3] و - ب ۱۴

ایسی شادی سے بھی منع فرمایا جس کا مقصد محض نمود و نمائش ہو۔" [1]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عورت سے محض اس کے حسن و جمال کی خاطر شادی کرنے سے منع فرمایا۔

"اس کا مال اس کے لیے طغیان کا سبب بنے گا اور اس کا جمال اس کے لیے تباہی کا ذریعہ ثابت ہوگا شادی کے بارے میں عورت کے دین و ایمان پر نظر رکھو۔" [2]

---

# فصل ــــــ ۵

## لڑکوں کو شریکِ حیات کے انتخاب کے لیے آزادی دو

ابنِ ابی یعفور کہتے ہیں:

"میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے شادی کے لیے ایک عورت کو پسند کیا ہے اور میرے ماں باپ نے ایک دوسری عورت کو منتخب کیا ہے (میں ان دونوں میں سے کس کا انتخاب کروں)

---

[1]، [2] نکاح المستدرک ب ۱۳ خ ۱، ۲

آپؑ نے فرمایا: تم خود جس لڑکی کو پسند کرتے ہو اسے منتخب
کرو اور جس عورت کو ماں باپ نے پسند کیا ہے اسے چھوڑ دو۔" [1]

## توضیح:

یہ حکم اس صورت کے لیے ہے جس میں ماں باپ نے ایک عمومی حیثیت سے کسی لڑکی کا نام تجویز کیا ہو۔ خصوصی طور پر اپنی خواہش ظاہر نہ کی ہو۔ اگر انھوں نے خصوصی اور حتمی طور پر کسی لڑکی کو اس طرح پسند کیا ہو کہ لڑکے کی مخالفت ان کی ناراضگی کا سبب بن سکتی ہو تو پھر معاملہ غور طلب ہوگا کیونکہ ماں باپ کی مخالفت ان کے اذیت پہنچانے کا سبب بنے گی اور یہ ایک بڑا گناہ ہے۔ پس اسے ماں باپ کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ان کی خوشنودی حاصل ہو۔ کیونکہ ماں باپ کا حق اس سے زیادہ ہے جس کا لوگ عموماً تصور کرتے ہیں۔

---

# فصل ــــ ۶

## شادی سے پہلے دعا

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"اور وہ لوگ جو کہتے ہیں خدایا! ہماری عورتوں

---

[1] بحار ج ۱۰۳ ص ۲۳۵ ح ۱۷

اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کا نور بنا اور ہمیں پرہیزگار لوگوں کا پیشوا بنا۔" [1]

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب تم شادی کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرو، اس کے بعد قدم بڑھاؤ، دو رکعت نماز ادا کرو اور درگاہِ خداوندی میں اپنے ہاتھ پھیلاؤ اور عرض کرو:

خداوندا! میں شادی کا خواہشمند ہوں۔ مجھے ایسی شریکِ حیات عطا فرما جو اپنے جسم اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے پاکدامن، شوہر کے مال اور آبرو کی محافظ، خوبصورتی اور اولاد پیدا کرنے میں عورتوں کے درمیان ممتاز و نمایاں ہو۔" [2]

---
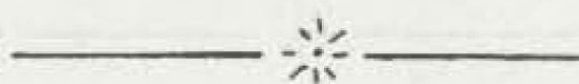
# فصل ـــــ ۷

## شادی کی رات

حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"جب دلہن تمھارے پاس بھیجی جائے تو اس کی پیشانی

---

[1] ارشاد باری تعالیٰ: وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ (فرقان-۷۴)

[2] بحار ج ۱۰۳ ص ۲۳۴ ضا

کے بالوں کو اپنے ہاتھ میں لو اور قبلہ رو ہو کر دعا کرو: اے خدا! مجھے میری امانت مل گئی، شادی کے معاہدے کے تحت میں نے اسے اپنے لیے حلال کیا۔ اے اللہ! اس کے بطن سے مجھے ایک مبارک اور ہر اعتبار سے مکمل فرزند عطا فرما اور شیطان کو میری نسل سے دور رکھ۔" [1]

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"جب دلہن حجلۂ عروسی میں داخل ہو تو شوہر کو چاہیے کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور پھر دلہن کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے عرض کرے۔ خدایا! میری شریک حیات کو میرے لیے اور مجھے اس کے لیے مبارک بنا اور ہمیشہ ہمارے درمیان اتفاق و محبت برقرار رکھتے ہوئے ہماری زندگی کو مبارک بنا۔ اگر ہماری قسمت میں بالآخر جدائی لکھی ہو تو اس جدائی کو بھی خیر و خوبی کے ساتھ مقدر فرما دے۔" [2]

---

[1] ج ۱۰۳ ص ۲۷۷ ضا

[2] ج ۱۰۳۔ ص ۲۶۸ نو

# فصل ـــــــ ۸

## ولیمہ

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ولیمہ مستحب نہیں ہے مگر پانچ مواقع پر:
شادی، فرزند کی ولادت، ختنہ، مکان کا خریدنا۔
اور سفرِ حج سے واپسی پر۔" [۱]

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ولیمہ ایک دن کا ہے، دوسرے دن بھی کھانا کھلانا باعث عزت وکرم ہے۔ اور تیسرے دن نمود و نمائش ہے۔" [۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث سے شادی کے موقع پر ولیمہ کی دعوت دی۔ اس دعوت میں "حیس" پکوائی گئی (کھجور اور روغن اور کبھی آٹا ملا کر بناتے ہیں)" [۳]

---

۱ ، ۲ و۔ب ۴۰ خ ۵-۲

۳ ج ۱۰۳ - ص ۲۷۷ سن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"رات میں شادی کرو اور دن میں ولیمہ دو۔" [۱]

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب نجاشی (بادشاہ حبشہ) نے ابوسفیان کی بیٹی آمنہ کے پاس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شادی کا پیغام بھیجا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا عقد کر دیا تو نجاشی نے دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا اور اس نے کہا۔ شادی کے موقع پر دعوتِ ولیمہ کرنا پیغمبروں کی سنت ہے۔" [۲]

حضرت فاطمۃ زہرا سلام اللہ علیہا کی شادی سے متعلق حدیث میں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے علیؑ! اپنی رفیقۂ حیات کے اعزاز میں ایک شاندار دعوت کا اہتمام کر دو۔"

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"گوشت اور روٹی ہماری جانب سے ہو گی اور روغن تمھاری طرف سے۔"

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں نے روغن اور کھجوریں خریدیں پیغمبر اکرمؐ نے اپنی

---

[۱] و۔ب ۴۰ خ ۱

[۲] و۔ب ۴۰ خ ۱ ۔ ج ۱۰۳ ۔ ص ۲۷۷ س

آستینیں چڑھالیں اور کھجوروں کے ٹکڑے کرکے روغن میں ڈالنا شروع کردیا اور پھر دونوں کو خوب ملا دیا تاکہ "حیس" تیار ہوجائے۔ (حدیث ۳ میں حیس کی وضاحت کی گئی ہے) اور ایک مینڈھا بھیجا۔ ہم نے مینڈھا ذبح کیا۔ کافی مقدار میں روٹیاں تیار کی گئیں پھر آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم جس کسی کو بھی چاہو دعوت دے دو۔ میں مسجد میں گیا اور اعلان کیا: فاطمہؑ کی دعوتِ ولیمہ کو قبول کیجیے۔" [1]

حماد بن عثمان کہتے ہیں:

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند جناب اسماعیل نے دعوتِ ولیمہ دینی چاہی تو حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: محتاج لوگوں کی دعوت کرو اور بھوکوں کو سیر کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ باطل کو فنا و نابود ہونا ہے۔" [2]

یہ حدیث عمومی دعوت کے مسئلے کو بخوبی واضح کرتی ہے۔ اگر اسلام نے شادی، مکان کی تعمیر، لڑکے کی ختنہ، حج سے واپسی کے موقع پر دعوت کا اہتمام کرنے کی ہدایت کی ہے تو اس کا بہترین مقصد محتاج لوگوں کی خدمت کرنا اور بھوکوں کو کھلانا رہا ہے تاکہ محتاج لوگ بھی امیروں کے عیش و آرام میں حصہ دار بن سکیں۔ اگرچہ

---

[1] بحار باب تزویجھا خ ۵

[2] بحار ج ۱۰۳ - ص ۲۸۷ - س

ان مواقع پر مال دار لوگوں کو بھی دعوت میں شریک کرنے سے منع نہیں کیا گیا۔

---

# فصل ـــــ ۹

## مہر

ہر وہ چیز جس کی کوئی قدر و قیمت ہو، وہ عورت کا مہر قرار پا سکتی ہے۔ (جیسے باغ، جائیداد اور زمین وغیرہ)

اسی طرح کوئی عمل یا خدمت بھی مہر قرار پا سکتی ہے (جیسے عمارت کی تعمیر کر دینا، یا زمین کا آباد کرنا یا کنویں کا کھودنا، یا کسی علم کا سکھانا) تاہم دس درہم سے کم کا مہر باندھنا مکروہ ہے جیسا کہ امیر المومنین ؑ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مہر کی مقدار دس درہم سے کم ہو تا کہ یہ زنا کی اجرت کے مشابہ نہ قرار پائے"۔[1]

مہر سنّت کا قرار پانا مستحب ہے۔ (پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا موجودہ دور کے مطابق پانچ سو روپے) اس لیے مہر اتنا ہی یا اس سے کم ہونا چاہیے اور اس سے زیادہ رکھنا مکروہ ہے۔

(یعنی ساڑھے بارہ) سکّہ دار چاندی کے دانے بازار میں جن کی قیمت چڑھتی اترتی رہتی ہے۔

---

[1] وسائل۔ ابواب المہور باب ۶ بحار جلد ۱۰۳ ص ۳۴۷

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"میری امّت کی عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو زیادہ حسین ہو اور جس کا مہر کم ہو۔" [1]

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"مہر بڑھا چڑھا کر مت رکھو کہ یہ بالآخر دشمنی کا سبب بنتا ہے۔" [2]

امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"خرچ کا کم کرنا اور بچوں کی ولادت میں آسانی کا ہونا عورت کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے۔ خرچ کی زیادتی اور بچوں کی ولادت میں دشواری عورت کے لیے بدشگونی ہے۔" [3]

## توضیح:

اگر عورت خود زیادہ خرچ اور زیادہ مہر کی طالب ہو، عقیدہ و اخلاق کی ہم آہنگی کے باوجود کم مہر قبول کرنے کے لیے آمادہ نہ ہو اور زیادہ مہر کو عزت اور نفع اندوزی کا ذریعہ سمجھتی ہو تو ایسی عورت کے لیے روایات میں جس بُرائی اور بدشگونی اور جس لعنت و ملامت کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس کے حصے میں آئے گی۔

اگر عورت کے ماں باپ، شوہر پر اس طرح کا بوجھ ڈالیں تو وہ بھی اسی لعنت و ملامت کے مستحق ہوں گے۔

---

[1]، [2] وسائل۔ ابواب المھور باب ۵ خبر ۹۔ خبر ۱۲

[3] وسائل۔ ابواب المھور باب ۵۔ خبر ۳

بچوں کی ولادت میں دشواری سے متعلق جس بدشگونی کا ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک قدرتی اور طبعی خامی ہے جو عورت کے اندر موجود ہے اور اس سلسلے میں خود عورت پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شادی کے وقت تم اس بات کا خیال رکھو کہ مہر کی رقم پانچ سو درہم سے بڑھنے نہ پائے کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور آپؐ کی ازواج کا یہی مہر تھا۔" [۱]

محمود کہتے ہیں:

"میں حضرت جوّاد علیہ السلام کی محفلِ عقد میں موجود تھا۔ حضرتؑ نے خطبہ ارشاد کرنے کے بعد فرمایا: امیر المومنین مامون نے اپنی لڑکی کی میرے ساتھ شادی کی اور ان ضوابط کے مطابق کی جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں کہ معمول کے مطابق عورت کی دیکھ بھال کریں یا اگر نہ چاہیں تو اسے خیر وخوبی کے ساتھ رخصت کر دیں۔ میں نے پانچ سو درہم کا مہر جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہر تھا، ادا کیا۔ اس کے علاوہ ایک سو ہزار درہم اپنے مال سے اسے بخش دیے۔" [۲]

## توضیح:

مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مہر کے علاوہ کچھ دیتا ہے تو یہ

---

۱۔ مستدرک۔ ابواب المھور باب ۴

۲۔ مستدرک۔ ابواب المھور باب ۴

بات بیوی کے ساتھ تعلق خاطر اور اچھے روابط کو ظاہر کرتی ہے۔ یا یہ کہ شوہر اس طرح اچھے تعلقات کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس طرح دیے جانے والے اموال کی حیثیت محض رواجی نہ ہو بلکہ انھیں زندگی کے وسائل کا حصّہ بننا چاہیے۔ یہ اموال تجارت میں لگنے چاہئیں یا اسلام کی تبلیغ کے لیے انھیں استعمال کیا جانا چاہیے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مہر بڑھا چڑھا کر مت باندھو۔ مہر و محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنی چاہیے (شادی کر توڑنے والا معاہدہ نہیں ہونا چاہیے)" [۱]

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ! میری شادی کر دیجیے۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا: تم میں سے کون شخص اس خاتون کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہے؟" حاضرین میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔ "میں اس کے لیے حاضر ہوں۔" آپؐ نے دریافت فرمایا: "تو کتنا مہر دے گا۔" اس نے عرض کی "میرے پاس مہر کے لیے کچھ نہیں ہے۔" آپؐ نے فرمایا: "مہر کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی۔" حضورؐ نے دوبارہ حاضرین سے

---

[۱] مستدرک۔ ابواب المہور باب ۵ ح ۴

پوچھا کہ کیا کوئی اور شخص اس عورت سے نکاح کرنے کے لیے
تیار ہے۔ حاضرین میں سے کوئی آمادہ نہ ہوا۔ تیسری بار حضورؐ
نے اسی آدمی کو طلب فرمایا اور پوچھا: کیا تو نے قرآن کی کچھ
آیات یاد کی ہیں" اس شخص نے اثبات میں جواب دیا۔ اس پر
آپؐ نے فرمایا: تجھے جس قدر قرآن یاد ہے اس کی تعلیم دینے
کے عوض میں اس عورت کو تیرے عقد میں دیتا ہوں۔" [1]

جس معاشرہ میں شادی اس سادگی کے ساتھ اور بغیر کسی تکلفات کے انجام پاتی ہو اور میاں بیوی آغاز ہی سے اپنی ازدواجی زندگی میں کسی رنج و مشقت سے دوچار نہ ہوں ایسا معاشرہ خوش نصیبی سے بہرہ مند ہوتا ہے اور اس معاشرہ میں نہ لڑکا لڑکی بھاری رسموں اور پابندیوں کی وجہ سے شادی سے پرہیز کرتے ہیں اور نہ شادی پر کنوارے پن کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو اخلاقی مفاسد اور بگاڑ کا سرچشمہ ہے۔
وہ جسمانی اور روحانی بیماریوں اور آلودگیوں سے کبھی دوچار نہیں ہوتے جو دراصل مجرد زندگی گزارنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے معاشرہ کی نئی نسل اپنے والدین کے بڑھاپے اور ان کی جوانی کے دور کے ختم ہونے کی وجہ سے مناسب تربیت سے محروم بھی نہیں ہوتی۔

عجیب بات یہ ہے کہ دین کی اعلیٰ تعلیمات اور اس کے سعادت بخش ضوابط کے زیر سایہ اس قدر سہولت اور سادگی کے ساتھ ہونے والی شادیاں ان شادیوں کی بہ نسبت زیادہ دیر سے تفرقہ اور جدائی کے انجام سے دوچار ہوئی ہیں جو آج ناقابل برداشت شرائط اور انتہائی تکلفات کے ساتھ انجام پاتی ہیں کیونکہ اسلام نے طلاق کے لیے جو سنگین

---

[1] مستدرک۔ ابواب المقدمات باب ۲ خ ۱

شرائط مقرر کی ہیں اور جو اخلاقی ضوابط بنائے ہیں اور اس کی جو بہت زیادہ مذمتیں کی ہیں وہ خاندانی رشتوں کے ٹوٹنے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ کے طور پر موجود رہی ہیں ۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کسی شخص کی کسی عورت سے شادی انجام پائی اور اس کا مہر قرآن کی ایک سورت کی تعلیم دینا یا ایک درہم یا ایک مٹھی گیہوں قرار پایا۔" [1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"ایک شخص نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "یارسول اللہؐ! میں اس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہوں۔" آپؐ نے پوچھا: تو اس کا کتنا مہر ادا کرے گا؟" اس نے جواب دیا۔" میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔" آپؐ نے فرمایا: "یہ انگشتری جو تو اپنی انگلی میں پہنے ہوئے ہے۔ کیا یہ تیری اپنی ہے" اس نے کہا: "جی ہاں" آپؐ نے فرمایا: اسی انگشتری کو مہر کے طور پر دے کر اس عورت سے عقد کرلے۔" [2]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مستدرک ۔ ابواب المهور باب ۱

[2] مستدرک ۔ ابواب المهور باب ۱

"اگر لوگ دو درہم مہر بھی دے کر عقد کرلیں یہ جائز ہے۔" [1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"مرد، عورت کو ایک سورۃ کی تعلیم دے کر یا تھوڑا سا مال اسے مہر کے طور پر دے کر اس سے عقد کرسکتا ہے۔" [2]

حسین بن خالد کہتے ہیں:
"حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام یا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کوئی مومن اپنے مومن بھائی سے اس کی لڑکی مانگتا ہے اور پانچ سو درہم مہر کے طور پر دینا چاہتا ہے لیکن وہ شخص پیغام کو قبول کرنے کی بجائے مہر کی مقدار کے کم ہونے کی شکایت کرتا ہے اور اس کے پیغام کو مسترد کردیتا ہے تو دراصل وہ اپنے مومن بھائی پر بڑا ظلم کرتا ہے اور اس صورت میں وہ اس بات کا مستحق ہوگا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اسے حور العین جیسی نعمت سے محروم فرمادے۔" [3]

ابن سنان نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے نام ایک خط میں لکھا:
"مرد کی طرف سے عورت کو مہر ادا کرنے کی کیا حکمت ہے

---

[1] مستدرک۔ ابواب المهور باب ۱

[2] مستدرک۔ ابواب المهور باب ۲

[3] بحار۔ جلد ۱۰۳۔ ص ۳۴۸ ح ین

آخر عورت، مرد کو مہر کیوں نہ ادا کرے؟"

آپؑ نے فرمایا:

"اس لیے کہ عورت (گھر کے کاموں اور بچوں کی تربیت میں مشغولیت کے سبب) کمانے اور تجارت کرنے کے مواقع نہیں رکھتی اور اس کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ دوسری بہت سی وجوہ ہیں۔" ؎

اسلام نے عورت کو کمانے، کام کرنے اور تجارت کرنے سے صریحاً منع نہیں کیا ہے لیکن اس کے حالات کچھ اس نوعیت کے ہوتے ہیں کہ وہ خود اس طرح کی مصروفیتوں اور مشاغل سے دور ہو جاتی ہے۔ ہم سب اس بات سے واقف ہیں اس لیے عورت کی طرف سے مرد کو مہر ادا کرنے کی تائید نہیں کی جا سکتی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عورت، شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اس کا بہترین کام شوہر کی خدمت اور بچوں کی پرورش ہے اور بچے جتنے زیادہ اور بہتر ہوں یہ ساری ذمہ داری اس کا پورا وقت لے لیگی۔ دوسرے کاموں کے لیے اس کے پاس کوئی وقت ہی نہیں بچے گا اور ان ساری گھر کی مصروفیتوں کے درمیان اسے وہ اطمینان اور یکسوئی ہی میسر نہیں آئے گی جو دوسرے کاموں کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

ہاں اگر کوئی عورت کنواری ہو، حالانکہ کنوارپن کی زندگی گزارنا خود اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اور اسے کوئی ایسی مجبوری درپیش ہو تو وہ عفت اور تقویٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کوئی ایسا کام کر سکتی ہے جو عورتوں کے لیے موزوں ہو۔ اسلام اس کے کام کرنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں کھڑی کرتا۔ لیکن اس کی حیثیت ایک استثناء

---

؎ بحار جلد ۱۰۳ - ص ۳۴۹ - ن - ع

کی ہے ، اسے تمام عورتوں کے لیے عام قاعدے کی حیثیت نہیں دی جاسکتی ۔
عورت کا مرد کے پہلو بہ پہلو کام کرنا اور مرد کی ذمہ داریوں کو خود اپنے شانوں پر لینا ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ، ائمہ کی سنّت اور ان روایات کے بالکل مخالف ہے جو عورتوں کے مختلف حالات کے بارے میں آئی ہیں ۔

## یاد دہانی :

عورت کے مہر کے پیچھے کون سا فلسفہ کارفرما ہے ۔ یہ بات ثابت ہونے کے بعد کہ اسلام سے پہلے کے ادوار میں بھی مہر کا طریقہ رائج رہا ہے ، اسلام میں اس طریقے کو جاری رکھنے کا فلسفہ اور علت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ عقد کے معاہدے اور رابطے کو مستحکم بنایا جائے اور شریکِ حیات کے ساتھ رشتے کو مضبوط کیا جائے ۔
اب ہر عقد کے موقع پر شرائط اور ضوابط میں اضافوں کا کیا جانا اس موضوع کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اور شادی کے رشتے کو مضبوط کرنے والی قوت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے ۔
یہ بات نہیں ہے کہ شادی خرید و فروخت جیسا کوئی تجارتی معاملہ ہے اور معاہدۂ عقد کی اصل علت ، کاروباری لین دین ہے ۔ اگر روایات میں شادی سے متعلق خرید و فروخت کا کلمہ استعمال ہوا ہے تو وہ محض تشبیہ کے طور پر استعمال ہوا ہے نہ کہ حقیقی خرید و فروخت کے مفہوم میں ۔ اگر ایسا ہوتا تو بیع و شرار کے احکام ، جیسے فروخت کی جانے والی چیز کا تعین اور معاملہ کو ختم کرنے کا اختیار وغیرہ کا بھی نفاذ ہوتا ۔
شادی کے اس فلسفے کی بنیاد کہ مہر مرد کے ذمے ہے ، عورت کے ذمے نہیں ہے اور مشترکہ طور پر دونوں کے ذمے بھی نہیں ہے انسانی معاشروں کی ہیئت کی بنا پر ہے ۔
عورتیں اپنے مزاج کے سبب با خانہ داری اور تربیتِ اولاد کے مشاغل کی

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو بخش دے بجز اس شخص کے جو بیوی کا مہر دینے سے انکار کر دے یا مزدور کی مزدوری غصب کرے یا ایک آزاد انسان کو فروخت کر دے۔" [1]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سب سے بدترین گناہ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا، عورت کا مہر ادا نہ کرنا اور مزدور کو اس کی اجرت نہ دینا ہے۔" [2]

---

# فصل ——— ۱۱

## دلہن کے لیے جہیز

دلہن کو جہیز دینے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے، اس بارے میں بلند پروازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ نمود و نمائش اور فخر و غرور آج کا چلن بن چکے ہیں۔ ان سے پرہیز کیا جائے۔ یہ باتیں رُوحِ اسلام کے خلاف ہیں۔ اسی طرح مہر کے بارے میں بھی نمائش، دوسروں کے ساتھ برابری اور جہنم میں لے جانے والی مسابقت سے اجتناب

---

[1] بحار الانوار جلد ۱۰۳۔ ص ۳۵۰ صح

[2] بحار الانوار جلد ۱۰۳ ص ۳۵۱ محاسن

کیا جانا چاہیے۔ دکھاوا، ریاکاری، زیادہ سے زیادہ طلب کرنا اور دوسروں پر فخر جتانا، ناپسندیدہ باتیں ہیں۔ پھر یہ سختیاں شادی کے کام کو اور اخراجاتِ زندگی کو بھاری اور دشوار بنا دیتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کنوارے نوجوان شادی کو ایک خوفناک گرداب سمجھنے لگتے ہیں اور اس کی طرف قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کرتے۔ اس وجہ سے زنا، ہم جنس پرستی اور دوسری برائیاں رواج پانے لگتی ہیں۔

(جوان لوگوں کی زندگی کی راہ آغازِ جوانی ہی سے ٹیڑھی ہو جاتی ہے اور پھر فلکِ ثریا تک دیوار ٹیڑھی اٹھتی چلی جاتی ہے)

ایک سنتِ الٰہی جس کے زندہ رکھنے کے لیے یہ ساری روایات، سخت نصیحتیں جو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہؑ کی جانب سے کی جاتی رہی ہیں تقریباً معطل اور مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے اور پھر جہیز اور مہر یہ سب حلال مال سے اور شرعی طور پر جائز وسائل کے ذریعہ دیے جانے چاہئیں لیکن حال یہ ہے کہ رشوت اور سود سے حاصل ہونے والے سرمائے سے اپنے نورِ چشمی کے لیے موسیقی کے آلات، سونے چاندی سے بنے ہوئے کھانے پینے کے برتن مہیا کیے جاتے ہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی حدیثِ عروسی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا:
"اٹھو اور جاؤ اپنی زرہ کو فروخت کر دو۔" امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "میں زرہ لے کر بازار گیا اور اس کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوئی اسے لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں ڈال دیا۔ نہ آپؐ نے پوچھا کہ کتنی رقم ہے اور

زمین نے خود بتائی۔ پھر آپ نے مٹھی بھر کر پیسے اُٹھائے اور حضرت بلال کو آواز دی اور کہا: "یہ پیسے لے جاؤ۔ ان سے فاطمہؑ کے لیے عطر خرید و۔" پھر دو مٹھی بھر کر پیسے اٹھائے اور حضرت ابوبکر کو دیے اور کہا: "ان پیسوں سے لباس اور گھر کا سامان خرید لاؤ۔" حضرت عمار اور کچھ دوسرے اصحاب کو بھی حضرت ابوبکر کے ہمراہ کر دیا۔ ان پیسوں سے جو چیزیں خریدی گئیں وہ یہ تھیں:

(۱) ایک کرتا سات درہم کا۔ (۲) حجاب کے لیے ایک چادر چار درہم کی (۳) ایک سیاہ خیبری چادر (۴) ایک پلنگ جسے کھجور کی رسیوں سے بُنا گیا تھا۔ (۵) تشک یعنی گدّوں کی ایک جوڑی جن کا غلاف مصری کتان کا تھا۔ ایک گدّے میں کھجور کے ریشے بھرے گئے تھے اور دوسرے میں اون بھرا گیا تھا۔ (۶) چار تکیے جن کے غلاف طائف کے چرم سے بنائے گئے تھے اور ان میں اذخر کی گھاس بھری گئی تھی (۷) ایک اونی پردہ۔ (۸) "ہجر" کی بُنی ہوئی ایک حصیر۔ (۹) ایک چکّی آٹا پیسنے کے لیے۔ (۱۰) تانبے کا ایک طشت۔ (۱۱) پانی بھرنے کے لیے ایک چرمی مشک۔ (۱۲) دودھ پینے کے لیے ایک پیالہ۔ (۱۳) پانی بھرنے کا ایک ڈول۔ (۱۴) ایک تارکول پھیرا ہوا (سیاہ) لوٹا۔ (۱۵) ایک گھڑا سبز رنگ کا۔ (۱۶) مٹی کے چند کوزے۔" [۱]

---

[۱] بحار جلد ۱۰۔ باب تزویج فاطمہؑ خ ۵

جب اجناس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئیں تو آپؐ نے ہاتھ سے انھیں اوپر نیچے کیا اور فرمایا :

"اللہ اہلبیتؑ کے لیے ان میں برکت دے۔"

(یہ اس لڑکی کے لیے ایک مختصر سا جہیز تھا جس کے باپؐ کو غیر معمولی قدرت اور اس قدر مقبولیت حاصل تھی کہ جس کے ساتھی سونے چاندی کی جگہ اس ذاتِ اقدس کے قدموں پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے، لیکن اس ہستی نے اپنے داماد کو قرض کی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا اور نہ مسلمانوں کے بیت المال سے کچھ لیا کیونکہ بیت المال کے اموال مسکینوں، یتیموں اور عام لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے ہوتے ہیں۔ آپؐ نے اپنی بیٹی کی شادی پر نہ نمود ونمائش کے لیے خرچ کیا اور نہ بے جا تکلفات کا اہتمام فرمایا اور نہ شادی کے اخراجات کے معیار کو بلند فرمایا۔ اور نہ دوسروں کے لیے مصیبت کھڑی کی۔ آپؐ نے سادگی کو اختیار کیا تاکہ لوگوں کے سامنے ایک صحیح نمونہ آجائے لیکن افسوس .........)

---

# فصل —— ۱۲

## رات کو شادی دن میں ولیمہ

جابرؓ فرماتے ہیں :

"جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ

کا حضرت علیؑ سے عقد کر دیا تو بعض لوگوں نے (دنیا پرستوں میں سے) اعتراض کیا کہ آپؐ نے اپنی بیٹی حضرت علیؑ کو بہت معمولی مہر پر دے دی۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا: یہ شادی میرے اختیار میں نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے زہراؑ کا علیؑ کے ساتھ عقد کیا ہے۔

شادی کے دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سفید و سیاہ خچرؐ منگوایا اور اس پر ایک شال ڈال کر فاطمہؑ سے سوار ہونے کے لیے فرمایا اور سلمان سے کہا کہ خچر کی لگام پکڑ کر چلو اور آپؐ خود اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ اثنائے راہ میں آپؐ کو کسی چیز کے اوپر سے اترنے کی آواز آئی. آپؐ نے دیکھا کہ جبرئیل اور میکائیل نازل ہو رہے ہیں۔ دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ آپؐ نے ان سے نازل ہونے کی وجہ پوچھی. انھوں نے کہا: ہم زہراؑ کو حضرت علیؑ کے گھر پہنچانے کے لیے آئے ہیں۔ اس موقع پر جبرئیل اور میکائیل نے حضورؐ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی اور فرشتوں نے صدائے تکبیر بلند کی۔ اسی بناپر اسلام میں دلہن کے لے جاتے وقت تکبیر بلند کرنے کی سنّت جاری ہوئی۔" [۱]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ایک ساتھی میسر سے فرمایا:

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۳۷ خبر ۲

"میرا رات کے وقت شادی کر، اللہ نے رات آرام کے لیے بنائی ہے۔ رات کے وقت کسی کام سے نہ نکل کیونکہ رات تاریک ہوتی ہے۔ البتہ اگر تیرا کوئی دوست یا حاجتمند رات کے وقت تیرا دروازہ کھٹکھٹائے تو اس کی حاجت پوری کرنے کے لیے تجھے ضرور باہر آنا چاہیے کیونکہ دوست اور رات کے وقت دروازہ کھٹکھٹانے والا حاجت مند اپنا بڑا حق رکھتا ہے (کیونکہ رات کے وقت کسی کا تیرے پاس آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آنے والا کسی مصیبت میں مبتلا ہے یا اسے شدید قسم کی حاجت درپیش ہے)"۔[۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"دلہن کو رات کے وقت اس کے شوہر کے گھر پہنچاؤ اور دن کے وقت ولیمہ دو۔"[۲]

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رات کے وقت شادی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ کیونکہ رات کو اللہ تعالیٰ نے آرام کا ذریعہ بنایا ہے اور خود عورت بھی سکون اور آرام کا ذریعہ ہے۔"[۳]

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"رات کو جاگنا جائز نہیں ہے بجز تین مواقع کے لیے۔

---

۱، ۲، ۳۔ وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۳۷ نمبر ۱، ۲، ۳

تلاوت قرآن کی خاطر، تحصیلِ علم کے لیے اور دلہن کو اس کے شوہر کے گھر لے جانے کے لیے۔" [۱]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر کسی سے تمھارا کام اٹکا ہوا ہے تو اس کے پاس دن کے وقت جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں میں حیا رکھی ہے۔ (جب تم کسی کے سامنے جاؤ گے تو وہ حیا کی وجہ سے تمھاری حاجت کو رد نہیں کر سکے گا) اور اگر تم دلہن کو گھر لانا چاہو تو رات کے وقت شادی کر کے اسے اپنے گھر لاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رات آرام کے لیے بنائی ہے۔" [۲]

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے رات اور بیوی دونوں کو وجہ آرام و سکون بنایا ہے، اس لیے رات کو شادی کرنا اور دن میں ولیمہ سنت ہے۔" [۳]

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں:

"حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی کی رات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کو طلب فرمایا اور انھیں اپنی داہنی جانب بٹھایا۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور اپنی بائیں جانب بٹھایا۔ پھر دونوں کے سر ایک دوسرے سے

---

[۱] نکاح المستدرک۔ ب ۱۳ ح ۲

[۲، ۳] نکاح المستدرک ب ۳۱ ح ۴ - ۵ - ۸

ترتیب کر دیے۔ پھر آپؐ دونوں کے ساتھ اٹھے اور علیؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس موقع پر جبرئیل نے فرشتوں کے ہجوم کے درمیان تکبیر بلند کی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مسلمانوں نے بھی تکبیر بلند کی۔ اور یہ پہلی تکبیر تھی جو کسی شادی کی رات بلند کی گئی۔ اس طرح ایک اسلامی طریقے کا نفاذ ہوا۔"[۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا:

"عبدالمطلب کی لڑکیاں اور مہاجر و انصار کی خواتین حضرت زہراؑ کے پیچھے چلیں، خوشیاں منائیں، اشعار پڑھیں، اللہ اکبر اور الحمد للہ کہیں اور کوئی ایسی چیز نہ کہیں جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔"[۲]

---

## فصل ——— ۱۳

### یہ شادیاں

آج دنیا کے اکثر ممالک میں یہ طریقہ رائج ہے کہ شادی کے دنوں میں جس

---

۱۔ نوح المستدرک ب ۳۱ خ ۴۔ ۵۔ ۸

۲۔ نکاح المستدرک ب ۳۱ خ ۱۰

قدر ہو سکے لہو و لعب۔ گانے بجانے، شراب پینے اور جُوا کھیلنے کا اہتمام کیا جائے ان مواقع پر عورت مرد اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہوتے ہیں کہ محرم و نامحرم، اپنے اور بیگانے کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ گناہ اور معصیت کے کام کسی حد پر جا کر نہیں رکتے لیکن وہ لوگ جو اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ انھیں ایسے تمام گناہوں اور مشاغل سے اجتناب کرنا چاہیے جو عقل و دین کے خلاف ہیں۔ اپنے لیے اور اپنے خاندان کے لیے آخرت کا عذاب نہ خریدیں اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس کام کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بے اعتنائی ہو اس کام میں کوئی خیر و برکت نہیں ہوتی۔

جس شادی کا آغاز خدا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے ہو وہ شادی کبھی بابرکت نہیں ہو گی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"شادی کی محفل میں شرکت کے لیے عجلت سے کام نہ لو کیونکہ یہ چیز تمھیں دنیا کی طرف مائل کرے گی۔ البتہ جنازہ میں جانے کے لیے عجلت اور تیزی سے کام لو کہ یہ چیز تمھارے دلوں میں آخرت کی یاد تازہ کرے گی۔"[1]

---

[1] بحار الانوار جلد ۱۰۳، صفحہ ۲۷۲۔ ب

# فصل ـــــ ۱۴

## بیوی سے محبت کرو اور اس محبت کا اس پر اظہار کرو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

" اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے خود تمھاری جنس میں سے تمھارے لیے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور عورت و مرد کے درمیان محبت کا رشتہ استوار کیا۔ اس میں سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔" [۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" مجھے تمھاری اس دنیا میں صرف دو چیزیں پسند ہیں ایک عورت اور دوسرے خوشبو۔" [۲]

نیز آپؐ نے فرمایا :

" اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو یہ بات ہرگز اس کے دل سے نہیں نکلے گی۔" [۳]

---

[۱] سورۂ روم ۳۰۔ آیت ۲۱

[۲] وسائل۔ ابواب المقدمات۔ ب ۳۔ خبر ۴

[۳] وسائل۔ ابواب المقدمات۔ ب ۳۔ خبر ۹

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" بیویوں کے ساتھ محبت پیغمبروں کے اخلاق میں سے ہے ۔" [1]

" اپنی بیوی کی محبت جس قدر انسان کے دل میں ہوگی اسی قدر اس کی بزرگی اور اس کا ایمان زیادہ ہوگا ۔" [2]

## توضیح :

اگرچہ ان روایات میں عورت کے ساتھ محبت کرنے کی تعریف کی گئی ہے لیکن اس سے مقصود یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان محبت کو حکمرانی حاصل رہے ۔ اور زندگی میں سرد مہری اور خشکی پیدا نہ ہو ۔ تاکہ خاندان خلوص اور صفا سے بہرہ مند رہے اور ازدواجی زندگی کا مقدس رشتہ نہ ٹوٹنے پائے ۔

تاہم مرد کو عورت کا اس قدر شیفتہ اور دیوانہ نہیں ہونا چاہیے کہ دروبست کا سارا اختیار اس کے ہاتھ میں دے دے ۔ ایک غلام کی طرح اس کا ہر حکم بجا لائے ۔ اپنی اور اپنے بچوں کی باگ ڈور اس کے ہوس آلودہ سرکش ہاتھوں میں دیدے ۔ کیونکہ عورت کے ساتھ محبت اور شیفتگی میں اس قدر افراط کی شرع مبین میں مذمت کی گئی ہے اور سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے ۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

" تین چیزیں فتنے کا سبب ہیں ۔ عورت کی محبت

---

[1] وسائل ۔ ابواب المقدمات ۔ باب ۳ ۔ خبر ۲

[2] وسائل ۔ ابواب المقدمات ۔ باب ۳ ۔ خبر ۱۲

کہ جو شیطان کی تلوار ہے، شراب کہ جو شیطان کا جال ہے، درہم و دینار کی دوستی جو شیطان کا تیر ہے۔ (یعنی عورت کے ساتھ ایسی محبت جو انسان کو گناہ میں مبتلا کر دے)"۔ [۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"پہلی چیز جو خدا کی نافرمانی کا سبب بنی چھ چیزوں میں سے ایک تھی اور وہ عورت کی محبت تھی"۔ [۲]

نیز آپؑ نے فرمایا:
"مومن پر کاری ترین ضرب لگانے والا دشمن "بُری شریکِ حیات ہے"۔ [۳]

---

# فصل ــــ ۱۵

## نسل کی افزائش

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"اپنی اولاد میں اضافہ کرو۔ کل میں قیامت کے روز دوسری

---

[۱] وسائل۔ ابواب المقدمات النکاح۔ باب ۴۔ خبر ۵
[۲] وسائل۔ ابواب المقدمات النکاح۔ باب ۴۔ خبر ۶
[۳] وسائل۔ ابواب المقدمات النکاح۔ باب ۴۔ خبر ۴

ملتوں کے درمیان تمھاری کثرت پر فخر کروں گا۔" لے

"قیامت کے روز ایک باپ اپنے اس بیٹے کو دیکھے گا جو اپنی ماں کے اسقاطِ حمل کی وجہ سے شکمِ مادر ہی میں ہلاک ہو گیا تھا۔ یہ بیٹا بہشت کے دروازے پر مضطرب (باپ کے انتظار میں) کھڑا نظر آئے گا جب وہ اپنے باپ کو دیکھے گا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گا۔ اگر تمھارے فرزند کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تمھیں اس کا اجر دے گا اور اگر وہ زندہ رہا تو تمھارے وفات پا جانے کے بعد تمھاری مغفرت کے لیے دعا کرتا رہے گا۔" ٢ے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امّ سلمہ سے فرمایا:
"بچہ جننے والی ماں ایک روزہ دار و شب بیدار شخص کی مانند اور ایسے سپاہی کے مانند ہے جو اسلام کی ترقی کی راہ میں اپنی جان و مال نثار کرتا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کو اس قدر اجر دیا جاتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ جب عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے تو بچے کے ہر گھونٹ پر ماں کو نسلِ اسماعیل کے ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کی

---

لے وسائل۔ ابواب المقدمات النکاح ب ۱ خ ۸

٢ے وسائل۔ ابواب المقدمات النکاح ب ۱ خ ۱۳

مدت ختم ہوتی ہے تو ایک معزز فرشتہ ماں کے پہلو کو تھپتھپاتے ہوئے کہتا ہے: پھر سے اپنی جد و جہد کا آغاز کر، تیرے تمام گناہ بخشے گئے۔"[۱]

## یاد دہانی

اس روایت میں گناہوں کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے لیکن دوسری روایات سے استفادہ کرتے ہوئے اس روایت کے مفہوم کو واضح کیا جا سکتا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بخشش کا تعلق حقوق اللہ سے ہے حقوق الناس سے نہیں، کیونکہ لوگوں کا حق خود لوگوں کے جرائم سے وابستہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور کبیرہ گناہوں میں بھی سب سے بڑے گناہ کے درمیان فرق نہیں بتایا گیا۔

احتمال یہ ہے کہ بخشش کا تعلق چھوٹے گناہوں سے ہو، اگرچہ سارے گناہوں کا بخشا جانا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"فرزند کی بیماری ماں باپ کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔"[۲]

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[۱] وسائل: ابواب الاولاد باب ۷ ح ۱

[۲] وسائل: ابواب الاولاد باب ۱ ح ۱۲

"مرد کی خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کے فرزند ہوں اور مشکلات میں اس کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔"[1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"ایک شخص نے بتایا کہ مجھے اپنے بیٹے سے کوئی محبت نہیں تھی۔ ایک روز میدانِ عرفات میں، میں نے دیکھا کہ میرے پہلو میں ایک جوان دعا میں مشغول ہے۔ اس کے آنسو بہہ رہے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے۔ اے اللہ میرے باپ کو، اے اللہ میرے باپ کو، اس منظر کو دیکھ کر میں اپنے بیٹے سے محبت کرنے لگا۔"[2]

لوگ کہتے ہیں کہ حسن بصری نے ایک بار کہا:
"فرزند ایک بری چیز ہے۔ اس کی زندگی سے اذیت پہنچتی ہے اور اس کی موت ہڈیوں کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔"
یہ بات جب حضرت سجاد علیہ السلام کے کانوں میں پہنچی تو آپؑ نے فرمایا: بخدا انھوں نے سچ نہیں کہا۔ فرزند ایک اچھی چیز ہے اگر وہ زندہ ہے تو دعائے نقد ہے اور اگر وہ فوت ہو جائے تو وہ ایک ایسا شفاعت کرنے والا ہے جو باپ سے پہلے پہنچ چکا ہے۔"[3]

---

[1]، [2] وسائل۔ ابواب الاولاد باب ۱ ح ۲-۷

[3] مستدرک ابواب الاولاد باب ۱ ح ۷

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فرزند، مومن کے جگر کا ٹکڑا ہے، اگر وہ جلد اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو وہ باپ کے لیے شفیع ہوگا، اگر دیر سے وفات پائے تو باپ کے لیے مغفرت طلب کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔"[1]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشعث بن قیس سے فرمایا:

"کیا حمزہ کی بیٹی سے تمھارا کوئی فرزند ہے؟" انھوں نے کہا: میرا ایک بیٹا ہے، اگر اس کی بجائے میرے پاس ایک پیالہ ہوتا تو میرے لیے بہتر ہوتا۔ میں اسے اپنے مہمان کے سامنے تو رکھ سکتا۔" آپ نے فرمایا: "تم یہ کیا بات کہہ رہے ہو فرزند ایک دل پسند میوہ ہیں، آنکھوں کی روشنی ہیں، اگرچہ وہ خوف، بخل اور غصہ کا بھی سبب بنتے ہیں۔"[2]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"جو شخص بھی اپنے بیٹے کی آنکھوں کو روشن کرتا ہے وہ خدا کے خوف سے رونے والے کی مانند ہے اور جو شخص بھی خدا کے خوف سے روتا ہے پروردگار اسے نعمت سے بھری بہشتوں میں داخل کرتا ہے۔"[3]

---

[1]، [2] مستدرک ابواب الاولاد باب ۱ خ ۸ - ۹

[3] مستدرک ابواب الاولاد باب ۵ خ ۱

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آدم وحوّا کی حکایت میں فرماتے ہیں:

"حوّا نے کہا "اے اللہ، آپ نے جو کچھ آدم کو مرحمت فرمایا مجھے بھی عنایت فرمایئے۔" ارشاد ہوا: میں نے تجھے حیا، رحم، اور محبت دی۔ اگر تو اس ہمیشہ رہنے والے ثواب اور ابدی نعمتوں اور بڑی سلطنت کو دیکھے گی جو میں تجھے غسل اور دردِزہ کے برداشت کرنے کے بدلے دوں گا تو تیری آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں گی۔ اے حوا! جو بھی عورت وضع حمل کے وقت ہلاک ہوگی میں اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اٹھاؤں گا ہر وہ عورت جو دردِ زہ میں مبتلا ہوتی ہے وہ ایک شہید کا اجر رکھتی ہے۔ اگر وہ سلامتی کے ساتھ بااولاد ہوتی ہے میں اس کے گناہ بخش دوں گا اور اگر دردِزہ کے دوران وہ جان دیدے تو اس کی روح قبض ہونے وقت ملائکہ حاضر ہوں گے اور اسے بہشت کی بشارت دیں گے اور آخرت میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ دوبارہ زندگی کا آغاز کرے گی اور وہ بہشت کی حوروں سے ستر گنا زیادہ خوبصورت ہوگی۔" حوّا نے یہ سُن کر کہا: یہ میرے لیے کافی ہے۔"[1] (البتہ یہ سارا اجر ایمان کے ساتھ مشروط ہے۔ ایمان اگر موجود ہو تو اس اجر و ثواب کا ملنا بعید از امکان نہیں)

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مستدرک۔ ابواب الاولاد باب ۷۹ خ ۱۳

"جو بھی نومولود میری امت میں پیدا ہوتا ہے وہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہو۔" [1]

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو مرد موت سے پہلے اپنے جانشین کو دیکھ لیتا ہے وہ خوش نصیب ہے۔" [2]

بکر بن صالح نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے نام خط میں لکھا:

"میں گزشتہ پانچ سال سے ضبطِ ولادت پر عمل کر رہا ہوں۔ چونکہ میری بیوی بچے پیدا کرنے کو ناپسند کرتی ہے اور کہتی ہے۔ ہم مفلس ہیں، اولاد کی پرورش ہمارے لیے دشوار ہے۔ آپؑ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟" حضرتؑ نے جواب میں لکھا: "اولاد پیدا کرو، اولاد کا رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" [3]

مرحوم صدوق نے فرمایا:

"حدیث میں آیا ہے جو شخص جانشین کے بغیر فوت ہوا گویا وہ کبھی دنیا میں تھا ہی نہیں اور جو اپنا جانشین چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوا گویا وہ مرا ہی نہیں۔" [4]

---

[1] مستدرک ابواب المقدمات باب ۱ خ ۹

[2] مستدرک ابواب المقدمات باب ۱ خ ۹

[3] مستدرک ابواب المقدمات باب ۳ خ ۱

[4] مستدرک ابواب المقدمات باب ۱ خ ۱۱

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"بچہ دینے والی عورت سے نکاح کرو خواہ وہ بدصورت ہی کیوں نہ ہو اور بانجھ عورت سے شادی نہ کرو خواہ وہ حسین ہی کیوں نہ ہو، میں قیامت کے روز دوسری ملتوں کے مقابل تمھاری کثرت کو دیکھ کر فخر کروں گا۔" [۱]

"کیا تجھے نہیں معلوم کہ فرزند (جو کم عمری میں انتقال کر گئے) عرشِ خدا کے نیچے اپنے باپوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں اور وہ حضرت ابراہیمؑ کی کفالت میں اور حضرت سارہ کی زیرِ تربیت ہیں۔" [۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں فرماتے ہیں:

"آپؑ نے اپنے بھائیوں کے خیر مقدم کے لیے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور جب تمام بھائی آ گئے تو حکم دیا کہ وہ سارے بھائی جو ایک ماں کی اولاد ہیں ایک دستر خوان پر بیٹھیں۔ وہ سب بیٹھ گئے لیکن "بن یامین" تنہا رہ گئے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: "تم دستر خوان پر کیوں نہیں بیٹھے؟" انھوں نے جواب دیا: میرے ان بھائیوں میں سے کسی ایک بھائی کی بھی ماں

---

۱۔ مستدرک ابواب المقدمات ب ۱۴ خ ۱

۲۔ مستدرک ابواب المقدمات ب ۱۵ خ ۱

میری ماں نہیں ہے۔" پھر یوسف علیہ السلام نے پوچھا: "تمھاری ماں کا کوئی دوسرا بیٹا نہیں تھا؟" بن یامین نے جواب دیا: "کیوں نہیں!" فرمایا: "پھر وہ کہاں ہے؟" بن یامین نے کہا: "میرے یہ بھائی کہتے ہیں کہ اسے تو بھیڑیے نے چیر پھاڑ دیا تھا۔" آپ نے فرمایا: "اپنے بھائی کو نہ پاکر تمھیں کس قدر رنج ہوا؟" بن یامین نے جواب دیا: "مجھے اتنا رنج ہوا کہ میں نے اپنے گیارہ بچوں کے جو نام رکھے ان میں سے ہر ایک نام اپنے گم شدہ بھائی کے نام سے مشتق تھا۔" یوسف علیہ السلام نے فرمایا: "معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بھائی کے گم ہونے کے بعد تم نے شادی کی اور پھر صاحبِ اولاد ہو گئے۔" جواب دیا: "جی ہاں! میرا باپ ایک صالح شخص تھا۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں شادی کر لوں بلکہ یہ بھی کہا کہ تیرے صلب سے اللہ تعالیٰ ایک نسل پیدا کرے گا جو اللہ کے ذکر سے ساری زمین کو بھر دے گی۔" [۱]

سن رسیدہ عورتوں سے، جو اولاد سے مایوس ہو چکی ہیں یا بانجھ عورتوں سے شادی نہ کرو۔ میں قیامت کے روز تمھاری کثرتِ تعداد پر فخر کروں گا۔" [۲]

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

---

[۱] مستدرک ابواب المقدمات باب ۱۵ خ ۲

[۲] نکاح المستدرک باب ۱۵۔ خبر ۲

"جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے روزہ دار اور نماز گزار کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور جب وہ دردِ زہ سے دوچار ہوتی ہے تو اس وقت اسے جو اجر ملتا ہے اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جب بچہ تولد ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بچہ کے ہر گھونٹ کے بدلے ایک نیکی ماں کے حساب میں لکھ دیتا ہے اور ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے۔" [1]

---

# فصل ـــــــ ۱۶

## بیٹی کی ولادت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پہ کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں

---

[1] نکاح المستدرک ابواب المقدمات باب ا ج ۱۱

زبادے۔ دیکھو کیسے برے حکم ہیں جو یہ خدا کے بارے میں
لگاتے ہیں۔" [۱]

ایک شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ کسی نے آکر اسے بیٹی کی ولادت کی خوشخبری دی۔ اس خبر کے سنتے ہی اس شخص کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کیا بات ہے؟"

اس نے کہا:

"جی ٹھیک ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"کہو آخر کیا بات ہے ——————؟"

اس شخص نے جواب میں کہا

"جب میں گھر سے روانہ ہوا تھا تو میری بیوی وضع حمل کی کیفیت سے دوچار تھی۔ اب مجھے خبر دی گئی ہے کہ میرے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔"

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"زمین بارش کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ آسمان اس پر سایہ کرتا ہے، خدا اسے روزی دیتا ہے اور پھر تم کچھ ریحان کے پودے بوتے ہو۔" [۲]

---

[۱] سورۂ نحل۔ آیت ۵۹

[۲] وسائل۔ ابواب احکام الاولاد باب ۵ ح ۲

"لڑکی اچھی اولاد ہے۔ مہربان، ہمدرد، مبارک اور بچوں کی پرورش کرنے والی۔" [۱]

"اللہ تعالیٰ لڑکیوں پر بہت زیادہ مہربان ہوتا ہے، پھر لڑکوں پر، ہر وہ شخص جو اپنے رشتہ داروں میں سے کسی خاتون کو خوش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن خوش کردے گا۔" [۲]

"تمھاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں۔" [۳]

"وہ عورت جس کی سب سے پہلی اولاد لڑکی ہو وہ مبارک عورت ہے۔" [۴]

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:
"جو شخص دو لڑکیوں، دو بہنوں یا دو پھوپھیوں کی پرورش کرے گا اسے آتش دوزخ سے بچالیا جاتا ہے۔" [۵]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں

---

[۱] وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۴ خ ۴

[۲] وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۷ خ ۱

[۳] مکارم الاخلاق

[۴] نوادر الراوندی

[۵] وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۵ خ ۴

"جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکی کی ولادت کی خوشخبری دی جاتی تھی آپؐ فرماتے: ریحانہ (ایک خوشبو دار گھاس) ہے، اس کو خدا روزی دے گا اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔" [۱]

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
"جو شخص دو یا تین لڑکیوں کی سرپرستی کرے گا۔ وہ بہشت میں میرا ہم نشین ہو گا۔" [۲]

## توضیح:

البتہ اس کے لیے ایمان شرط ہے اور دوسرے دینی فرائض کا انجام دینا بھی شرط ہے اور بشرطیکہ اس نے اپنی لڑکیوں کی اسلامی تربیت کی ہو اور انھیں صالح خواتین بنا کر معاشرہ کے حوالہ کیا ہو۔ اس صورت میں وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم نشین ہو گا۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی لڑکی کی بڑی عمدہ تربیت فرمائی تھی۔ اور آپؐ کی نسل آپؐ کی صاحبزادیؑ کے ذریعہ ہی باقی رہی۔

"جو شخص لڑکی رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نصرت، برکت اور اس کی بخشش اس شخص کے شامل حال ہوتی ہے۔" [۳]

"جو شخص تین لڑکیوں کی سرپرستی کرتا ہے، اُسے

---

[۱] مستدرک ابواب الاولاد ب ۳ خ ۱

[۲] مستدرک ابواب الاولاد ب ۳

[۳] مستدرک ابواب الاولاد ب ۳

بہشت میں تین باغ ملیں گے۔ جن میں سے ہر باغ دنیا
سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے کشادہ ہوگا۔" [۱]

"لڑکی اچھی اولاد ہے، جو شخص ایک لڑکی رکھتا ہے
وہ اسے جہنم سے بچاتی ہے، جو دو لڑکیاں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ
اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے اور جو شخص تین لڑکیوں
یا تین بہنوں کی کفالت کرتا ہے اسے جہاد اور صدقے سے
معافی دی گئی ہے۔" [۲]

## توضیح:

کیونکہ اغلب یہ ہے کہ وہ عیال دار ہو اور اس کے لیے کوئی روزی کمانے والا نہ ہو اور اس پر روزی کا کمانا اور تلاش کرنا واجب عین ہو جبکہ جہاد کبھی واجب کفایہ یا مستحب ہوتا ہے اور زکوٰۃ واجب اس کے ذمے سے ساقط ہو جاتی ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی کہ:
"اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک بیٹی عطا فرمائی۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے چہروں پر نظر ڈالی
آپ نے دیکھا کہ ان کے چہروں پر کراہت اور پریشانی کے
آثار نمایاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"کیا بات ہے؟ بیٹی ریحانہ (خوشبودار گھاس) کے مانند
ہے جسے ہم بوتے ہیں اور اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔" [۳]

---

[۱]، [۲] مستدرک ابواب الاولاد۔ ب ۳

[۳] مستدرک ابواب الاولاد۔ ب ۴ خ ۴

" اگر کوئی شخص بازار جائے اور کوئی تحفہ اپنے اہل و عیال کے لیے خرید کر لائے ، وہ اس شخص کے مانند ہے جو کوئی صدقہ لے کر حاجت مندوں کے پاس جاتا ہے اور اسے چاہیئے کہ لڑکیوں کو لڑکوں پر مقدم رکھے کیونکہ جو بھی بیٹی کو خوش کرتا ہے گویا اسماعیل کی نسل کے کسی غلام کو آزاد کرتا ہے ۔ " [1]

" اگر کوئی شخص ایک بیٹی رکھتا ہے اور وہ خود اسے اپنے گھر سے نہ نکالے ، اس کی اہانت نہ کرے اور بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح نہ دے ، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا ۔ " [2]

حسین بن سعید فرماتے ہیں :

" ایک شخص کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ۔ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اسے رنجیدہ پایا ۔ آپؑ نے اس سے پوچھا : اگر خدا تجھ سے دریافت کرے کہ تیرے لیے اولاد کا انتخاب میں کروں یا تو خود انتخاب کرے گا تو تیرا جواب کیا ہوگا ؟ اس شخص نے کہا : میں کہوں گا یا اللہ میرے لیے اولاد کا انتخاب تو خود فرما ۔ " اس پر آپؑ نے اس شخص سے کہا : پھر

---

[1] مستدرک ابواب الاولاد ب ۵ خ ۱

[2] مستدرک ابواب الاولاد خ ۲ خ ۴

کیا بات ہے تیرے لیے اولاد کا انتخاب اللہ ہی نے کیا ہے"
پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے نصیحت
کرتے ہوئے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام کے دانش مند
رفیقِ سفر نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس
لڑکے کے ماں باپ کو اس کے عوض ایک لڑکی عنایت فرمائی
جس کی نسل سے ستّر پیغمبر پیدا ہوئے۔ جیسا کہ سورہ کہف
آیت ۸۱ میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے (فَاَرَدْنَآ
اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً
وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا) (ترجمہ: اس لیے ہم نے چاہا کہ ان کا
رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی
اس سے بہتر ہو اور جس سے صلۂ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو)" [۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اشرف مخلوقات)
چند لڑکیوں کے باپ تھے۔" [۲]

ایک شخص اپنی لڑکیوں کے بارے میں غضبناک تھا اور امام
جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نالہ و فریاد کر رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا:
"کیا تجھے معلوم نہیں ہے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا: جب میں شبِ معراج میں سدرۃ المنتہیٰ سے

---

۱۔ مستدرک۔ ابواب الاولاد خ ۲ خ ۴
۲۔ مستدرک ابواب الاولاد ب ۴ خ ۲

آگے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خطاب فرمایا: "اے محمدؐ! لڑکیاں رکھنے والوں سے کہہ دو ان نونہالوں کے بارے میں غمگین اور دل تنگ مت ہو۔ میں نے انھیں پیدا کیا ہے اور میں ہی انھیں روزی دوں گا۔" [۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"بیٹی حسنہ ہے اور بیٹا نعمت ہے۔ حسنہ کے لیے ثواب ہے اور نعمت کا حساب لیا جائے گا۔" [۲]

"ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کرتے ہوئے کہا کہ میری اتنی لڑکیاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا: یہ ایسی بات ہے جیسے تو ان کی موت کا منتظر ہے۔ اچھی طرح جان لے اگر تو اپنے دل میں ان کی موت کی آرزو لیے رہا اور وہ مر گئیں تو قیامت کے روز تجھے کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ سے ایک گناہگار کی صورت میں ملاقات کرے گا۔" [۳]

---

۱، ۲ مستدرک ابواب الاولاد ب ۵ خ ۸ - ۶

۳ مستدرک ابواب الاولاد ب ۶ خ ۱

# فصل ——— ۱۷

## مرد کے لیے غیرت روا ہے عورت کیلئے غیرت روا نہیں

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میرے باپ ابراہیم علیہ السلام غیرت مند تھے اور میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مومن کی ناک کو خاک میں آلودہ فرمائے جو غیرتِ ناموس نہ رکھتا ہو۔"[1]

ابن ابی عمیر کہتے ہیں:

"رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اچانک ایک عورت عریاں و برہنہ داخل ہوئی، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کھڑی ہوگئی اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک فرمائیے" (یعنی حد نافذ فرمایئے) اسی اثنا میں ایک شخص دوڑا دوڑا آیا اور اس عورت پر چادر ڈال دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا ماجرا ہے؟" اس شخص نے عرض کی: یہ میری

---

[1] وسائل۔ ابواب المقدمات النکاح ب ۷۷، ح ۷

بیوی ہے، میں نے اپنی لونڈی کے ساتھ خلوت کی تھی، میری بیوی نے میری تنبیہ کی خاطر میرے لیے رسوائی کا یہ سامان کیا۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جاؤ جب عورت کی غیرت جوش میں آتی ہے تو وہ پھر نشیب و فراز کو نہیں دیکھتی۔" [۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بہشت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے بھی دماغ تک پہنچتی ہے لیکن باپ اور ماں کے عاق کیے ہوئے اور دیوث تک نہیں پہنچتی۔" لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دیوث کسے کہتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "وہ مرد جس کی بیوی زنا کی مرتکب ہوتی ہو اور وہ اس سے باخبر ہو۔" (یعنی وہ اس کے خلاف کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کرتا) [۲]

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"عورت کی غیرت (اس کا شوہر دوسری شادی کرے عورت یہ برداشت نہیں کر سکتی) دراصل خدا کے حکم کی مخالفت ہے اور مرد کی غیرت اس کا ایمان ہے۔" [۳]

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح ب ۸۷ خ ۲

[۲] وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۷ خ ۹

[۳] وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۸۷ خ ۸

آنجناب علیہ السلام ہی کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ مومن کے لیے غیرت مند ہے۔ مومن کو بھی اپنے لیے غیور ہونا چاہیئے۔ (اللہ تعالیٰ نے جب اس کی ناموس کی حفاظت کی ہے تو اسے بھی اس کی حفاظت کرنی چاہیئے) ورنہ اس کا دل ایمان سے خالی ہوگا۔" [۱]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے غیرت عورت کے لیے نہیں رکھی ہے بلکہ اسے مرد کے لیے مخصوص فرمایا ہے جیساکہ مرد کے لیے چار بیویوں کا رکھنا اور اسی طرح لونڈی حلال کی گئی ہے لیکن عورت کے لیے ایک سے زائد مرد حلال نہیں، اگر وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے تعلق پیدا کرے تو وہ خدا کے نزدیک زناکار قرار پائے گی۔ بے ایمان عورتیں، (بیویوں کی تعداد کے بارے میں) غیرت کا اظہار کرتی ہیں لیکن جو عورتیں احکامِ خدا پر یقین رکھتی ہیں وہ اس طرح کی غیرت میں مبتلا نہیں ہوتیں۔" [۲]

آنجناب ؑ نے یہ بھی فرمایا:

"چند قیدی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

---

[۱] وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۱۳۴ ح ۴

[۲] وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۷ ح ۶-۱۰

میں لائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور ان میں سے صرف ایک کو معاف فرما دیا۔ اس شخص نے پوچھا: مجھے آپؐ نے کیوں آزاد فرما دیا؟ آپؐ نے فرمایا: جبرئیل اللہ تعالیٰ کے پاس سے وحی لے کر آئے اور مجھے بتایا کہ تجھ میں پانچ ایسی خصلتیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند ہیں: غیرتِ ناموس، سخاوت، خوش اخلاقی، سچ بولنا، اور شجاعت۔" اس قیدی نے جب ان اعجاز آمیز باتوں کو سنا وہ بہت متاثر ہوا اور ایمان لے آیا اور دین پر ثابت قدم رہا، یہاں تک کہ ایک جنگ میں شہید ہو گیا۔" [۱]

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

"عورت کی غیرت دراصل حسد ہے اور حسد کفر کی جڑ ہے۔ جب عورت کی غیرت بیدار ہوتی ہے تو وہ غصہ میں آتی ہے اور جب وہ غصہ میں آتی ہے تو کفر و ناشکری اختیار کرتی ہے۔ لیکن مسلمان عورتیں ایسی نہیں ہوتیں۔" [۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ غیرت مند ہے اور غیرت مند کو پسند فرماتا ہے

---

[۱] وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۷، خ ۶-۱

[۲] وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۸، خ ۳

اور غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بُرے کاموں کو (جیسے زنا اور ہم جنس پرستی) خواہ وہ چھپ کر کیے جائیں یا علانیہ انھیں حرام قرار دیا ہے۔" [۱]

آنجناب[ؐ] نے یہ بھی فرمایا:
"اگر کوئی شخص اپنی بیوی یا اپنی کنیز کے ناجائز تعلقات سے واقف ہو جائے اور پھر بھی کوئی تدبیر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اسے مہلت دیتا ہے اس کے بعد روحِ ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔ اور ملائکہ اس کا نام دیوث رکھ دیتے ہیں۔" [۲]

ایک دوسری حدیث میں آپ[ؐ] نے فرمایا:
"اگر کسی گھر میں چالیس دن تک گانا بجانا جاری رہے اور لوگ وہاں آتے جاتے رہیں تو شیطان صاحبِ خانہ کے جسم اور اعضا میں گردش کرنے لگتا ہے اور پھر اس کے بعد اس کا وجود غیرت سے خالی ہو جاتا ہے اور اس حد تک کہ اگر اس کی خواتین پر بھی کوئی دست درازی کرے تو وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔" [۳]

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اپنی بیوی کی تعریف کی

---

۱، ۲ وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۷، خ ۲ - ۴

۳ وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۷، خ ۵

حضرت نے فرمایا :

" کیا کبھی تو نے اس کی غیرت کا امتحان لیا ؟" اس نے کہا : "جی نہیں" ۔ آپؑ نے فرمایا : "اس کی غیرت کا امتحان لے ۔" وہ شخص گیا اور اس نے اپنی بیوی کی غیرت کو آزمایا ۔ اس عورت نے کسی بے جا غیرت کا اظہار نہیں کیا ۔ اس پر حضرتؑ نے فرمایا : "تو اپنی بیوی کی جس قدر تعریف کرے وہ اس کی مستحق ہے ۔" [۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد دونوں پر جہاد کو واجب کیا ہے ۔ مرد کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنی جان اور اپنا مال اللہ کی راہ میں قربان کر دے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی آزادی اور غیرت مندی کے ساتھ موافقت کرے ۔" [۲] (اگر شوہر ناموس کی حفاظت کی خاطر بے جا اور ناجائز آمد و رفت سے روکے تو اس کی مخالفت نہ کرے)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

" غیرت ایمان کی نشانی ہے اور گندی باتیں جفا کی علامت ہیں ۔" [۳]

---

۱ ؎ وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۷ خ ۴

۲ ؎ وسائل ابواب المقدمات النکاح ب ۷۸ خ ۶

۳ ؎ نکاح المستدرک باب ۵۷ خبر ۱-۳

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کی توبہ اور فدیہ کو قبول نہیں فرمائے گا جو کسی اجنبی کو اپنی بیوی کے ساتھ ربط وضبط کا موقع فراہم کرے۔" [۱]

"باپ اور ماں کی طرف سے عاق کیا ہوا شخص اور دیّوث جنّت میں داخل نہیں ہوں گے۔ دیّوث وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے لیے کسی فاسق کو لے جائے۔" [۲]

"اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مردوں کے لیے جہاد اور عورتوں کے لیے غیرت کو ثبت فرمایا ہے۔ (یعنی عورتیں فطری طور پر غیور ہوتی ہیں اور اپنے کسی رقیب کو برداشت نہیں کر سکتیں) کوئی شخص اللہ کی رضا کی خاطر عورت کی غیرت کا لحاظ کرے گا اور صبر سے کام لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا اجر عطا فرمائے گا۔" [۳]

حضرت علیؑ نے فرمایا:

"مرد کی غیرت اس کا ایمان ہے اور عورت کی غیرت دشمنی اور عداوت ہے۔" [۴]

---

[۱] نکاح المستدرک باب ۵۷ خبر ۱-۳

[۲] نکاح المستدرک باب ۵۷ خبر ۴

[۳] نکاح المستدرک باب ۵۷ خ ۱

[۴] نکاح المستدرک باب ۱۰۳ خ ۴

"مرد کی غیرت اس کی حمیت اور مردانگی کے
مطابق ہوتی ہے۔" [۱]

# فصل ــــــ ۱۸

## عورت کی عفت کی حفاظت

حضرت امام سجاد علیہ السلام کے داماد یا بہنوئی جب کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپؑ اپنی چادر ان کے لیے بچھاتے اور جب وہ بیٹھ جاتے تو آپؑ فرماتے :

"آفرین ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے خاندان
کی کفالت کی اور عفت کی حفاظت کی ذمّہ داری لی۔" [۲]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کرو۔
اس طبقہ کو تمھاری رہنمائی اور تمھارے تحفظ کی ضرورت
ہے اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ جن کو تم نے اپنے

---

۱ نکاح المستدرک باب ۱۰۳ خ ۴

۲ وسائل ابواب مقدمات النکاح ب ۲۴ خ ۳

لیے حلال کیا ہے، اگر تم ان میں سمجھ بوجھ اور قوت تحمّل کی کمی محسوس کرو تو خاموشی اور بردباری سے کام لے کر درگزر کرو اور سلامتی کے ماحول میں ان کی عفّت کی حفاظت کرو۔" ۱؎

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:
"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے سوال کیا "عورت کے لیے بہترین چیز کیا ہے؟" کسی شخص نے بھی اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے کیا۔ فاطمہؑ نے کہا: "عورت کے لیے اس سے بہتر کوئی اور چیز نہیں کہ غیر محرموں کے ساتھ ناجائز ربط ضبط قائم نہ کرے۔" میں نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "اس نے درست کہا۔ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے"! ۲؎

دوسری حدیث میں آیا ہے:
"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا: "عورت کس وقت اپنے رب سے قریب ہوتی ہے؟" یہ سوال حضرت زہراؑ کے کانوں تک

---

۱؎ نکاح المستدرک ب ۲۱ خ ۳

۲؎ نکاح المستدرک ب ۲۱ خ ۴

پہنچا تو انھوں نے جواب دیا: "اس وقت جب وہ سختی کے ساتھ اپنے حجاب (پردہ) اور عفّت کی حفاظت کر رہی ہو۔" [۱]

"عورت ایک گڑیا کے مانند ہے جس شخص کو بھی وہ حاصل ہو اسے چاہیئے کہ اس کو پہنا اوڑھا کر رکھے۔" [۲]

"جب عورت کی حفاظت و نگہداشت کی جاتی ہے تو اس کی طراوت اور اس کا جمال تر و تازہ رہتے ہیں۔" [۳]

ابنِ حمران نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے "قائم" کا کب ظہور ہوگا؟" فرمایا:

"جس وقت عورتیں مردوں کی طرح اور مرد عورتوں کی طرح ہو جائیں گے۔ عورتیں زین پر سوار ہوں گی، جھوٹوں کی شہادت سُنی جائے گی اور صالح لوگوں کی گواہی مسترد ہوگی لوگوں کے خون کا احترام اٹھ جائے گا، زنا، سود اور رشوت عام ہو جائے گی۔" [۴]

---

[۱] نکاح المستدرک ب ۲۱ خ ۲

[۲]، [۳] نکاح المستدرک باب ۹۴ خ ۵

[۴] نکاح المستدرک باب ۷۲

# فصل ــــــ ۱۹

## نامحرم کو دیکھنا

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص بھی ہمسایہ کے گھر میں جھانکے گا اور کسی مرد کے ستر کو یا کسی عورت کے بالوں کو یا اس کے جسم کو دیکھے گا تو خدا کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے ان منافقوں کے ساتھ جہنم میں داخل کردے جو عورتوں کی عیب جوئی میں لگے رہتے ہیں اور اسے اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھائے جب تک کہ اسے رسوا نہ کرے اور آخرت میں اس کے عیوب کی پردہ پوشی نہ کرے۔" [1] (ایسا اس صورت میں ہوگا جبکہ توبہ نہ کی جائے اور گزشتہ گناہوں کی تلافی نہ کی جائے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص بھی اپنی آنکھوں کو حرام سے بھرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو آگ سے بھردے گا مگر یہ کہ (موت سے پہلے) وہ توبہ کرلے۔" [2]

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۰۴ ح ۲۶

[2] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۰۵ ح ۱

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

"پہلی نگاہ کے سوا دیکھنا جائز نہیں، دوبارہ نگاہ نہ ڈال۔"

(پہلی نگاہ جو اچانک پڑتی ہے اسے روکا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ وہ بے اختیار پڑتی ہے۔ لیکن بعد میں جو نگاہ پڑتی ہے تو آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سامنے کوئی نامحرم ہے اس صورت میں دوسری نگاہ ڈالنے سے جو لازمی طور پر عمداً ہو گی اجتناب کیا جانا چاہیئے۔ معروف فقرہ کہ پہلی نگاہ جائز ہے شاید اسی بنا پر عام ہوا ہے اور اس سے مراد اتفاقی نگاہ ہے۔ اس لیے عمداً ڈالی جانے والی نگاہ خواہ وہ پہلی ہو یا دوسری یکساں ہے۔)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند اشخاص پر لعنت بھیجی۔ ایک وہ شخص جس نے اپنی بیوی یا کنیز کے علاوہ کسی دوسری عورت کے فرج پر نظر ڈالی ہو۔ اور وہ شخص جس نے اپنے بھائی کے ناموس میں خیانت کی اور وہ فقیہ جس نے دین کی تعلیم کے لیے محتاجوں سے رشوت مانگی۔" [1]

آنجناب ؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۰۴ ح ۳

"ایک انصاری نوجوان مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہا تھا اچانک ایک خاتون سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی خاتون نے اپنی چادر الٹ رکھی تھی (اس کا چہرہ سر اور گردن صاف دکھائی دے رہی تھی) نوجوان کی نظر اس کے چہرے پر پڑی، عورت گزر گئی لیکن وہ نوجوان اسے برابر دیکھتا رہا اور پلٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ اچانک اس کا سر کسی چیز سے ٹکرایا اور اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ جب وہ عورت اس کی نظروں سے دور ہو گئی تو اس نے دیکھا کہ اس کے کپڑے اور اس کا سینہ خون سے سرخ ہو گئے ہیں۔ اس نے خود سے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سارا ماجرا کہہ سناتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا۔ یہ آیت اس مناسبت سے نازل ہوئی:

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے حق میں زیادہ پاکیزہ بات ہے۔ یقیناً جو کچھ لوگ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے۔" (النور ۲۰-۲۱) [۱]

"عورتوں کی زینتوں پر نگاہ ڈالنا شیطان کا تیر ہے۔ جو شخص بھی اس طرح کی نگاہوں سے خود کو بچاتا ہے

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۰۴ ج ۴

اللہ تعالیٰ اسے عبادت کی لذت سے آشنا کرتا ہے جو اس کی خوشی کا ذریعہ بنتی ہے۔"[1]

"میرے بعد مردوں کے لیے عورتوں کی جنس سے زیادہ نقصان رساں فتنہ اور کوئی نہ ہوگا۔"[2]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص بھی اپنی نظروں کو آزاد و بے لگام کرتا ہے وہ اپنے دل کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے اور جو شخص مسلسل آزادانہ طور پر نگاہیں ڈالتا ہے اسے ہمیشہ کی حسرت دامن گیر ہو جاتی ہے۔"[3]

فضل بن عباس، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھے اور آپؐ کے ہمراہ عرفات کی جانب جا رہے تھے۔ فضل ایک خوبصورت جوان تھے راستے میں ایک بدو ملا جو اپنی بہن کے ساتھ آ رہا تھا۔ اس خاتون کا حسن بے مثل تھا۔ بدو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوالات کرنے لگا۔ اور فضل خیرہ خیرہ نگاہوں سے اس خاتون کو دیکھتے رہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فضل کی یہ حالت دیکھی تو اس کا ہاتھ تھام کر اس کے چہرے کے سامنے لاتے رہے۔ اس کے باوجود فضل اِدھر اُدھر سے اس خاتون پر نگاہیں ڈالتے رہے۔ جب آنحضرتؐ

---

[1] نکاح المستدرک باب ۸۰ خ ۸

[2] نکاح المستدرک باب ۱۱۷ خ ۱۵

[3] نکاح المستدرک باب ۸۰ خ ۴

اس بدوے بات چیت ختم کر چکے تو مفضل کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ کر فرمایا:

"کیا تمھیں نہیں معلوم یہ ایام وہی رہ گئے جسے مقررہ ایام ہیں (جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بڑے احترام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے) جو شخص بھی اپنی آنکھ، زبان اور ہاتھوں کی ان دنوں حفاظت کرتا ہے خدا سال آئندہ کے حج کا ثواب بھی اس کے حساب میں لکھ دیتا ہے۔" [1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کسی بھی شخص نے ایسا مالِ غنیمت نہیں پایا ہے جو اُسے اپنی نگاہوں کی حفاظت کے بدلے ملے۔ جب بھی وہ حرام چیز پر نگاہ ڈالنے سے احتراز کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کرنے میں سبقت حاصل کریگا۔"

امیر المومنین علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا:

"حرام چیزوں کے دیکھنے سے اپنی آنکھیں بچانے کے لیے ہم کس ذریعے سے قوت حاصل کریں"۔ آپؑ نے فرمایا:
"اس نکتے کو اپنے ذہن میں تازہ رکھ کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ تیرے تمام بھیدوں سے واقف ہے، آنکھ دل کی جاسوس ہے اور عقل کی نگاہبان

---

[1] نکاح المستدرک باب ۸۰ ح ۸

اس لیے تجھے ہر اس چیز کے دیکھنے سے آنکھیں بند کرلینی چاہئیں جو تیرے دین کے لیے نامناسب اور اس کے خلاف ہو۔" [۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

" نگاہ شیطان کے تیروں کا ایک ایسا تیر ہے جو زہر میں بجھا ہوا ہے ، اس لیے کہ بسا اوقات ایک نگاہ ہزاروں حسرتیں اپنے پیچھے لاتی ہے ۔ جو شخص بھی ایسی نگاہوں سے صرفِ نظر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسا ایمان عطا فرماتا ہے کہ وہ اس کے مزے اور لذت کو محسوس کرتا ہے ۔" [۲]

" ایک عام آدمی جس کا کوئی مقام و مرتبہ نہ ہو، زنا سے بے بہرہ نہیں ہے ۔ آنکھوں کا زنا نگاہ ڈالنا ہے ، لبوں کا زنا بوسہ لینا ہے ۔ ہاتھوں کا زنا چھونا ہے یہاں تک کہ فرج اس عمل کی تصدیق کردے یا تکذیب ۔ (یعنی خواہ زنا کا عمل انجام پائے یا نہ پائے ۔)" [۳]

" جب آدمی بار بار نگاہ ڈالتا ہے تو دل میں شہوت کا بیج پڑ جاتا ہے اور نگاہ کا یہی فتنہ (انسان کو گمراہ کرنے کے لیے) کافی ہے ۔" [۴]

" جب کسی کی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے اور وہ نگاہ پھیر کر

---

[۱] نکاح المستدرک باب ۸۰ خبر ۸

[۲]۔ [۳]۔ [۴] نکاح المستدرک باب ۱۰۴ خ ۵-۲-۶

آسمان کی جانب دیکھنے لگتا ہے یا آنکھیں بند کر لیتا ہے
اس کی آنکھیں کھولنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل
کے بدلے اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے کہ وہ جنّت
کی حورالعین کے ساتھ نکاح کرنے کا مستحق ہے۔" [۱]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے سوالات کے جواب
میں تحریر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بالوں پر نگاہ ڈالنا خواہ
وہ عورت شادی شدہ ہو یا کنواری، حرام قرار دیا ہے۔
کیونکہ نگاہ شہوت انگیز ہوتی ہے اور شہوت کا ہیجان آدمی
کو فساد اور ناجائز کاموں کی طرف لے جاتا ہے۔ عورت کے
بالوں پر ہی نہیں اس کے جسم کے ہر حصّے پر جو ان خصوصیات
کا حامل ہو نگاہ ڈالنا حرام ہے، صرف ایک موقع کو اللہ
تعالیٰ نے اس حکم سے مستثنیٰ کیا ہے۔ ارشاد خداوندی
ہے: عمر رسیدہ عورتیں جو ازدواجی زندگی کی خواہش
نہیں رکھتیں، ان کے لیے کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ اپنا
لباس (جیسے چادر) کو اتار دیں۔ بغیر اس کے کہ اپنی آرائش
اور نمائش کریں (یعنی آرائش کے ساتھ نامحرموں کے سامنے نہ
آئیں۔ بلاشبہ قرآن اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ سن رسیدہ
عورتیں سنگھار کر کے کوچہ و بازار میں نکلیں اور اپنی خود آرائی

---

[۱] نکاح المستدرک باب ۱۰۴ خ ۹

سے معصوم کنوارے نوجوانوں کی شہوت کو بھڑکائیں۔ ان کے خیالات اور خیالات کے ساتھ ان کے دامن کو بھی آلودہ کر یں۔ اللہ تعالیٰ نے نہایت واضح طور پر ایسی تمام باتوں سے منع فرمایا ہے جو طاقتور جنسی جذبے کو بھڑکاتی ہیں تاکہ زندگی کی بہار کا زمانہ عیاشی اور شہوت رانی میں ضائع نہ ہو جائے اس کے برعکس جوانوں کی جسمانی اور ذہنی قوتیں، خدا پرستی' اجتماعی خدمات اور بلند مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال میں آئیں۔)" [1]

عیسٰی ابن مریم علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا:

"حرام نگاہ سے بچو کہ یہ شہوت کا بیج اور فسق کا پودا ہے۔" [2]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان مَردوں کی آنکھیں سرکش اور دیدہ ور ہیں اور ان کی تباہی اور فساد کا بھی سبب یہی ہیں۔ جب کبھی تم میں سے کسی کی نگاہ ایک ایسی عورت پر جو پرکشش ہو پڑے تو اسے اپنی بیوی کی قربت حاصل کرنی چاہیئے کیونکہ وہ بھی اسی عورت کی طرح ایک عورت ہے۔" [3]

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۰ ح ۷

[2] نکاح المستدرک باب ۸۰ ح ۸

[3] نکاح المستدرک باب ۸۰ ح ۱۲

"نگاہیں شیطان کا جال ہیں۔"

"خیانت کرنے والی نگاہیں فتنے کا پیش خیمہ ہیں۔"

"اپنی آنکھوں سے محروم رہنا بہتر ہے کہ آنکھیں کسی شہوت انگیز منظر کو دیکھیں۔"

"بہت سی نگاہیں ایسی ہیں جو اپنے پیچھے حسرتیں لاتی ہیں۔"

"جو شخص اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتا ہے وہ اپنے دل کو آسودہ بناتا ہے۔" [1]

"جو شخص اپنی نگاہوں کو آزاد چھوڑ دیتا ہے وہ موت کے استقبال کے لیے تیزی دکھاتا ہے۔"

"جو شخص اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتا ہے اسے بہت کم افسوس کرنا پڑتا ہے اور وہ تباہی سے محفوظ رہتا ہے۔" [2]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کو ان کے پیچھے سے دیکھنا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

"کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ کوئی شخص تمھاری بیوی کو اس طرح دیکھے۔ جو کچھ تم اپنے لیے پسند کرتے ہو

---

[1] نکاح المستدرک باب ۸۰ خ ۱۲

[2] نکاح المستدرک باب ۸۰ خ ۱۲

دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو۔" [1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی کہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد سے کہا : ابا جان! اس شخص کو اپنے پاس اجرت پر رکھ لیجیے کیونکہ بہترین مزدور، امانت دار اور طاقت ور شخص ہوتا ہے۔"

آپؑ نے فرمایا :

"شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طاقتور ہونے کو ان کے کنویں سے پانی کھینچ کر نکالنے اور بکریوں کو پانی پلانے سے معلوم کیا۔ اور ان کی امانت داری کو اس بات سے معلوم کیا کہ وہ جب شعیب علیہ السلام کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے آئیں تو موسیٰ علیہ السلام قدم بڑھا کر آگے آگے چلنے لگے اور کہا کہ تم میرے پیچھے آؤ اور مجھے راستہ بتاتی جاؤ۔ ہم لوگ عورتوں کے پیچھے نگاہ ڈالنے کو پسند نہیں کرتے۔" [2]

(اگر عورت کے اعضا نمایاں نہ بھی ہوں تب بھی اسے پیچھے سے دیکھنا مکروہ ہے ورنہ حرام)

ہم نے یہاں جو روایات نقل کیں وہ سب مردوں کے عورتوں پر نگاہ

---

[1] نکاح المستدرک باب ۸۳ خ ۱

[2] نکاح المستدرک باب ۸۳ خ ۳

ڈالنے سے متعلق تھیں اور اب :

## عورتوں کا مَردوں پر نگاہ ڈالنا

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
" جو عورت شوہر رکھتی ہو اور پھر بھی نامحرم کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو سیراب کرے اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب بڑا سخت ہو گا ۔ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ضائع فرما دے گا اگر اس نے اپنے شوہر کے بستر پر کسی دوسرے مرد کو دعوت دی تو اللہ تعالیٰ کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اسے قبر میں عذاب دے اور پھر اسے آگ میں جلائے ۔ "[۱]

ام سلمہ فرماتی ہیں :
" میں اور میمونہ (پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری زوجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اس وقت ابنِ امِ مکتوم آئے ۔ اس واقعہ کا تعلق احکامِ حجاب کے نزول کے بعد کا ہے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں سے پردہ کرنے کے لیے فرمایا ۔ ہم نے کہا ۔ یہ شخص تو نابینا ہے ۔ یعنی یہ کہ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتا ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ۔ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور تم انھیں نہیں دیکھ سکتیں ؟ "[۲]

---

۱؎ نکاح المستدرک باب ۱۲۹ خ ۲
۲؎ نکاح المستدرک باب ۱۲۹ خ ۴

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خولا سے فرمایا:

"یہ بات جائز نہیں ہے کہ کوئی عورت کسی بالغ لڑکے کو اپنے گھر میں لائے، اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو سیراب کرے یا لڑکا اس سے آنکھیں لڑائے یا دونوں مل کر کھانا کھائیں، الّا یہ کہ وہ لڑکا محرم ہو۔" [۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک نابینا شخص نے حضرت زہرا علیہا السلام کے گھر میں آنے کی درخواست کی۔ آپؑ نے اجازت نہ دی پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص تمھیں نہیں دیکھ سکتا۔" "میں تو اسے دیکھ سکتی ہوں" حضرت زہراؑ نے جواب دیا۔ "اور پھر اسے میری خوشبو بھی آسکتی ہے" حضورؐ نے فرمایا: "میں شہادت دیتا ہوں کہ تو میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔" [۲]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے سعدان سے فرمایا:

"کیا تمھیں معلوم ہے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عورتوں سے کس طرح بیعت لیتے تھے؟" سعدان نے کہا: "اللہ تعالیٰ اور پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

---

[۱] نکاح المستدرک ب ۶۰ خ ۲

[۲] نکاح المستدرک باب ۹۹ خ ۱

فرزند بہتر جانتے ہیں۔" امام صادقؑ نے فرمایا: "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ایک جگہ جمع ہونے کے لیے فرمایا۔ پھر ایک پتھر کا بنا ہوا برتن لانے کا حکم دیا پھر اس میں نضوح (گلاب کی طرح کا عطر) آپؐ نے ڈالا اور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیا اور پھر عورتوں سے بھی فرمایا: "تم بھی اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالو۔" رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ اس سے پاکیزہ تر تھے کہ وہ کسی نامحرم عورت کے ہاتھ سے مس ہوں۔" [۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مرد کا عورت سے ہاتھ ملانا خواہ وہ عورت سن رسیدہ کیوں نہ ہو ناپسندیدہ ہے۔" [۲]

محمد بن ابی عمیر کی بہنیں کہتی ہیں:

"حضرتؑ سے ہم نے پوچھا کیا عورت اپنے دینی بھائی کی عیادت کے لیے جا سکتی ہے؟" آپؑ نے فرمایا: ہاں بے شک۔" ہم نے پوچھا: کیا ہم اپنے اس بھائی سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "بے شک لیکن ہاتھ ڈھکا ہوا ہونا چاہیے، پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ آستینوں کے اندر ہوتے تھے اور عورتیں بیعت

---

۱ نکاح المستدرک باب ۱۱۵ خ ۴
۲ نکاح المستدرک باب ۸۸ خ ۲

کے لیے ان پر اپنے ہاتھ رکھتی تھیں۔"

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ:

"عورتیں بیعت کے لیے اپنے ہاتھ پانی کے طشت میں رکھتی تھیں" ممکن ہے بیعت کے لیے یہ دونوں طریقے اختیار کیے گئے ہوں۔ [۱]

---

# فصل ــــــ ۲۰

## چھ سال سے بڑی لڑکی کو پیار کرنا اور اسے گود میں لینا جائز نہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کسی اجنبی لڑکی کی عمر چھ سال سے زیادہ ہو تو اسے پیار کرنا درست نہیں۔" [۲]

آپؑ نے یہ بھی فرمایا:

"کسی لڑکے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ چھ سالہ لڑکی کو پیار کرے۔ اگر لڑکا اپنی عمر کے سات سال پورے

---

[۱] نکاح المستدرک باب ۸۸ خ ۳

[۲] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۲۷ خ ۲

کر چکا ہو تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی نامحرم عورت کو پیار کرے۔" [۱]

احمد بن نعمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:
"کیا میرے لیے یہ جائز ہے کہ میں نامحرم لڑکی کو گود میں لوں اور اسے پیار کروں"، آپؑ نے فرمایا: اگر وہ چھ سال کی ہو چکی ہے تو اسے گود میں نہ لے۔" [۲]

"حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام مکہ کے گورنر محمد بن ابراہیم کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ گورنر کی ایک چھوٹی بچی تھی۔ وہ اچھا لباس پہن کر مجلس میں آجایا کرتی، لوگ محبت و شفقت کے ساتھ اسے لپٹاتے یا اپنی گود میں بٹھا لیتے۔ بچی اس طرح مجلس میں ادھر سے ادھر گھومتی رہتی۔ ایک روز جب بچی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس پہنچی اور آپؑ کی گود میں بیٹھنا چاہا۔ حضرت نے ہاتھ بڑھا کر اسے روک دیا اور فرمایا: جب بچی اپنی عمر کے چھ سال پورے کرلے، کسی نامحرم کے لیے جائز نہیں ہے کہ اسے پیار کرے یا اسے اپنی گود میں بٹھائے۔" [۳]

---

۱، ۲ وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۲۷ خ ۴-۱

۳ وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۲۷ خ ۶

# فصل ——— ۲۱

## میاں بیوی کے حقوق

اسلام نے میاں بیوی کے کچھ حقوق واجب اور کچھ مستحب مقرر کیے ہیں ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ہر مسلمان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں اسلام کے دیے ہوئے حیات بخش حقوق پامال نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان ہی حقوق کی بنیاد پر خاندانی نظام کی تشکیل ہوتی ہے، یہی حقوق ہیں جو خاندانی زندگی کو خیر و سعادت، لذت و آرام سے بھر دیتے ہیں اور اسے دوام و استحکام بخشتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تم انھیں پسند نہیں کرتے ہو تو بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تمھیں پسند نہیں ہوتیں لیکن خدا نے ان میں خیر کثیر رکھ دیا ہے۔" [۱]

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

"جو حقوق مرد عورتوں پر رکھتے ہیں، ویسے ہی حقوق عورتیں مردوں پر رکھتی ہیں۔" [۲]

---

[۱] سورۂ نسا ۴ آیت ۱۹

[۲] سورۂ بقرہ ۲ آیت ۲۲۸

ایک اور آیت میں ارشاد ہوا :

"ہم نے عورتوں کے بارے میں جو کچھ ان پر فرض کیا ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔" [۱]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"جبرئیل نے عورتوں کے بارے میں اس قدر سفارش کی کہ میں نے خیال کیا کہ سوائے ارتکاب زنا کے کسی اور صورت میں اسے طلاق دینا جائز نہ ہوگا۔" [۲]

نیز آپؐ نے فرمایا :

"جو شخص اپنے بیوی بچوں کی دیکھ بھال نہ کرے وہ ملعون ہے، وہ ملعون ہے۔" [۳]

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے خاندان کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے خاندان کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔" [۴]

"اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحمت فرمائے جو اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان تعلقات کی اصلاح کرے اور بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے اختیار میں دیا ہے اور شوہر کو عورت کا سرپرست قرار دیا۔" [۵]

(اس اختیار و سرپرستی کا جائزہ "مرد کے حقوق عورتوں پر" والی

---

[۱] سورۂ احزاب ۳۳ آیت ۵۰

[۲] [۳] [۴] [۵] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۸ ح ۴-۶-۹-۲

فصل میں پیش کیا جائے گا)

"ایک آدمی کے لیے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دے۔"[۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"تم میں سے بہتر مرد وہ ہے جو اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے حق میں بہتر ہے۔"[۲]

آپؐ نے خولا سے فرمایا:
"خولا! عورت کا فرض شوہر کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی مہر و محبت کو دل میں پالے، اس کے وعدہ و پیمان کا احترام کرے، کسی کو اس کی اولاد میں شریک نہ کرے، اس کی تحقیر نہ کرے، اس کی بدبختی کا سبب نہ بنے، اس کے مال میں خیانت نہ کرے، اس کی موجودگی میں اور اس کے غیاب میں اس کی خیانت نہ کرے۔ اس کے لیے ہی سنگھار کرے، نماز اور غسلِ جنابت اور حیض و نفاس کے احکام کا خیال رکھے۔
جب وہ ان تمام باتوں کا خیال رکھے گی تو قیامت میں دوشیزہ بنا کر اور ایک نورانی صورت میں اٹھائی جائے گی

---

۱۔ ابواب النفقات ب ۲۱ خ ۴

۲۔ نکاح المستدرک باب ۶۹ خ ۲

اگر اس کا شوہر مومن ہوگا تو اس کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز کرے گی، ورنہ راہِ حق کے کسی شہید کے ساتھ اس کا بیاہ کر دیا جائے گا۔

خولا! شوہر کی غیر موجودگی میں خود کو معطر نہ کر۔" [1]

---

[1] نکاح المستدرک باب ۲ - ج ۲

# باب سوم

## فصل ـــــ ۱

### شوہر کے فرائض، مرد کے ذمہ عورت کے حقوق

مرد کی واجب اور مستحب ذمہ داریاں زیادہ ہیں۔ ان میں چند یہ ہیں۔

زندگی کے تمام لوازم اور ضروریات کی فراہمی جن میں غذا، لباس، فرش، بستر، مکان، ملازم، گھرداری کا ضروری سامان، جو خوراک، پکوان اور گھر کی صفائی کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

### غذا اور کھانے پینے کا سامان:

غذا اور کھانے پینے کا سامان کسی بھی مقام کی عادات و معمولات کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ خیال بھی رکھا جائے کہ کون سی غذائیں عورت

کے مزاج وطبیعت کے مطابق ہیں اور جن کے ترک کرنے پر اسے تکلیف ہو سکتی ہے جیسے چائے اور سگار وغیرہ تاہم یہ جائز حدود کے اندر ہونا چاہیے۔

اسی طرح سردیوں اور گرمیوں کے میوے جو عام طور پر کھائے جاتے ہوں اور عورت کے مناسب حال ہوں۔

لباس اور بستر اور فرش کے بارے میں بھی مقامی طریقوں اور خود عورت کی ضروریات کا لحاظ کیا جانا چاہیے۔

مکان بھی عورت کی حالت اور علاقے کی نوعیت کے مطابق ہونا چاہیے خواہ وہ علاقہ شہر سے تعلق رکھتا ہو یا دیہات سے۔ مکان علاقے اور بیوی کی شخصی خصوصیات کے مطابق ہونا چاہیے۔

## خادم۔

اگر عورت کے لیے ملازم کا رکھنا ضروری ہو تو اس کے حال کے مطابق کوئی ملازم فراہم کیا جانا چاہیے۔ البتہ اگر شوہر آمادہ اور عورت کے لیے کوئی حرج نہ ہو تو مرد خود گھر کے کام کاج کو اپنے ذمے لے سکتا ہے۔ اسی طرح کسی دوسرے شخص کی خدمات حاصل کرنے پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔

زندگی کے تمام لوازمات اور خانہ داری کا سامان بھی ضروری مقدار میں اور بیوی کی ضروریات کے مطابق ہونا چاہیے۔

حمام کی اجرت، صفائی ستھرائی کا سامان، ڈاکٹر کی فیس، دواؤں کی قیمت، معمولی بیماریوں کی صورت میں شوہر کے ذمے ہے۔ لیکن ایسی بڑی بیماریاں جن کے علاج پر بہت زیادہ روپیہ خرچ ہوتا ہو اور جن کا علاج بعض صورتوں میں برسوں کرانا پڑتا ہو یا جن کے لیے عمل جراحی کی ضرورت پڑتی ہو شوہر کی ذمہ داری نہیں ہے۔

مندرجہ بالا خرچ کا واجب ہونا، اس آیتِ قرآن کی رو سے ہے جس میں فرمایا گیا کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اور بھلے طریقے کے مطابق زندگی بسر کرو اور یہ تمام اخراجات اچھے اور بھلے طریقے کے ضمن میں آتے ہیں۔

## اہلِ بیتؑ کی دوسری روایات

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
"عورت کی خوراک اور لباس معروف طریقے سے تم پر واجب ہے۔"

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:
"اہل وعیال کی خواہش پوری کرنے کے لیے بازار جانا اور ان کے لیے گوشت خرید کر لانا مجھے ایک غلام کو آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔"[۱]

اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت فرمایا:
"شوہر پر عورت کا کون سا حق ہے جسے وہ ادا کرے تو نیکوکار قرار پاتا ہے۔" آپؑ نے ارشاد فرمایا:
"اسے پیٹ بھر کھلائے، اور تن بھر کپڑا پہنائے اور اگر اس سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو

---

[۱] وسائل ابواب النفقات ب ۲۱ ح ۶

معاف کر دے ۔"[۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:
"جس کسی شخص پر روزی کا دائرہ تنگ ہوگیا ہے ۔
جتنا کچھ بھی اسے اللہ نے دیا ہے اسے (اپنی بیوی پر) صرف
کرے ۔"
آپ[ع] نے فرمایا:
"اپنی بیوی کو اس قدر کپڑا اور خوراک فراہم کرے
کہ وہ اپنی جان کی حفاظت کر سکے ۔"[۲]

ایک دوسری روایت میں آپ[ع] نے فرمایا:
"بیوی بچوں کی سرپرستی اور ان کی ضروریات کا پورا
کرنا مرد کی سعادت ہے ۔"[۳]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خولا سے فرمایا:
"عورت کا حق شوہر پر یہ ہے کہ اسے پیٹ بھر کھلائے
اس کے لیے لباس فراہم کرے ، اسے نماز، روزہ ، زکوٰۃ
کی ادائیگی (اگر اس کے پاس مال ہے تو اسے) سکھائے ۔
اور عورت ان چیزوں کے خلاف کرنے کا حق نہیں رکھتی ۔"[۴]

---

[۱]۔[۲] وسائل ابواب النفقات ب ۱ خ ۵ - ۶

[۳] وسائل ابواب النفقات ب ۲۱ خ ۷

[۴] نکاح المستدرک ب ۶۰ خبر ۲

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"مرد خاندان کا سربراہ ہے اور ہر سربراہ اپنے زیردستوں کا ذمّہ دار ہے۔ عورت شوہر کے مال کی سرپرست اور ذمّہ دار ہے۔"[۱]

---

# فصل —— ۲

## ہم خوابی

اس موضوع سے متعلق اسلامی احکام، رسائلِ عملیہ میں لکھے گئے ہیں۔ یہاں صرف چند روایتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے:

حضرت امام رضا علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا:
"ایک شخص کی جوان بیوی ہے کسی مصیبت کے پڑنے کی وجہ سے چند ماہ بلکہ ایک سال سے اس نے بیوی کا قرب حاصل نہیں کیا ہے۔ لیکن اس نے ایسا بیوی کو اذیت پہنچانے کے لیے نہیں کیا۔ اس کا سبب صرف اسے درپیش مصیبت رہی ہے۔ آیا وہ یہ رویہ اختیار کر کے گناہ کا مرتکب ہوا ہے؟

---

۱ے نکاح المستدرک ب ۶۲ خ ۳

آپؐ نے فرمایا: ہاں، اگر اس نے چار ماہ بیوی کے بغیر گزار دیے تو وہ گناہ گار ہوگا۔"[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"عثمان بن مظعون، پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دل میں ایک خیال آیا لیکن میں نے اس اس پر عمل کرنے کو اس وقت تک موقوف کر دیا جب تک آپؐ سے اس بارے میں مشورہ نہ کرلوں۔" آپؐ نے دریافت فرمایا: "تمھارے دل میں کیا خیال آیا؟" انھوں نے جواب دیا: میرے دل میں خیال آیا ہے کہ جنگلوں میں نکل جاؤں اور رہبانیت اختیار کرلوں۔" آپؐ نے فرمایا: اس خیال کو دل سے نکال دو کیونکہ میری امت کے لیے رہبانیت مسجد ہے۔" پھر میں نے سوچا کہ کم از کم گوشت کو اپنے اوپر حرام کرلوں۔" آپؐ نے فرمایا: "اس خیال کو بھی چھوڑ دو، میں گوشت کو پسند کرتا ہوں اور کھاتا ہوں۔" انھوں نے کہا: میں نے یہ بھی سوچا خود کو خصی (خواجگی کرلوں) بنالوں۔" آپؐ نے فرمایا: "عثمان! جو شخص خود کو یا دوسرے کو ایسا بنائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ میری امت کے لیے خواجگی روزہ ہے۔" انھوں نے کہا میرا دوسرا خیال یہ ہے کہ اپنی بیوی

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۷ ح ۱

"خولہ" کو خود پر حرام کروں۔" آپؐ نے فرمایا: "ایسا بھی نہ کرنا۔" [1]

حضرت ابوذرؓ نے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا:

"کیا مرد کا عورت سے ملنا جبکہ اس کا مقصد خوشی اور لطف حاصل کرنا ہو تو کیا اس پر بھی ثواب ملے گا؟" آپؐ نے فرمایا: "بے شک، اگر نامشروع طریقے سے بھی اپنی بیوی سے اپنی غرض پوری کرلو تو حرام نہیں ہے۔" انھوں نے پوچھا: "ایسا کیوں ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "کیونکہ اس کا حلال بھی باعثِ ثواب ہے۔" [2]

ایک حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ ہم خوابی اور انھیں مال دینے میں انصاف سے کام نہ لے تو اسے اس حال میں دوزخ میں داخل کیا جائے گا کہ اس کے گلے میں طوق ہوگا اور جس کے بوجھ سے وہ سیدھا کھڑا نہ ہوسکے گا۔" [3]

ایک دوسری روایت میں آیا ہے:

"حضرت علی علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں جب

---

[1] نکاح المستدرک باب ۳۷ خ ۱

[2] نکاح المستدرک ابواب المقدمات باب ۱ خ ۲۰

[3] وسائل ابواب القسم باب ۴

ان میں سے کسی کی باری ہوتی تو آپؐ دوسری بیوی کے گھر میں وضو بھی نہ فرماتے۔"[1]

---

# فصل ——— ۳

## خوراک، لباس اور دوسرے لوازم

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر کوئی بازار جائے اور اپنے اہل وعیال کے لیے تحفہ خریدے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو صدقہ خود ضرورتمندوں کے گھر پہنچائے۔ اسے چاہیئے پہلے لڑکیوں کو دے کیونکہ جو شخص بھی اپنی لڑکی کو خوش کرے گا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے نسلِ اسماعیل کے کسی غلام کو آزاد کیا ہو اور جو شخص اپنے بیٹے کو خوش کرے گویا وہ خدا کے خوف سے روئے اور جو شخص خدا کے خوف سے روتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نعمتوں سے بھری ہوئی بہشت میں داخل کرتا ہے۔"[2]

---

[1] وسائل ابواب القسم باب ۵ ح ۲

[2] وسائل ابواب النفقات باب ۳ ح ۱

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:
"خاندان، مرد کی زیرِ سرپرستی ہوتا ہے جس کسی کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے اسے ان نعمتوں کو اپنے خاندان پر تقسیم کرنا چاہیے۔ ورنہ ممکن ہے یہ نعمتیں اس کے ہاتھ سے چلی جائیں۔"[۱]

اکثر روایات میں تاکید کی گئی ہے کہ مرد کے لیے لازم ہے کہ وہ گھر کے اخراجات کے لیے کمانے اور کام کرنے کی تکلیف برداشت کرے۔

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"جو شخص اپنے اہل وعیال کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے وہ اس سپاہی کی طرح ہے جو راہِ خدا میں جان اپنی ہتھیلی پر رکھ کر جد وجہد کرے۔"[۲]

ایک شخص نے آنجناب کی خدمت میں عرض کی:
"ہم دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اور مال حاصل کرنے میں بڑی دل چسپی رکھتے ہیں۔" آپؑ نے دریافت کیا: "تم یہ سب کس لیے کرتے ہو؟" اس شخص نے جواب دیا: "تاکہ مال کو اپنے خرچ میں لائیں اور اپنے خاندان کی ضروریات پوری کریں، صلۂ رحمی کریں، صدقہ دیں اور خانۂ خدا کی

---

[۱] وسائل ابواب النفقات باب ۲۰ ب ۷

[۲] وسائل ابواب النفقات باب ۲۳ خ ۱

زیارت کے لیے سفر کریں ؟" آپؑ نے فرمایا : " یہ دنیا طلبی نہیں یہ آخرت طلبی ہے ۔ " [۱]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا :
" جو شخص اپنے خاندان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اللہ کا فضل تلاش کرتا ہے ۔ اس کا اجر راہِ حق کے مجاہد سے بھی زیادہ ہے ۔ " [۲]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ مرد سیر ہو کر کھائے اور عورت بھوکی رہے ۔ " [۳]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :
" آدمی کو اپنے خاندان کے بارے میں خود پر تین چیزیں لازم کر لینی چاہئیں خواہ یہ اس کی خواہش کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں ۔ اہل و عیال کے ساتھ حسنِ سلوک ، ان کے کھانے پینے میں کشادگی بغیر کسی اسراف کے ، اور ناموس کے بارے میں غیرت ۔ " [۴]

نیز آپؑ نے فرمایا :

---

[۱] وسائل ابواب النفقات ب ۷ ح ۳
[۲] وسائل ابواب النفقات باب ۲۳ ح ۲
[۳] نکاح المستدرک باب ۶۷ ح ۱
[۴] بحار الانوار ۔ جلد ۷۸ ص ۲۳۶

"جو شخص اپنے خاندان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔"[۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"ایک مومن کو اپنے خاندان کے ساتھ ایسا سلوک کرنا
چاہیئے جیسا سلوک اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کرتا ہے۔ جب
اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ کشادہ کرے اسے اپنے خاندان کے
لیے کشادگی پیدا کرنی چاہیئے اور جب اس کا ہاتھ تنگ
کرے تو اسے بھی اپنا ہاتھ روک کر خرچ کرنا چاہیئے۔"[۲]

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:
"آدمی جس قدر اپنے خاندان کے ہاتھ کشادہ کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اس سے اسی قدر خوش ہوتا ہے۔"[۳]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"خاندان کی خدمت نہیں کرتا ہے مگر صدیق (راستباز)
یا شہید یا پھر وہ شخص جس کے لیے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت
کی بھلائی چاہتا ہو۔"[۴]

---

۱ بحارالانوار جلد ۱۰۳ ص ۲۲۵ ب

۲ بحارالانوار جلد ۷۷ ص ۱۷۵ ف

۳ بحارالانوار جلد ۱۰۴ ص ۶۹/ و ص ۹۴ مکا

۴ بحارالانوار جلد ۱۰۴ ص ۱۳۲ جع

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جو مسلمان خدا کی خاطر اپنے خاندان کے لیے کچھ خریدتا ہے اسے صدقے کا ثواب ملتا ہے۔" [۱]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:
"جمعہ کے روز اپنے خاندان کے لیے تازہ میوے خریدا کرو تاکہ جمعہ کی آمد سے انھیں خوشی ہو۔" [۲]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:
"اپنے بچّوں سے جو بھی وعدہ کرو اسے پورا کرو کیونکہ وہ تمھیں اپنا روزی رساں سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بارے میں اتنا غضبناک نہیں ہوتا جتنا وہ عورتوں اور بچّوں کے بارے میں غضب ناک ہوتا ہے۔" [۳]

---

## فصل ــــ ۴

### عزت کرنا، تکلیف نہ دینا اور کام تقسیم کرنا

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"تم اپنی بیویوں کو کس طرح مارتے ہو حالانکہ تم ہمیشہ

---

۱۔ بحار الانوار جلد ۱۰۴ ص ۷۰ ما
۲، ۳۔ بحار الانوار جلد ۱۰۴ ص ۷۳ عدۃ الداعی

ان کے شریکِ حیات اور وہ تمھاری شریکِ حیات ہیں۔" [۱]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

"یہ عورتیں زندگی کو خوشیوں سے بھر دینے والی ہیں
جو شخص بھی شادی کرے اسے اپنی رفیقۂ حیات کو ضائع اور
تباہ نہیں کرنا چاہیے۔" [۲]

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"عورت، ریحان (نازبو) کا دستہ ہے نہ کہ اکھاڑے
کی پہلوان۔" [۳]

## توضیح:

اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو مدنظر رکھیں اور پھر گھر کے داخلی کاموں اور معاشرہ کے خارجی کاموں کو دونوں کے مزاج اور صلاحیت کے مطابق ان کے درمیان عادلانہ طور پر تقسیم کریں۔ اس صورت میں لازماً کُشتی جیسے سخت کام مرد کے حصے میں آئیں گے اور اولاد کی تربیت اور بیماروں کی تیمار داری جیسے نرم و نازک کام عورت کے سپرد کیے جائیں گے۔ نیز یہ کہ اس معاملے میں عمومیت کا لحاظ کیا جائے گا ناقابلِ استثنا کلیت کا نہیں۔ اسلام کی رو سے تقسیم کار کی وہ تمام جزئیات جن کا تعلق مرد، عورت اور گھر اور معاشرہ سے ہے فقہی کتابوں اور رسائلِ عملیہ میں بیان کی گئی ہیں، مناسب ہے کہ نکاح سے

---

[۱]، [۲] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۶ خ ۱

[۳] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۷ خ ۱

متعلق مسائل کا مطالعہ کیا جائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اکثر اہلِ بہشت کا تعلق عورتوں کے کمزور طبقے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کمزوری اور ناتوانی کا علم تھا اس لیے ان پر اللہ نے رحم کیا۔" [1]

ایک دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:

"جو شخص اپنی بیوی کو آزار پہنچاتا ہے اس کی نماز اور اس کا نیکی کا کوئی کام درگاہِ خداوندی میں قبول نہیں ہوگا۔ اور پہلا شخص ہوگا جو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔" [2]

یعنی انسانی تاریخ کے طویل دور میں چونکہ عورتیں مردوں کی بہ نسبت زیادہ بے بسی کا اور ظالموں اور زبان دراز لوگوں کے ستم کا نشانہ بنتی ہیں اور حقوق سے محروم کی جاتی ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کمزور لوگوں پر دنیا اور آخرت میں رحم کرتا ہے اس لیے لازماً آخرت میں جنت کے اندر عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔

عبادت کا قبول نہ ہونا اور اس کا باطل ہونا دو مختلف چیزیں ہیں۔ نماز کا باطل قرار پانا یہ ہے کہ نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب ساقط ہو جائے جیسے وضو، قبلہ یا رکوع اور سجود ٹھیک طرح سے ادا نہ ہوں، اس صورت میں نماز کو دہرانا ہوگا۔ لیکن نماز کا غیر مقبول ہونا یہ ہے کہ اس کی حقیقت و نورانیت میں

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۶ خبر ۴

[2] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۲ خبر ۱

متعلق مسائل کا مطالعہ کیا جائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اکثر اہل بہشت کا تعلق عورتوں کے کمزور طبقے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کمزوری اور ناتوانی کا علم تھا اس لیے ان پر اللہ نے رحم کیا۔" [۱]

ایک دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:

"جو شخص اپنی بیوی کو آزار پہنچاتا ہے اس کی نماز اور اس کا نیکی کا کوئی کام درگاہِ خداوندی میں قبول نہیں ہوگا۔ اور پہلا شخص ہوگا جو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔" [۲]

یعنی انسانی تاریخ کے طویل دور میں چونکہ عورتیں مردوں کی بہ نسبت زیادہ بے بسی کا اور ظالموں اور زبان دراز لوگوں کے ستم کا نشانہ بنتی ہیں اور حقوق سے محروم کی جاتی ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کمزور لوگوں پر دنیا اور آخرت میں رحم کرتا ہے اس لیے لازماً آخرت میں جنت کے اندر عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔

عبادت کا قبول نہ ہونا اور اس کا باطل ہونا دو مختلف چیزیں ہیں۔ نماز کا باطل قرار پانا یہ ہے کہ نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب ساقط ہو جائے جیسے وضو، قبلہ یا رکوع اور سجود ٹھیک طرح سے ادا نہ ہوں، اس صورت میں نماز کو دہرانا ہوگا۔ لیکن نماز کا غیر مقبول ہونا یہ ہے کہ اس کی حقیقت و نورانیت میں

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۶ خبر ۴

[۲] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۲ خبر ۱

متعلق مسائل کا مطالعہ کیا جائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اکثر اہلِ بہشت کا تعلق عورتوں کے کمزور طبقے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کمزوری اور ناتوانی کا علم تھا اس لیے ان پر اللہ نے رحم کیا۔" [۱]

ایک دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:

"جو شخص اپنی بیوی کو آزار پہنچاتا ہے اس کی نماز اور اس کا نیکی کا کوئی کام درگاہِ خداوندی میں قبول نہیں ہوگا۔ اور پہلا شخص ہوگا جو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔" [۲]

یعنی انسانی تاریخ کے طویل دور میں چونکہ عورتیں مردوں کی بہ نسبت زیادہ بے بسی کا اور ظالموں اور زبان دراز لوگوں کے ستم کا نشانہ بنتی ہیں اور حقوق سے محروم کی جاتی ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کمزور لوگوں پر دنیا اور آخرت میں رحم کرتا ہے اس لیے لازماً آخرت میں جنت کے اندر عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔

عبادت کا قبول نہ ہونا اور اس کا باطل ہونا دو مختلف چیزیں ہیں۔ نماز کا باطل قرار پانا یہ ہے کہ نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب ساقط ہو جائے جیسے وضو، قبلہ یا رکوع اور سجود ٹھیک طرح سے ادا نہ ہوں، اس صورت میں نماز کو دہرانا ہوگا۔ لیکن نماز کا غیر مقبول ہونا یہ ہے کہ اس کی حقیقت و نورانیت میں

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۶ خبر ۴

[۲] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۲ خبر ۱

کمی آجائے۔ اور وہ اپنی خصوصیات اور نشانیاں کھو دے۔ ایسی نماز خدا سے قریب کرنے والی، گناہوں سے روکنے والی اور دل کو روشن کرنے والی نہیں ہوتی۔ لیکن ایسی نماز کی قضا بھی نہیں ہوتی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص شادی کرے تو اسے اپنی بیوی کا احترام بھی کرنا چاہیئے۔" [۱]

"مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو بے جا زد و کوب کرے جبکہ وہ خود ایسی زد و کوب کا زیادہ سزاوار ہے۔ عورت کو لکڑی سے مت مارو کیونکہ اس کا قصاص ہے۔" [۲]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو مارنے سے منع کیا ہے بجز واجب کاموں کے بارے میں جیسے نماز اور روزہ وغیرہ۔ [۳]

توضیح:

بعض لکھنے والوں اور زبانِ تنقید کھولنے والوں نے جو اعتراضات کیے ہیں ان میں سے ایک اعتراض کا تعلق، اسلام میں عورتوں کو مارنے کی اجازت دینے سے ہے۔ وہ قرآن کی اس آیت کے حوالے سے بات کرتے ہیں جس میں (واضربو ھن) عورتوں کو مارو کہا گیا ہے اور کبھی قرآن کی اس آیت کو اس کے سیاق وسباق سے الگ کر کے اور اس کے مجموعی مفہوم پر توجہ دیے بغیر تنقیدی حملوں کا نشانہ بنایا

---

۱، ۲، ۳ نکاح المستدرک۔ ب ۶۵۔ ح ۲۔ ۳۔ ۵

جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت پر ظلم و ستم کی اجازت دی ہے اور اسلام نے عورتوں کو لونڈی غلام بنا کر رکھنے اور اسے کمزور و بے بس کرنے کی سابق رسم کو جائز رکھا ہے۔

مناسب یہ ہوگا کہ پہلے مندرجہ ذیل مطالب پر توجہ دی جائے اور بعد میں آیت کے مجموعی مفہوم پر غور کیا جائے۔ تاکہ مندرجہ بالا اشکال رفع ہو سکے۔

## مطلب : ۱

اب تک حاصل ہونے والے تجربے اور جو کچھ دانشوروں، ماہرینِ عمرانیات اور ماہرینِ نفسیات نے لکھا ہے اس کے مطابق عورت و مرد کے درمیان ذہنی صلاحیت اور فکری استعداد کے اعتبار سے فرق و اختلاف پایا جاتا ہے۔

کامل غور و فکر اور تحقیق کے مطابق جو عورت و مرد کی دماغی صلاحیتوں کے بارے میں کی گئی ہے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مرد، فکری و ذہنی طاقت و استعداد کے اعتبار سے، عورت پر ایک طرح کی برتری رکھتا ہے بلکہ مرد کا مغز حجم میں عورت کے مغز سے بڑا ہوتا ہے یہ بات بر بنائے اکثریت کہی گئی ہے نہ کہ کلیت و عمومیت کی بنیاد پر۔

## ثبوتِ مطلب :

اس کا ثبوت وہ اعداد و شمار ہیں جو بعض متمدن ممالک جیسے امریکہ وغیرہ سے حاصل کیے گئے ہیں۔

ان اعداد و شمار کے مطابق بعض متمدن ممالک میں عالی رتبہ

جچوں، یونیورسٹی کے پروفیسروں، فوجی اور انتظامی شعبوں کے سربراہوں جیسے اعلیٰ عہدوں پر فائز عورتوں کی تعداد محض دس فیصد ہے یا پھر بیس فیصد سے کہیں بھی زیادہ نہیں ہے۔ اور یہاں ہم نے بڑے جدید ترین ممالک کے اعداد و شمار کا حوالہ اس لیے دیا ہے کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ چھوٹے پسماندہ ممالک میں تو عورتوں کی صلاحیتوں کو برباد کیا گیا ہے اور ان کی ذہنی ترقی کے لیے سہولتیں فراہم نہیں کی گئیں۔ جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں گھر کی تربیت اور اسکول سے لے کر یونیورسٹی کی تعلیم تک، دوش بدوش مصروف رہتے ہیں۔ اس کے باوجود متذکرہ بالا فرق سامنے آیا ہے اور یہ اعداد و شمار ہماری اس بات کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہیں۔

## مطلب : ۲

جب عورت اور مرد کی طبیعی صلاحیتوں اور نفسیاتی خصوصیات کا دقتِ نظر کے ساتھ مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان دونوں طبقوں کی ذاتی صفات میں بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً شجاعت کی صفت مردوں میں عورتوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے جبکہ عورتوں میں رحم اور نرمی کی صفت مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہی حال بعض دوسری صفات کا ہے۔

## مطلب : ۳

یہی حال عورت اور مرد کی بدنی اور جسمانی صلاحیتوں کا ہے

جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت پر ظلم و ستم کی اجازت دی ہے اور اسلام نے عورتوں کو لونڈی غلام بنا کر رکھنے اور اسے کمزور و بے بس کرنے کی سابق رسم کو جائز رکھا ہے۔

مناسب یہ ہوگا کہ پہلے مندرجہ ذیل مطالب پر توجہ دی جائے اور بعد میں آیت کے مجموعی مفہوم پر غور کیا جائے۔ تاکہ مندرجہ بالا اشکال رفع ہو سکے۔

## مطلب : ۱

اب تک حاصل ہونے والے تجربے اور جو کچھ دانشوروں، ماہرین عمرانیات اور ماہرین نفسیات نے لکھا ہے اس کے مطابق عورت و مرد کے درمیان ذہنی صلاحیت اور فکری استعداد کے اعتبار سے فرق و اختلاف پایا جاتا ہے۔

کامل غور و فکر اور تحقیق کے مطابق جو عورت و مرد کی دماغی صلاحیتوں کے بارے میں کی گئی ہے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مرد، فکری و ذہنی طاقت و استعداد کے اعتبار سے، عورت پر ایک طرح کی برتری رکھتا ہے بلکہ مرد کا مغز حجم میں عورت کے مغز سے بڑا ہوتا ہے یہ بات بر بنائے اکثریت کہی گئی ہے نہ کہ کلیت و عمومیت کی بنیاد پر۔

## ثبوتِ مطلب :

اس کا ثبوت وہ اعداد و شمار ہیں جو بعض متمدن ممالک جیسے امریکہ وغیرہ سے حاصل کیے گئے ہیں۔

ان اعداد و شمار کے مطابق بعض متمدن ممالک میں عالی رتبہ

ججوں، یونیورسٹی کے پروفیسروں، فوجی اور انتظامی شعبوں کے سربراہوں جیسے اعلیٰ عہدوں پر فائز عورتوں کی تعداد محض دس فیصد ہے یا پھر بیس فیصد سے کہیں بھی زیادہ نہیں ہے۔ اور یہاں ہم نے بڑے جدید ترین ممالک کے اعداد و شمار کا حوالہ اس لیے دیا ہے کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ چھوٹے پسماندہ ممالک میں تو عورتوں کی صلاحیتوں کو برباد کیا گیا ہے اور ان کی ذہنی ترقی کے لیے سہولتیں فراہم نہیں کی گئیں۔ جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں گھر کی تربیت اور اسکول سے لے کر یونیورسٹی کی تعلیم تک دوش بدوش مصروف رہتے ہیں۔ اس کے باوجود متذکرہ بالا فرق سامنے آیا ہے اور یہ اعداد و شمار ہماری اس بات کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہیں۔

## مطلب : ۲

جب عورت اور مرد کی طبیعی صلاحیتوں اور نفسیاتی خصوصیات کا دقتِ نظر کے ساتھ مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان دونوں طبقوں کی ذاتی صفات میں بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً شجاعت کی صفت مردوں میں عورتوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے جبکہ عورتوں میں رحم اور نرمی کی صفت مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہی حال بعض دوسری صفات کا ہے۔

## مطلب : ۳

یہی حال عورت اور مرد کی بدنی اور جسمانی صلاحیتوں کا ہے

یعنی تجربہ اور مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ مرد کی جسمانی طاقت اور بدنی صلاحیت بالعموم عورت کی جسمانی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے۔

## مطلب : ۴

یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ خاندان کو معاشرہ کی بنیادی اور اولین اکائی کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ خاندان کی بہت سی اکائیوں سے مل کر ہی ایک بڑے اجتماع کا ظہور ہوتا ہے جیسے شہر یا ملک۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ہر بڑا اجتماع یا معاشرہ ایک تشکیل و تنظیم کا محتاج ہوتا ہے اور ہر تنظیم کے لیے ایک سربراہ اور منتظم کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ بڑی گڑبڑ اور بدنظمی پیدا ہوگی۔ یہ ایک ایسا اصول اور قاعدہ ہے جس کی پابندی چھوٹی سے چھوٹی تنظیم کے بارے میں بھی ہونی چاہیے۔

جو کچھ اوپر لکھا ہے اس کے نتیجے اور حاصل کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ اگر دو میاں بیوی اور ایک لڑکے اور ایک لڑکی پر مشتمل خاندان کو ایک چھوٹی ریاست کے طور پر تسلیم کیا جائے اور اس ریاست کے لیے ایک ایسے سربراہ کا انتخاب عمل میں آئے جو اس ریاست کی فکری رہنمائی کر سکے، روحانی تربیت کا فرض انجام دے سکے، اس کے سیاسی اور اقتصادی مسائل اور دوسرے تمام متعلقہ شعبوں کے مسائل کو بخوبی حل کر سکے تو آپ بتائیے اس ریاست کے چار افراد میں سے کسے سب سے زیادہ موزوں سمجھ کر منتخب کیا جا سکے گا؟۔

یہ بات ظاہر ہے کہ بچے تو اس کے لیے موزوں نہیں ہو سکتے اور مرد

اور عورت ہیں سے عورت بھی اس کے لیے موزوں نہیں ہوسکتی۔ مرد ہی کی ذات ایسی ہے جو ان شرائط کو پورا کر سکتی ہے اور اسی کو اس خاندان کی ریاست کا سربراہ منتخب ہونا چاہیئے۔

اگر مرد کو خاندان کی ریاست کا سربراہ منتخب کر لیا گیا تو ریاست کی سربراہی کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی رعایا سے نرمی کے ساتھ پیش آئے اور ان کی شخصی و اجتماعی فلاح و بہبود کا کام انجام دیتے ہوئے ان کی رہنمائی کرے اور اگر رعایا میں کوئی جہالت و نادانی اور حرص و ہوس کا رویہ اختیار کرے تو ایک مہربان معلم کی طرح انھیں نصیحت کے ذریعہ راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی وہ نہ مانیں تو زبانی اور عملی طور پر ان کی سرزنش کرے اور اس کا بھی کوئی اثر نہ ہو تو خاص شرائط کے مطابق جسمانی تعزیر کے ذریعہ ان کی اصلاح کی کوشش کرے۔

اگر ریاست کا یہ مطلب نہیں تو پھر ریاست کے اور کیا معنٰے ہوں گے؟

اور اب آیتِ شریفہ کے اس مراد و مفہوم پر غور فرمائیں جس کا تعلق عورت کی تنبیہ اور اسے مارنے سے ہے۔

"اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ"

(القرآن)

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر قوّام بنایا ہے۔ یعنی مردوں کو عورتوں پر (ذہنی اور جسمانی طور پر) برتری عطا فرمائی ہے۔ عورتوں کی زندگی کی باگ ڈور مردوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے مرد ہی عورتوں کا سرپرست اور قوّام ہوگا۔

حاصل یہ کہ صالح خواتین وہ عورتیں ہیں جو اللہ اور اس کی شریعت کے آگے سر جھکا دیتی ہیں اور جب شوہر موجود نہ ہو اس کے حقوق کی محافظ اور نگہبان بنتی ہیں اور یہ سوچتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود عورت کے حقوق بھی مقرر کیے ہیں جن کے ادا کرنے کا مرد پابند ہے۔

اگر تمھیں عورتوں کے بارے میں یہ خوف ہو کہ وہ ان احکامِ الٰہی سے روگردانی اختیار کریں گی جن کا تعلق ان کے فرائض اور خانہ داری سے ہے تو انھیں احکامِ الٰہی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے پہلے نصیحت اور افہام و تفہیم سے کام لو اور پھر خواب گاہ میں ان سے الگ ہو کر انھیں تنبیہ کرو اور اس پر بھی وہ راہ راست پر نہ آئیں تو انھیں مار سکتے ہو (تاکہ وہ اپنے فرائض انجام دینے کے لیے تیار ہو جائیں)

اس تشریح کے بعد آیتِ شریفہ کی مراد اور مفہوم یہ سامنے آتا ہے کہ عورت کا ان فرائض اور حقوق کے ادا کرنے سے روگردانی کرنا جو اسلام نے اس پر عائد کیے ہیں، نہی عن المنکر سے متعلق احکامات کے ذیل میں آتا ہے جس کا خاص طور پر اس معاملہ میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ بات کسی منطق کی رو سے بھی عقل و شرع کے خلاف نہیں ہے۔

"جبرئیل نے عورتوں کے بارے میں اس قدر سفارش کی کہ میں نے خیال کیا کہ وہ طلاق دینے کو حرام قرار دے دیں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا کرو۔" [1]

---

[1] نکاح المستدرک باب ۶۵ خبر ۶

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :

" عورتیں تمھارے ہاتھوں میں ایک امانت کے طور پر ہیں ان پر سختی نہ کرو اور بغیر کسی معقول و جائز وجہ کے انھیں نہ چھوڑو ۔ " [۱]

خولہ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا :

" عورت کا مرد پر کیا حق ہے ؟ "

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" میرے بھائی جبرئیل نے عورتوں کے بارے میں اس قدر سفارش کی کہ میں نے یہ خیال کیا کہ مرد کو (معمولی توہین آمیز کلمہ) اُف تک کہنے کا حق حاصل نہیں ہے ۔ جبرئیل نے کہا : محمدؐ ! عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ، وہ زندگی کی مشکلات اور تکلیفیں برداشت کرتی ہیں ، خدا کے حکم ، نصِ قرآن اور سنّت اور شریعتِ محمدیؐ کی ہدایت کے تحت وہ تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں ۔ تم ان سے جو نفع حاصل کرتے ہو اور وہ تمھارے بچوں کو اپنے شکم میں رکھ کر پرورش کرتی ہیں اور ان کی ولادت کے وقت سخت درد و تکلیف میں مبتلا ہوتی ہیں ۔ اس سب کے عوض کچھ واجبی حقوق ان عورتوں کے تم پر عائد ہوتے ہیں ۔ تم ان پر مہربان رہو ، ان کا دل خوش رکھو تاکہ وہ تمھارے ساتھ اتفاق سے رہیں ، ان سے کراہت اور ملال کا اظہار نہ کیا کرو ، جو کچھ (مہر کی صورت

---

۱ نکاح المستدرک باب ۶۵ خبر ۷

ہیں) انھیں دے چکے ہو، اس کے بارے میں لالچ نہ کرو اور کوئی چیز ان سے بالجبر واپس نہ لو۔" [۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اچھی طرح جان لو جو شخص اپنی بیوی کو جبر و دباؤ کے نیچے رکھے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ دونوں اس سے اس وقت تک ناراض ہیں جب تک وہ مہر ادا کر کے آزاد نہ ہو جائے۔" [۲]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری رفیقۂ حیات تیرے واسطے سے بدبخت ترین لوگوں میں شمار ہو۔" [۳]

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند عزیز حسن علیہ السلام سے فرمایا:

"کوئی بھی کام جو عورت کے جسم و جان سے مناسبت نہیں رکھتا، اس پر مت ڈالو تاکہ اس کی تازگی بیشتر، اس کی لطافت زیادہ اور اس کا حسن پائیدار تر رہے۔"

"عورت ناز بو کے دستہ کی طرح ہے نہ کہ اکھاڑے کے پہلوان کی طرح۔"

---

۱۔ نکاح المستدرک باب ۶۷ خبر ۲

۲۔ بحار الانوار جلد ۷۶ صفحہ ۳۳۶ تو

۳۔ بحار الانوار جلد ۷۷ صفحہ ۲۲۹ ق

# فصل ــــــ ۵

## عورت کی بداخلاقی پر تحمّل کرے

مرد کو عورت کی بعض ناپسندیدہ عادتوں کے باوجود اس کے ساتھ نباہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے پسند نہ آنے والے کاموں سے چشم پوشی کرے، اس کی لغزشوں سے درگزر کیا کرے۔ یہ طرزِ عمل میاں بیوی کے تعلقات کو قائم رکھنے، انھیں دوام بخشنے اور دونوں کے درمیان الفت بڑھانے میں بہت موثر ثابت ہوتا ہے۔

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص عورت کی ناپسندیدہ عادت کو اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کرتا ہے، اسے ہر بار اپنے صبر کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور اس طرح عورت کے گناہ میں اضافہ ہوتا ہے۔" [1]

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عورت کے بُرے اخلاق کو برداشت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے شکر گزاروں

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۲ - خ ۱

کا ثواب عنایت فرماتا ہے۔" [1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کیا:
"شوہر پر عورت کا وہ کون سا حق ہے کہ اگر وہ اسے ادا کرے تو گویا اس نے اچھا سلوک کیا؟" آپؑ نے فرمایا:
"اس کے کھانے پینے کے خرچ اور لباس کا انتظام کرے، اس کی خطاؤں سے درگزر کرے۔ میرے والد کی ایک بیوی تھی وہ مسلسل انھیں اذیت پہنچاتی رہتی، آنجنابؑ اسے معاف فرماتے رہتے۔" [2]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"بہشت میں ایک درجہ ہے، اس درجہ تک کوئی نہیں پہنچے گا مگر عادل حکمران یا اپنے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا یا صبر کرنے والا عیالدار شخص۔" [3]

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۹۰ ح ۵

[2] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۸ ح ۱

[3] بحار الانوار ج ۱۰۴ ص ۷۰۔ ل

# فصل ــــــ ۶

## بیوی کے بارے میں بیجا غیرت کا اظہار نہ کرے

ایک روایت میں آیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نام اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا:

"ایسا نہ ہو کہ تم غیرت کا بیجا اظہار کرو اور بے گناہ عورت کو جابرانہ طور پر ملامت و سرزنش کا نشانہ بناؤ، کیونکہ یہ چیز خود پاک دل خواتین کو فساد کی راہ پر ڈال دیتی ہے لیکن ان پر اپنی گرفت مضبوط رکھو اور اگر ان کے اندر کوئی چھوٹی یا بڑی برائی دیکھو جس قدر جلد ہو سکے اسے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کرو۔ کہیں وہ ایک سنگین صورت اختیار نہ کرے تاکہ گناہ کا خیال ان کے دماغ سے نکل جائے۔"[1]

(اس روایت کا متن وسائل اور وافی دونوں کتابوں میں واضح اور صاف نقل نہیں ہوا ہے اس لیے روایت کا ترجمہ اس کے صحیح مفہوم و مراد کا اندازہ لگا کر کیا گیا ہے۔)

"اگر اپنی بیویوں کی طرف سے تمھارے دل میں کوئی بدگمانی پیدا ہو جائے تو اسے جس قدر ممکن ہو سکے دور

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۳۴ - ۱۰۳ خ ۱

کرنے کی کوشش کرو۔ غلطی چھوٹی ہو یا بڑی، بار بار سرزنش نہ کرو کیونکہ یہ چیز گناہ کی طرف لے جاتی ہے اور تنبیہ کی قدر و قیمت کو گھٹا دیتی ہے۔" [1]

---

# فصل ــــــ ۷

## خود کو اپنی بیویوں کے لیے آراستہ کرو
## عورت کے سامنے گندے میلے اور نفرت انگیز بن کر نہ رہو

حسن بن جہم فرماتے ہیں:

"میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خضاب لگائے ہوئے دیکھا میں نے کہا: "میں آپ کے قربان جاؤں آپؑ نے خضاب لگایا ہے؟" آپؑ نے فرمایا: ہاں بے شک مرد کا خود کو درست اور آراستہ رکھنا عورت کی عفّت میں اضافے کا سبب ہے (کہ وہ دوسروں کی طرف نگاہیں نہ اٹھائے) بہت سی عورتیں اس لیے آلودہ ہو گئیں کہ ان کے شوہروں نے اپنے حلیے کو درست اور آراستہ نہیں رکھا۔ کیا

---

[1] نکاح المستدرک باب ۸۱ ح ۷

تمھیں یہ بات پسند ہے کہ تمھاری بیوی آشفتہ حال اور پریشان بال نظر آئے؟" میں نے عرض کی: "جی نہیں"۔ آپؑ نے فرمایا: پاکیزگی، خوشبو لگانا اور بالوں کو ترشوانا پیغمبروں کے اخلاق میں سے ہے۔" [۱]

بہت سی دوسری روایات میں مسلمانوں کو پاکیزگی اور صفائی کی ترغیب دی گئی ہے اور کئی احادیث میں خاص طور پر پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے اور مسواک، حمام، سر دھونے، تیل لگانے، کنگھی کرنے، مونچھوں کو کم کرنے، ناخن تراشنے، عطر لگانے اچھا لباس پہننے، تمام زینتوں کو اختیار کرنے اور جائز آراستگی کی ہدایت کی گئی اور اس حد تک کی گئی کہ " النظافة من الایمان " "یعنی مومن کی علامت پاکیزگی ہے" کا فقرہ زبان زد عام ہو گیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بزرگ اجداد سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

"بنی اسرائیل کی عورتوں نے عفت و تقویٰ کی راہ ترک کر دی اور اس کا سبب بجز اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ ان کے شوہر انھیں خوش رکھنے کے لیے خود کو درست اور آراستہ نہیں رکھتے تھے۔ عورتیں بھی مردوں سے اسی چیز کی توقع کرتی ہیں جن کی توقع مرد، عورتوں سے رکھتے ہیں۔" [۲]

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۴۱

[۲] بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۰۲ مکا

# فصل ـــــــ ۸

## خوش کلام بنو، بات چیت میں لطافتِ سخن اور نرمیٔ گفتار سے کام لو

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

"عورتوں کے ساتھ ہر حال میں ہم آہنگی اور صلح و صفائی کا رویہ اختیار کرو، ان کے ساتھ اچھی اور نرم بات کرو تاکہ وہ بھی تمھارے ساتھ اچھا رویہ اختیار کریں۔"

"نفسیاتی نقطۂ نظر سے بھی زبان کی نرمی میاں بیوی کے روابط میں استحکام اور باہمی مہر و محبت کو دوام بخشنے میں بہت مؤثر ثابت ہوتی ہے۔" [۱]

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"مرد کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، کبھی اس کے دل سے نہیں نکلے گا۔"

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حسن و خوبصورتی زبان میں پوشیدہ ہے۔"

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح ب ۹۴ خ ۷

اس کے علاوہ قرآنی آیات اور بہت سی روایات میں خوش کلامی کے بارے میں لوگوں کو بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے:

"وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔"

"اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔" [۱]

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

"خوش کلامی مال میں اضافے اور رزق میں کثرت کا سبب بنتی ہے، خاندان میں مقبولیت اور جنّت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔"

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ گالی دینے والوں، عیب جُو اور بدزبان لوگوں اور لپٹ کر مانگنے والے گدا کو دشمن رکھتا ہے۔ اور بردبار، باعفّت اور پاکدامن لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اسے بُری اور گندی باتوں سے بچاؤ۔"

---

[۱] سورۂ بقرہ ۲ آیت نمبر ۸۳

# فصل ــــ ۹

## اپنی بیوی کو معروف کا حکم دو' اُسے منکر سے روکو

اگرچہ ان دونوں فرائض کا تعلق اسلام کے کلی احکام سے ہے اور جس شخص پر بھی اس فریضے کی ادائیگی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے ان دو تاکیدی واجبات اور اللہ کی طرف سے عائد ہونے والے فریضے کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہیے حتیٰ کہ اگر عورت کے بھی امکانِ قدرت میں ہو تو اسے مرد کو معروف کا حکم دینا چاہیے اور اسے منکر سے روکنا چاہیے۔

لیکن شوہر کے بارے میں اس فریضے کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا:

"وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ"

"اپنے خویش و اقربا کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراؤ۔"

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "خود کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے"۔ تو پھر ہم اپنی عورتوں کو دوزخ کی آگ سے کس طرح بچائیں؟" آپؑ نے فرمایا: "انھیں نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو۔" اس شخص نے کہا: "ہم

انھیں امر و نہی کرتے ہیں لیکن وہ قبول نہیں کرتیں۔" آپؐ نے فرمایا: اگر تم نے امر و نہی کی ہے تو اپنی ذمہ داری پوری کر لی۔"[1]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"عورتوں کو نیک راستے پر چلانے کے لیے (ضرورت ہو تو) زد و کوب کرو۔"[2]

---

## فصل ــــ ۱۰

### بیوی کے ہر حکم کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرو، عورتوں کے غلام اور ان کی خواہش کے بندے نہ بنو، سائے کی طرح ان کے پیچھے نہ لگے رہو

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص بس اپنی بیوی کے زیرِ حکم رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔"[3]

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۹۲ خ ۴
[2] نکاح المستدرک باب ۶۷ خبر ۴
[3] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۹۵ خ ۱

## توضیح:

اس حدیث اور دوسری احادیث میں عورت کی فرمانبرداری کی مذمت کی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے تو عورت کو ہوس پرست اور نفسانی خواہشات کا غلام اور اسلامی ضوابط سے خود کو خارج رکھنے والی نہیں ہونا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ مرد کو بھی بغیر کسی قید و شرط کے عورت کی خواہشات کے ہاتھ میں اپنی لگام نہیں دے دینی چاہیے۔

کیونکہ اس صورت میں فساد اور تباہی پھیلے گی اور خاندان کے تمام افراد اور ان کی نسل میں بے حیائی اور منکرات پھیل جائیں گے۔ بعد میں ذکر کی جانے والی احادیث اس بات کی تائید کرتی ہیں۔

نیز آپؐ نے فرمایا:

"عورت کی اطاعت پشیمانی کا ذریعہ ہے۔"[۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"عورتوں کے ارادے کے غلام نہ بنو کیونکہ وہ تمھیں اپنے ناپسندیدہ کاموں کی طرف لے جائیں گی۔"[۲]

دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:

"مومن کا سب سے شدید دشمن اس کی بُری رفیقۂ حیات ہے۔"[۳]

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۹۵ ح ۲

[۲]، [۳] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۹۴ ح ۵-۶

"عورت کی غلامی ایک نادانی کا بوجھ ہے۔" [1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:
"جو شخص بھی اپنی لگام اپنی بیوی کے ہاتھ میں
دے دیتا ہے وہ ملعون ہے۔" [2]

---

# فصل ـــــ ۱۱

## اگر لڑکی تولد ہو تو بیوی کو تنگ نہ کرے اور بد اخلاقی سے پیش نہ آئے

لڑکی تولد ہونے کے جرم میں بیوی کا مواخذہ کرنا عقل و دین کی رو سے سخت ناپسندیدہ بات ہے اور اس کی سخت ممانعت ہے۔ یہ بری رسم جاہلیت کی روایات اور دورِ وحشت کی عادتوں سے تعلق رکھتی ہے (اسلام نے ان تمام جاہلانہ رسموں کو پامال کیا اور ان سب کو باطل قرار دیا ہے) کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ عورت اس معاملے میں بالکل بے قصور ہے اور لڑکی کی ولادت میں اس کے اختیار

---

۱۔ نکاح المستدرک باب ۷۳ خ ۲

۲۔ بحار الانوار جلد ۱۰۳ صفحہ ۲۲۸ ۔ مکا

کو ذرا بھی دخل نہیں۔ دوسرے یہ کہ لڑکی کی ولادت پر ترش روئی اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر معترض ہونا اور تقدیرِ الٰہی پر ناخوشی کا اظہار کرنا اور لڑکی پیدا کرنے والی ہستی کی حکمت و تدبیر کی مخالفت کرنا ہے۔

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ہر وہ شخص جو میری قضا پر راضی نہیں ہے اور میری تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا میرے سوا اگر کوئی اور خدا ہے تو اسے تلاش کرے۔"

نیز فرمایا:

"جو شخص خدا کی طرف سے ملنے والی روزی پر راضی رہتا ہے اس کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں، یعنی وہ خوش و خرّم رہتا ہے۔"

"مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے حق میں سوائے خیر کے کوئی فیصلہ نہیں کرتا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے۔"

"جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کے قضا و قدر کے فیصلوں کے بارے میں الزام دیتا ہے (اور اس کو انسان کا خیرخواہ نہ سمجھے) تو گویا اس نے اپنے پروردگار کے بارے میں انصاف نہیں کیا۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص خود کو قضائے الٰہی کے حوالے کر دیتا ہے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے قضا اس تک پہنچ جاتی ہے اور وہ اجر و ثواب بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اور جو قضائے الٰہی پر ناخوشی ظاہر کرتا ہے، قضائے الٰہی تو اس کے حق میں نافذ ہو جائے گی لیکن اسے کوئی اجر بھی نہیں ملے گا۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"بندۂ مومن کو میری قضا و قدر پر راضی رہنا چاہیئے تاکہ میں اس کا نام صدیقین (اخلاص کے ساتھ سچ بولنے والے) میں درج کروں۔"

"جو بھی مومن خود کو خوشی سے رضائے الٰہی کے سپرد کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہترین تقدیر لکھ دیتا ہے۔"

"قضا و قدر کے ناخوش کرنے والے فیصلوں پر راضی رہنا یقین کے سب سے اونچے درجات میں سے ہے۔"[1]

امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک نے آپؑ کی خدمت میں عرض کی:

"میں نے مدینہ میں شادی کی ہے۔" آپؑ نے فرمایا:

---

[1] بحار الانوار۔ جلد ۱۵۔ باب توکل و تفویض

"یہ شادی کیسی رہی ؟" میں نے کہا : "جو بھی بھلائی میں نے کسی عورت میں دیکھی ہے اسے میں نے اس خاتون کے اندر موجود پایا۔ البتہ اس نے مجھ سے ایک خیانت کی۔" آپؑ نے فرمایا : "وہ کیا ہے ؟" میں نے کہا : "اس کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔" آپؑ نے فرمایا : "اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تو لڑکی سے بیزار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : باپوں اور اپنے فرزندوں کے بارے میں تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمھارے حق میں زیادہ سودمند ہے۔" (یعنی ممکن ہے کہ وہی لڑکی کہ جس سے تم دور بھاگتے ہو اس کا نفع تمھارے حق میں اپنے بیٹے سے زیادہ ہو) [1]

---

[1] وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۵ ح ۱
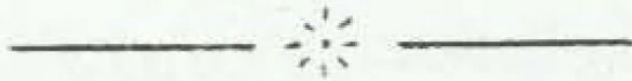
# باب چہارم

## فصل ——— ۱

### عورت کے فرائض شوہر کے بارے میں
### یعنی عورت کے ذمّہ مرد کے حقوق

عورت کے فرائض مرد کے بارے میں بہت سے ہیں ۔ ان میں سے چند یہ ہیں :

اطاعت کرنا اور مرد کی رضامندی حاصل کرنا ، یہ عورت کا ایک عام فریضہ ہے اور بعض مواقع پر اسے ایک واجب کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے ۔ جیسے جنسی تعلقات کے بارے میں اور کہیں جانے اور سفر کرنے میں مرد کی رضامندی حاصل کرنا ۔ اکثر مواقع پر یہ مستحب ہے جیسے کہ آگے بیان کیا جائے گا ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

طلب کرنے کے لیے اس کے پاس آئے، اس کا ہاتھ تھامے اور کہے۔ خدا کی قسم! جب تک تم مجھ سے راضی اور خوش نہ ہو جاؤ گے میری آنکھیں نیند سے دُور رہیں گی۔" [۱]

"ہر شائستہ عورت جو اپنے پروردگار کی عبادت کرتی ہے، واجبات پورے کرتی ہے اور شوہر کی اطاعت کرتی ہے، وہ جنّت میں داخل ہو گی۔" [۲]

"ہر وہ عورت جو نماز ادا کرتی ہے۔ ہوس رانی کے لیے گھر سے باہر نہیں جاتی، اور شوہر کی فرمانبردار بن کر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ اور آئندہ گناہ بخش دے گا۔" [۳]

"خولاؓ! اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مقامِ رسالت پر فائز کیا، عورت کے ذمّے مرد کے حقوق ہیں۔ جب شوہر ازدواجی تعلق کے لیے خواہش ظاہر کرے تو وہ اسے قبول کرے، اس سے جھگڑا اور مخالفت نہ کرے۔" (یعنی اپنے داخلی امور کے انتظام کے لیے باہمی مفاہمت سے کام لیں۔) [۴]

"عورت جب تک شوہر کا حق ادا نہ کرے اس نے

---

[۱]، [۲] نکاح المستدرک باب ۵۹ خ ۳-۴

[۳]، [۴] نکاح المستدرک باب ۶۰ خ ۲

خدا کا حق ادا نہیں کیا۔" [1]

# فصل ——— ۲

## خود کو پاک صاف رکھے، سنگھار کے بغیر میلی کچیلی اور نفرت انگیز بن کر نہ رہے

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"عورت کے لیے یہ بات سزاوار نہیں ہے کہ وہ بغیر زیور کے رہے خواہ گلے میں ایک گلوبند یا ہار ہی کیوں نہ ڈال لے۔ عورت کے لیے یہ بھی مناسب نہیں کہ اس کے ہاتھ بے رنگ اور سادہ رہیں، کچھ نہیں تو ہاتھوں کو مہندی ہی سے سرخ کر لیا کرے، خواہ وہ کتنی ہی بڑی عمر کی کیوں نہ ہو۔" [2]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا:

"عورتیں اپنے بالوں میں جو چٹیلا لگاتی ہیں اس کا

---

[1] نکاح المستدرک باب ۷۰ ح ۵

[2] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۵ ح ۱

لگانا کیسا ہے؟" آپؑ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں، عورت اپنے شوہر کے لیے جو بھی آرائش کرے جائز ہے۔" [۱]

عروہ کہتی ہیں:

"حضرت علی ابن ابی طالب کی بیٹی، حضرت فاطمہ کی خدمت میں، میں نے حاضری دی۔ وہاں ایک بوڑھی عورت موجود تھی، اس نے اپنی گردن میں ایک مالا ڈال رکھی تھی اور اس کے ہاتھوں میں دست بند بھی تھے۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا: "یہ بات مکروہ ہے کہ عورت (بغیر سنگھار) کے مرد کی طرح رہے۔" [۲]

* * *

# فصل ـــــ ۳

## عفت کی حفاظت کرنیوالا ماحول ـ بغیر اجازت باہر نہ جائے

یہ شوہر کے اہم ترین حقوق میں سے ہے اور اس کا شمار عورت کے سب سے زیادہ سودمند فرائض اور اس کی بہترین صفات میں ہوتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۱۰۱ ح ۲

[۲] نکاح المستدرک باب ۶۴

دین کی حفاظت کرتی ہے، اپنی عزت و آبرو کو محفوظ رکھتی ہے اور خاندانی معاشرہ کی بنیاد کو مضبوط بناتی ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"گھر میں جم کر بیٹھی رہو، پچھلے دورِ جاہلیت کی خواتین کی طرح خود آرائی نہ کرو۔" [۱]

ایک عورت نے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا:

"مرد کا حق عورت پر کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا:

"ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کی رضامندی حاصل کیے بغیر جہاں چاہے گھومتی پھرے، اگر وہ ایسا کرے گی تو آسمان و زمین کے فرشتے اور غضب و رحمت کے تمام ملائکہ اس پر اس وقت تک نفرین بھیجیں گے جب تک وہ گھر واپس نہ آجائے۔" [۲]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر وہ عورت جو خود کو خوشبو میں بسا کر باہر جائے وہ لعنت کا ہدف بنی رہتی ہے، جب تک کہ گھر واپس نہ آجائے۔" (یعنی ایسا اس صورت میں ہو گا جب کہ اس نے انحراف کی راہ اختیار کی ہو یا کسی بُرے ارادے سے باہر نکلی ہو) [۳]

---

[۱] سورۂ احزاب ۳۳ آیت ۳۳

[۲] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۷۹ ح ۱

[۳] وسائل ابواب مقدمات النکاح۔ باب ۷۹ ح ۱۔ بحار الانوار جلد ۷۶ ص ۳۲۹ اور جلد ۱۰۳ ص ۲۴۲

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قبیلۂ انصار کا ایک شخص سفر پر روانہ ہوا اور اس نے جاتے ہوئے اپنی بیوی کو تاکید کی کہ وہ گھر سے باہر نہ نکلے جب تک کہ میں گھر واپس نہ آجاؤں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اس عورت کا باپ بیمار پڑ گیا۔ اس عورت نے ایک قاصد کو بھیج کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھر سے نکلنے اور باپ کی عیادت کے لیے جانے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا "گھر میں بیٹھی رہو اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرو۔" باپ کی حالت نازک ہوگئی، اس عورت نے پھر آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا اور اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ باپ کا انتقال ہوگیا۔ اس نے پھر اجازت طلب کی کہ اسے اپنے باپ کی نماز جنازہ میں شرکت کا موقع دیا جائے۔ پھر حضورؐ نے وہی جواب دیا۔ حتیٰ کہ باپ کو اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا اور اس عورت نے گھر سے باہر قدم نہیں نکالا۔ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیام بھیجا کہ: "اللہ تعالیٰ نے شوہر کی اس فرمانبرداری پر تجھے اور تیرے باپ کو بخش دیا۔"[1]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خولا سے فرمایا:

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۹۱ ح ۱

"اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مقامِ رسالت پر فائز کیا ہے جو بھی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل کر کسی شادی کی مجلس میں شرکت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر چالیس بار لعنت بھیجتا ہے۔" ۱؎

علی بن جعفر نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا:

"کیا عورت کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے؟" آپؑ نے فرمایا: "نہیں۔"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنی خواتین کو اجنبیوں کے ساتھ اختلاط سے دور رکھو۔ کیونکہ وہ جس قدر حجاب و حیا کے ساتھ رہیں گی ان کی عفت محفوظ رہے گی۔ اور یہ نکتہ اپنے پیشِ نظر رکھو کہ ان کے باہر جانے اور منظرِ عام پر آنے کا فساد ایسا ہی ہے جیسے کہ تم ایسے لوگوں کو اپنے گھر لے جاؤ جو قابلِ اعتماد نہ ہوں اور اگر تم اس طور پر لوگوں میں معروف ہونا چاہو تو پھر یہ کام ضرور کرو۔" ۲؎

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

۱؎ نکاح المستدرک باب ۶۰ خ ۲

۲؎ بحارالانوار جلد ۱۰۳ صفحہ ۲۵۲ نہج

"چار چیزیں کمر شکن ہیں ........ (ان میں سے ایک یہ ہے) ایک ایسی عورت جس کی شوہر تو حفاظت کرے لیکن وہ شوہر کے ساتھ خیانت کرے۔"[۱]

---

# فصل ــــــ ۴

## شوہر کو تکلیف نہ دے، تُند خو، بد زبان، بد کلام اور ترش رُو بن کر نہ رہے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو عورت اپنے شوہر کو اذیت پہنچاتی ہے اس کی نماز اور اس کا کوئی عملِ خیر خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے شوہر کو راضی نہ کرے۔ ایسی عورت خواہ شب و روز نمازیں پڑھے، روزے رکھے، غلام آزاد کرے اور خدا کی راہ میں مال خرچ کرے۔ آخر کار یہ عورت سب سے پہلے آتشِ دوزخ میں داخل کی جائے گی۔ اور وہ مرد بھی جو اپنی رفیقۂ حیات کو اذیت پہنچائے اور اس کے حق میں ظلم و

---

[۱] بحار الانوار جلد ۷۵۔ ص ۳۳۸۔ ل

ستم روا رکھے اسی عذاب اور کیفر کردار کو پہنچے گا۔" [1]

## توضیح:

اذیت و تکلیف دینے سے مراد بغیر کسی وجہ اور عذر کے ایسا کرنا ہے، شرعی احکام اور یا قدرتی حوادث کی بنا پر کوئی اذیت پہنچتی ہے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اگر شوہر، عورت سے اس لیے ناراض ہو کہ وہ اپنے اوپر واجب فرائض کو پورا کر رہی ہے تو عورت گناہ گار نہیں ہو گی۔ اگر عورت غیر اختیاری حوادث سے دوچار ہو، جیسے مزاج کی سستی و کسالت اور لڑکی کا تولد ہونا، عورت کی اپنی مرضی کے بغیر رشتہ داروں کا آنا جانا اگر ان غیر اختیاری اسباب کی بنا پر شوہر کو اذیت و تکلیف پہنچتی ہے تو عورت اس سلسلے میں ذمہ دار نہیں ہو گی۔

اسی طرح عورت کو بلاوجہ مارنے کی ممانعت کی گئی ہے اگر عورت مرد کے افلاس یا بیماری کی وجہ سے ناخوش ہو تو مرد سے اس کا مواخذہ نہیں ہو گا۔

ہاں اگر یہ چیز، ضرر اور حرج کی حد میں پہنچ جائے تو وہ اسے طلاق دے دے۔

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عورتوں کے لیے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"عورتو! صدقہ دو، خواہ اپنے زیور میں سے یا ایک دانہ خرما کی صورت میں، کیونکہ تمھارے دوزخی ہونے کا خوف ہے۔ اس لیے کہ تم بدزبانی کرتی ہو اور لعنت بھیجتی ہو اور شوہر کی خدمات کے لیے اس کی شکر گزار نہیں بنتی ہو۔" ایک

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۲ ح ۱

عورت نے اس پر کہا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!
کیا ہم وہ نہیں جو مادرانہ فرائض ادا کرتی ہیں۔ بچّوں کو مہینوں
اپنے شکم میں پرورش کرتی ہیں، پھر انھیں دودھ پلاتی ہیں
کیا یہ گھر کو سنبھالنے والی لڑکیاں اور بھائیوں سے محبت
کرنے والی یہ بہنیں ہماری جنس میں سے نہیں ہیں؟" آپؐ
نے فرمایا: "کیوں نہیں، تم بچّوں کو اپنے شکم میں پرورش
کرتی ہو اور بچّوں کی ولادت تمھاری گودوں میں ہوتی ہے
پھر تم انھیں بڑی محبت اور پیار سے دودھ پلاتی ہو اگر ان
تمام خدمات کے ساتھ عورتیں اپنے شوہروں کو ناراض نہ
کرتیں اور انھیں اذیت نہ دیتیں تو کوئی نماز گزار عورت
آتشِ دوزخ میں نہ جلتی۔" [۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"جو عورت بلا وجہ اپنے شوہر کو غصّے میں لاتی ہے اور
پوری رات اسی حال میں گزار دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی
نماز قبول نہیں کرتا، جب تک کہ شوہر اس سے راضی نہ
ہو جائے۔" [۲]

علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح ب ۸۰ ح ۱
[۲] وسائل ابواب مقدمات النکاح ب ۸۰ ح ۲

دریافت کیا:

"جو عورت اپنے شوہر کو غصہ میں لاتی ہے کیا اس کی نماز قبول کی جائے گی؟ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگی تو اس کا کیا حال ہوگا؟" آپؐ نے فرمایا: "اس کی زندگی معصیت اور گناہ میں بسر ہوگی جب تک کہ شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔"[1]

پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خولا سے فرمایا:

"عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ مرد کی قدرت و توانائی سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے یا اس کی شکایت کسی دوسرے کے پاس خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ لے جائے۔"[2]

## توضیح:

اگر صبر و تحمل اور پند و نصیحت سے مسئلہ حل ہو جائے تو بہتر ہے لیکن مرد اگر عورت پر ظلم کرے اور اسے برباد کرنے پر تُل جائے اور عورت کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہے کہ وہ کسی دوسرے کے پاس اپنی شکایت لے جائے اور خیر خواہ مومنوں سے اور قاضیانِ شرع سے رجوع کر کے ظلم کے سد باب اور اصلاحِ کار کی کوشش کرے۔ اس صورت میں دوسروں کے پاس شکایت لے جانا جائز اور کبھی واجب ہوتا ہے۔

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح خ ۸

[2] نکاح المستدرک باب ۶۰ خ ۲

"تم عورتیں لعنت بھیجنے والی اور ناشکری ہو، دس دس سال اپنے شوہر کے گھر میں ناز و نعمت کے ساتھ زندگی گزارتی ہو لیکن اگر ایک روز بھی تنگ دستی ہو جائے یا کوئی پریشانی اور اختلاف رونما ہو تو شوہر کے پچھلے لطف و کرم اور انعامات کو نظر انداز کر کے تم اس سے کہتی ہو کہ میں نے کبھی تجھ سے کوئی بھلائی نہ دیکھی۔ لیکن تمام عورتیں ایک جیسی نہیں ہیں۔" [1]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"جو عورت اپنے شوہر کے ساتھ اتفاق کے ساتھ نہیں رہتی اور اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالتی ہے تو اس کا کوئی نیک کام قبول نہیں کیا جاتا اور وہ خدا سے اس حال میں ملے گی کہ اللہ اس سے ناراض ہو گا۔" [2]

---

## فصل ـــــ ۵

## خانہ داری کے فرائض، پکوان، دھلائی، گھر کی صفائی اور سلائی جیسے کام انجام دے، شوہر کی مدد کرے یہ اسکے پسندیدہ فرائض ہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] نکاح المستدرک باب ۷۰ خ ۲

[2] بحار الانوار جلد ۷۶ صفحہ ۳۳۵ لی

نے فرمایا:

"جو عورت بھی اپنے شوہر کے گھر میں خدمت کی نیت سے چیزوں کو قرینے سے رکھے گی تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر ڈالے گا اور جو بھی اللہ کا منظورِ نظر بن گیا اسے عذابِ خداوندی سے امان مل گئی۔ (ایسا اس صورت میں ہوگا جب کہ اس کے حساب میں ناقابلِ معافی کبیرہ گناہ نہیں ہوں گے۔)" ؎۱

دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:

"علیؑ اور فاطمہؑ نے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ ازدواجی زندگی کے فرائض دونوں کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھر کے داخلی کام زہراؑ کے لیے ہیں اور بیرونی کام علیؑ کے ذمے ہیں۔" حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں: "اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اس تقسیمِ کار سے کس قدر خوش ہوئی کہ میرے باپؐ نے مجھے مردوں کے درمیان رہ کر کام کرنے کی تکلیف سے دُور رکھا۔" ؎۲

ایک دوسری روایت میں آیا ہے:

"ایک شائستہ عورت ہزار ناشائستہ مردوں سے بہتر ہے جو عورت بھی شوہر کی بھلائی کے لیے سات دن کام کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کے سات دروازے بند کر دیتا ہے

---

؎۱ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۶۷ خ ۱

؎۲ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۸۹ خ ۱

اور جنّت کے آٹھ دروازے اس پر کھول دیتا ہے کہ وہ جس
دروازے سے بھی چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔"[۱]

## توضیح:

یعنی عورت کا یہ عمل گناہوں کی بخشش و معافی اور جنّت میں داخلے کا ذریعہ بنتا ہے لیکن پہلی روایت کی تشریح کرتے ہوئے ہم نے جس شرط کا ذکر کیا ہے وہ یہاں بھی عائد ہوگی۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

"اگر عورت پانی کا ایک گھونٹ بھی مرد کے ہاتھ میں دیتی
ہے تو وہ اس کی ایک سال کی (مستحب) عبادت سے جس میں
وہ دن میں روزے رکھے اور راتوں کو نماز ادا کرے، بہتر ہے۔"[۲]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "خولا" سے فرمایا:

"جو عورت اپنے شوہر کے لیے لذیذ غذا تیار کرتی ہے
اللہ تعالیٰ جنّت میں اس کے لیے قسم قسم کے کھانے تیار کرے گا
اور فرمائے گا کہ خوب کھا اور پی۔ یہ ان زحمتوں کی جزا ہے
جو تو نے دنیا کی زندگی میں برداشت کی ہیں۔"[۳]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

۱ـ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۸۹ خ ۲

۲ـ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۸۹ خ ۳

۳ـ نکاح المستدرک باب ۶۰ خ ۲

"فاطمہ زہرا نے حضرت علیؑ کے گھر میں داخلی کام جیسے روٹی پکانا اور گھر کی صفائی کرنا اپنے ذمے لیے اور امیرالمومنینؑ نے خارجی کام جیسے لکڑیاں اور گھر کا سودا سلف لانا وغیرہ"۔[۱]

---

# فصل ـــــ ۶

## شوہر کا احترام کرے اور اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"کچھ لوگ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا: "ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں"۔ (کیا آپؐ بھی ایسے احترام کی ہمیں اجازت دیں گے؟) آپؐ نے فرمایا: "نہیں، اگر میں اس طرح کا حکم دینا چاہتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"[۲]

---

۱۔ نکاح المستدرک باب ۶۸ ح ۱

۲۔ وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۱ ح ۱

## توضیح:

یہ حدیث اور دوسری احادیث اس حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ عورت کو اپنے شوہر کی رضا مندی حاصل کرنے اور باہمی تعلقات میں محبت وخلوص پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور خاندانی زندگی کی بنیادوں میں پاکیزگی وطہارت اور دوام واستحکام پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے۔ تاہم یہ بات نہ بھولیں کہ یہ میاں اور بیوی دونوں کا حق ہے۔ لیکن فی الحال اس بحث کا تعلق عورت کے فرائض سے ہے۔

نیز طرفین کے درمیان اتفاق اور ہم آہنگی پیدا کرنے سے مراد اس چیز کو شریعت کے مطابق اور اسلامی حدود کے اندر رہ کر حاصل کرنا ہے نہ کہ اسے ہر ممکن طریقے سے اور بلا کسی قید وشرط کے حاصل کیا جائے۔

حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا:

"عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا ہے۔" [۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خولا سے فرمایا:

"عورت کو نفع ونقصان اور شوہر کی سختی اور نرمی میں صابر رہنا چاہیئے جیسے کہ حضرت ایوبؑ کی بیوی نے صبر کیا۔ انھوں نے اٹھارہ سال تک اپنے شوہر کو سنبھالا اور سہارا دیا۔ انھیں نہلایا دھلایا، ان کے لیے روٹی پکائی، البتہ اس کام میں دوسروں نے بھی ان کی مدد کی۔ وہ کبھی اپنے

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۱ ح ۲

شوہر کے لئے روٹی کا ایک ٹکڑا ہی لے کر آتیں جسے وہ کھا لیتے اور خدا کا شکر بجا لاتے۔ وہ انھیں کبھی چادر میں رکھ کر بیٹھ پر اٹھاتیں اور وہ یہ کام محبت و شفقت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتیں۔ آپؐ نے فرمایا: خولا! اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبوت عطا کی، جو عورت بھی سختی اور نرمی میں اپنے شوہر کا ساتھ نبھائے گی اور اس کی اطاعت کرے گی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ایوب علیہ السلام کی بیوی کے ساتھ محشور کرے گا اور جو عورت بھی اپنے شوہر کی تیز و تند باتوں کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرے گی اللہ تعالیٰ ہر بات کے بدلے راہ حق میں لڑنے والے روزہ دار مجاہد کا اجر اسے عطا فرمائے گا۔" [1]

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عورت کی سفارش کرنے والی چیز شوہر کی رضامندی سے زیادہ مؤثر نہیں ہے۔ جس وقت حضرت زہراؑ نے دنیا سے کوچ کیا۔ امیر المومنینؑ نے ان کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا: اے اللہ! میں تیرے رسولؐ کی بیٹی سے راضی ہوں تو اس کی وحشت میں اس کا مونس بن۔" [2]

---

[1] نکاح المستدرک باب ۶۰ ح ۲

[2] بحار الانوار جلد ۱۰۳ ص ۲۵۷ - ل

# فصل ـــــــ ۷

## شوہر کے سوا کسی اور کے لیے خود کو آراستہ نہ کرے

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسرے مرد کے لیے خود کو آراستہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔" [۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"جو عورت، شوہر کے سوا کسی اور کی خاطر خوشبو لگاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔" [۲]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خولا سے فرمایا:
"خولا! اپنے زر اور زیور شوہر کے سوا کسی اور کی نگاہوں کے سامنے نہ لا۔"

"شوہر کی غیر موجودگی میں خوشبو نہ لگاؤ۔ تم میں سے جو خدا پر اور روزِ قیامت پر یقین رکھتی ہیں وہ شوہر کے سوا کسی اور کے لیے خود کو آراستہ نہ کریں، سر اور کلائیوں کو ظاہر نہ کریں، اگر ایسا کیا تو اپنے دین کو تباہ اور خدا کو غضبناک کریں گی۔"

---

۱، ۲۔ وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۸۰ خ ۶ - ۴

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو گھر سے
باہر لباسِ شہرت پہننے سے منع کیا ہے (یعنی ایسا
لباس جو نگاہوں کو اپنی طرف کھینچنے والا اور دلکش
ہو) اور ایسے زیور کے استعمال سے بھی جس سے
آواز پیدا ہوتی ہو۔" [۱]

---
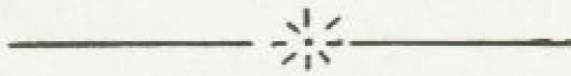
# فصل ـــــ ۸

## شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کے مال میں تصرف نہ کرے

شوہر کے مال سے حاجت مندوں اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنا حرام ہے اور یہ غصب کے تحت آتا ہے۔ یعنی وہ جس مقدار میں بھی شوہر کا مال تصرف میں لائے وہ اس کے ساتھ خیانت ہے۔

ایک عورت نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا:
"شوھر کا حق کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "شوہر
کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے صدقہ نہ دے اور
اس کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ نہ رکھے۔" [۲]

---

[۱] نکاح المستدرک باب ۸۹ خ ۵

[۲] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۷۹ خ ۱

ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

"شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کسی کو نہ دے اگر اس نے دیا تو گناہ گار ہوگی اور ثواب شوہر کو ملے گا۔"[1]

البتہ یہ بات پسندیدہ ہے کہ عورت خود اپنے مال میں بھی تصرف کے لیے شوہر کی رضامندی حاصل کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ دے یا کسی کو کچھ بخشش دے یا مال نذر میں دے۔ بے شک زکوٰۃ، صلہ رحمی اور احسان کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں۔"

## توضیح:

مرد کے سرپرست اور سربراہِ خاندان ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اگر عورت اپنے مال سے بھی ضروریات پوری کرنے کے لیے خرچ کرے تو اسے خاندان کے سربراہ کو آگاہ رکھنا چاہیے کیونکہ میاں بیوی کے درمیان اخلاص و محبت کا یہی تقاضا ہے اور اس باب میں جو روایات آئی ہیں وہ اسی چیز کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس بات کا تعلق مستحب صدقات اور شخصی اخراجات سے ہے، جہاں تک واجبات کا تعلق ہے انھیں مرد اور عورت دونوں کو پابندی سے ادا کرنا چاہیے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

---

[1] وسائل ابواب مقدمات النکاح باب ۷۹ ح ۳

"عورت، شوہر کے مال کی نگراں اور ذمہ دار ہے"۔ [۱]

---

# فصل ـــــ ۹

## بیوی اور بچوں پر توجہ دینے میں اعتدال

ارشاد رب العزت ہے:

"اے ایمان لانے والو! تمھاری بیویوں اور تمھارے بچوں میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں۔ ان سے ہوشیار رہو۔" [۲]

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنی توجہ کا زیادہ حصہ بیوی بچوں پر صرف نہ کرو۔ (اس طرح کہ اپنے آپ سے غافل ہو جاؤ) اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں بے کار یونہی نہیں چھوڑ دے گا اور اگر وہ خدا کے دشمن ہوں گے تو کیوں

---

۱؎ نکاح المستدرک ب ۶۲ خبر ۳

۲؎ سورۂ التغابن آیت ۱۴

تم اُن پر اس قدر اپنی جان چھڑکو"۔ [۱]

---

# فصل ———— ۱۰

## عورت کی تادیب

ارشادِ رب العزت ہے:

" وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمھیں خطرہ ہو انھیں نصیحت کرو (اور اگر نصیحت قبول نہ کریں) ان کے ساتھ بستر میں آرام نہ کرو (اور اگر اس کا بھی اثر نہ ہو) انھیں مارو اگر انھوں نے اطاعت اختیار کی تو پھر تمھیں ان سے تعرض کا حق حاصل نہیں، اللہ تعالیٰ بلند مقام اور بزرگ ہے"۔ [۲]
(اس آیت کے متعلق مطالب کا ذکر کیا جا چکا ہے)

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" لوگو! عورتوں کا تم پر حق ہے اور اسی طرح تمھارا ان پر۔ تمھارا حق یہ ہے کہ کسی دوسرے کو تمھارے بستر میں

---

۱۔ بحار الانوار ج ۱۰۴ ص ۷۳، ۲۴

۲۔ سورۂ نساء ۴ آیت ۳۴

آنے کی اجازت نہ دیں اور جس کسی کو تم ناپسند کرتے ہو تمھاری اجازت کے بغیر اسے تمھارے گھر میں نہ آنے دیں، وہ کوئی بُرا کام نہ کریں اور اگر انھوں نے اپنے فرائض کے خلاف روش اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے تمھیں یہ اجازت دی ہے کہ تم ان سے بستروں میں کنارہ کشی اختیار کرو اور انھیں (شدت و سختی کے ساتھ نہیں ہلکے انداز میں) مارو۔ اگر انھوں نے فرمانبرداری اختیار کی تو انھیں معمول کے مطابق نفقہ، خوراک و پوشاک فراہم کرو۔ کیونکہ وہ خدا کی امانت ہیں جو تمھارے ہاتھوں میں دی گئی ہے اور انھیں تم نے قرآن کے حکم سے (اور الٰہی قوانین کے مطابق) اپنے لیے حلال کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آؤ۔" [۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں اس شخص کے بارے میں سخت حیران ہوں جو اپنی بیوی کو مارتا ہے حالانکہ وہ خود لکڑی کی مار کا زیادہ مستحق ہے عورتوں کو (اگر وہ تمھارے ساتھ اتفاق سے نہ رہیں) لکڑی سے نہ مارو کیونکہ لکڑی سے مارنا قصاص رکھتا ہے۔" [۲]

---

۱۔ بحارالانوار جلد ۷، صفحہ ۳۴۹ ف

۲۔ بحارالانوار جلد ۱۰۳، صفحہ ۲۴۹ جع

# باب پنجم

## فصل ـــــ ۱

## بچوں کی پرورش

### ۱۔ اچھا نام رکھنا

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے علیؑ! باپ پر بیٹے کا حق یہ ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے اچھے اخلاق سکھائے۔"[۱]

آپؐ نے فرمایا:

"جس شخص کے ہاں چار لڑکے پیدا ہوں اور وہ کسی ایک کا

---

۱؎ وسائل ابواب احکام الاولاد۔ باب ۲۲ ح ۴

نام بھی میرے نام پر نہ رکھے، اس نے میرے ساتھ نامہربانی کی۔" ۱؎

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:
"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُرے ناموں کو خواہ وہ اشخاص کے ہوں یا شہروں کے تبدیل کر دیا کرتے تھے۔" ۲؎

"شیطان جب سنتا ہے کہ کسی شخص کو اس نام سے پکارا گیا ہے جو ہمارے دشمنوں کے ناموں میں سے ایک نام ہے (اور اس طرح کے نام لوگوں کے اندر موجود ہیں) تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔" ۳؎

"سب سے صحیح نام وہ ہیں جو اطاعت اور بندگی کو ظاہر کریں (جیسے عبداللہ، خدا کا بندہ۔ عبدالرحمان، خدائے مہربان کا بندہ) اور بہترین نام پیغمبروں کے نام ہیں۔" ۴؎

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"اچھے ناموں کا انتخاب کرو کیونکہ قیامت کے دن تمھیں تمھارے ناموں سے بلایا جائے گا۔ اے فلاں شخص اُٹھ،

---

۱؎ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۲۴ ح ۲
۲؎ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۲۲ ح ۶
۳؎ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۲۲ ح ۳
۴؎ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۲۳ ح ۱

اے فلاں شخص اُٹھ ۔" [۱]

دوسری روایتوں میں بھی یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ائمہ علیہم السلام کے مبارک نام رکھے جائیں۔

یہ روایتیں کتاب وسائل الشیعہ میں اولاد کے احکام کے تحت ذکر کی گئی ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"باپ کی طرف سے اپنی اولاد کے لیے پہلا عطیہ اچھا نام ہوتا ہے، اپنی اولاد کا اچھا نام رکھو۔" [۲]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنے فرزند کے لیے بہترین نام اور کنیت کا انتخاب کرو۔" [۳]

"روم کے بادشاہ نے ایک نصرانی غلام، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیے کے روانہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "تیرا نام کیا ہے؟" اس نے کہا: "عبد شمس" (سورج کا بندہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنا نام بدل دے۔ میں تیرا نام عبدالوہاب (خدائے

---

۱۔ وسائل ابواب احکام الاولاد باب ۲۲ ح ۲

۲۔ نکاح المستدرک ابواب اولاد باب ۱۴ ح ۱

۳۔ نکاح المستدرک ابواب اولاد باب ۱۴ ح ۵

بخشندہ کا بندہ) رکھتا ہوں۔" [۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جس خاندان کے ناموں میں کسی پیغمبر کا نام شامل ہو وہ ہمیشہ برکت سے بہرہ مند ہوتا ہے۔" [۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا:
"ہم آپؑ اور آپؑ کے اجداد کے ناموں کو اپنے بچوں کے ناموں کے لیے منتخب کرتے ہیں کیا یہ بات ہمارے لیے سودمند ہے؟" آپؑ نے فرمایا: "یقیناً بخدا! آیا دین، دوستی اور دشمنی سے الگ چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کہدو اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ خدا تم سے محبت کرے اور تمھارے گناہوں کو بخش دے۔"" [۳]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"وہ نام جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کو ظاہر کرتے ہیں اچھے ہیں۔ جیسے عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔" [۴]

یعقوب کہتے ہیں:

---

[۱] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۱۴ خ ۷
[۲] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۱۵ خ ۳
[۳] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۲۵ خ ۲
[۴] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۱۵ خ ۱

"میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے فرزند موسیٰ علیہ السلام کے گہوارے پر کھڑے ہیں اور ان سے دھیمے دھیمے باتیں کر رہے ہیں۔ میں ایک گوشے میں بیٹھ گیا۔ دونوں کی باتیں طویل ہو گئیں۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو میں اپنی جگہ سے اٹھا آپؑ نے کہا آؤ اپنے مولا کو سلام کرو۔ میں نے قریب جا کر سلام کیا۔ بچے نے بڑی فصیح زبان میں میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: تم نے کل اپنی لڑکی کا جو نام رکھا ہے جاؤ اسے تبدیل کر دو۔" حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "آنجناب کے حکم کو بجا لاؤ کیونکہ یہ تمہاری رشد و ہدایت کا سبب ہے۔" [۱]

## ۲۔ ختنہ کرنا

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو دین حنیف کے ساتھ بھیجا اور ہدایت فرمائی۔ مونچھیں کم کرو، ناخن تراشو بغل اور زیر شکم کے بال صاف کرو اور ختنہ کرو۔" [۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنے فرزندوں کی ختنہ ساتویں روز کر دیا کرو۔ اس سے

---

۱؎ نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۱۴ خ ۶

۲؎ نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۵۲ خ ۱۱

انھیں پاکیزگی حاصل ہوگی اور ان کا گوشت جلد نشو ونما پائے گا۔" [۱]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا :
"ختنہ مرد کے لیے ایک واجب سنّت ہے۔" [۲]

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا :
"جو شخص بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوا سے ختنہ کرنی چاہیے خواہ اس کی عمر اسّی سال کیوں نہ ہو۔" [۳]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
"ختنہ فطرت کا جز ہے۔" (یعنی دین کا حصّہ ہے) [۴]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا :
"پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی گئی : ابراہیمؑ کے طریقِ حنیف کی پیروی کرو۔ اس ملتِ ابراہیمی کے دس مراسم ہیں، ان میں پاکیزگی حاصل کرنا اور ختنہ شامل ہے۔" [۵]

---

[۱] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۵۲ خ ۵
[۲] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۵۲ خ ۹
[۳] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۵۵ خ ۱
[۴] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۳۸ خ ۱
[۵] نکاح المستدرک ابواب الاولاد باب ۳۸ خ ۲

سے ایک صفت کا تعلق رحمانیت اور رحیمیت سے ہے اسی طرح انسان کی بہترین صفات کا تعلق رحم اور جذبۂ ہمدردی سے ہے۔ حاصل یہ کہ ان صفات سے محروم شخص بدنصیب اور دوزخ کا مستحق قرار پائے گا۔ مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے۔

"اپنے فرزندوں کو زیادہ پیار کیا کرو کیونکہ ہر بوسے پر تمھیں بہشت میں ایک درجہ ملے گا۔" [۱]

یہ بات مستحب ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ محبت اور نیکی میں امتیاز نہ برتو اور علم وادب کے سوا کسی اور وجہ سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص کے دو بچے ہیں اس نے صرف ایک کو پیار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم نے دونوں کے درمیان مساوات کو کیوں برقرار نہ رکھا۔" [۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا:

"ایک شخص بخشش وعطا کرتے ہوئے بعض فرزندوں کو بعض پر ترجیح دیتا ہے (کیا یہ جائز ہے؟) آپؑ نے فرمایا: اگر اس نے صحیح ترجیح دی تو اس میں کوئی عیب نہیں۔ یعنی عقل، علم، دین اور ادب کی بنا پر ترجیح۔" [۳]

---

۱۔ مستدرک ابواب الاولاد باب ۸۹ خ ۲

۲۔، ۳۔ مستدرک ابواب الاولاد باب ۶۷

میرے والدؑ فرماتے تھے:

"میں کبھی اپنے فرزندوں میں سے کسی ایک پر زیادہ نوازش کرتا ہوں، اسے اپنے زانو پر بٹھاتا ہوں اور اس پر بہت زیادہ پیار و محبت نچھاور کرتا ہوں جبکہ میرا ایک دوسرا بیٹا اس عنایت و تکریم کے زیادہ لائق ہے۔ میں دوسرے بیٹوں کے ساتھ محبت و نوازش کا یہ سلوک اس لیے کرتا ہوں کہ میرا وہ لائق و شائستہ فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی سرنوشت سے دوچار نہ ہو جائے۔ اور بھائیوں کے حسد سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے قصے کو ہمارے نصیحت حاصل کرنے کے لیے بیان کیا ہے کہ ہم ایک دوسرے پر حسد نہ کریں اور اولادِ یعقوبؑ کی طرح اپنے بھائی کو اذیت نہ دیں۔"[1]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فرزند ہمارے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ ان کے بچے فوج کے کمانڈر اور ان کے بزرگ ہمارے دشمن ہیں، اگر زندہ رہیں تو ہمارے لیے رنج اور آزمائش کا سبب اور اگر مر جائیں تو غم کا باعث بنیں۔"[2]

---

[1] مستدرک ابواب الاولاد باب ۶۷

[2] مستدرک ابواب الاولاد باب ۶۴ خبر ۳

# باب ششم

## فصل ــــــ ۱

## طلاق

### طلاق ناپسندیدہ ترین چیزوں میں سے ہے،
### اور حرام کی شباہت رکھنے والی حلال چیز ہے
### مگر کسی عذر کی بنا پر

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی گھر اس گھر سے زیادہ محبوب نہیں ہے جو شادی سے آباد ہو اور کوئی آشیانہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس آشیانے سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں ہے جو اسلام میں طلاق کے ذریعے سے ٹوٹ جائے۔"[۱]

---

[۱] وسائل ابواب مقدمات الطلاق باب ۱ خبر ۱

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا: "تیری بیوی کا معاملہ کہاں تک پہنچا؟" اس نے کہا: "میں نے اسے بلا سبب طلاق دے دی۔" آپؐ نے فرمایا: "کیا بلا سبب؟" اس نے کہا: "جی ہاں!" بعد میں اس شخص نے ایک دوسری عورت سے شادی کی اور پھر اسے بھی طلاق دے دی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ہوس باز مردوں اور عورتوں کو ناپسند کرتا ہے (یا ان پر لعنت بھیجتا ہے)۔" [۱]

ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

"شادی کرو، طلاق نہ دو کیونکہ طلاق عرشِ الٰہی کو ہلا دیتی ہے۔" [۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے طلاق کے بارے میں اس قدر تاکید اور اس کی اس قدر برائی اس لیے کی ہے کہ وہ تفرقے اور جدائی کا دشمن ہے۔" [۳]

"اللہ تعالیٰ اس گھر کو پسند کرتا ہے جس میں شادی ہو اور اس گھر کا دشمن ہے جس میں طلاق دی جائے۔" [۴]

---

۱، ۲ وسائل ابواب مقدمات الطلاق باب ۱ خبر ۶-۷

۳، ۴ وسائل ابواب مقدمات الطلاق باب ۱ خبر ۱-۲

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حلال طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دشمن رکھتا ہے جو طلاقیں دینے والا ہو۔"[1]

"خطاب" نے کہا:

"میں نے ابوالحسنؑ (بظاہر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مراد ہیں) کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی کی بداخلاقی کی شکایت کرنا چاہی، قبل اس کے کہ میں اپنے لب کھولوں آپؑ نے فرمایا: "میرے والدؑ نے مجھے ایک بدخو عورت دی۔ ایک روز میں نے ان سے اس کے بُرے اخلاق کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے طلاق کا اختیار دیا ہے تو تُو کیوں مجبور ہو کر بیٹھ گیا ہے؟" جب میں نے حضرت ابوالحسنؑ کی یہ بات سنی تو میں نے اپنے آپ سے کہا۔ "میرے دل کی گرہ تو کھل گئی۔"[2]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو عورت بھی (بغیر جبر و اضطرار کے) کوئی چیز شوہر کو دے کر اس سے طلاق حاصل کرے گی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور پیغمبروں اور تمام انسانوں کی لعنت ہمیشہ

---

[1] وسائل ابواب مقدمات الطلاق باب ۱ خبر ۵

[2] وسائل ابواب مقدمات الطلاق باب ۳ خبر ۳

پڑتی رہے گی اور جب موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے
آئے گا تو وہ اُسے آگ کی بشارت دے گا۔"[۱]

## توضیح:

بعض ادیان اور مذاہب جیسے مسیحیت کے ماننے والے، طلاق کو بالکلیہ طور پر جائز نہیں سمجھتے۔ ہمیں اس بات پر اطمینان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شرائع میں فی الواقع یہ حکم موجود ہوگا۔ بعید نہیں کہ یہ بات اس مذہب کے تحریف شدہ اور خود ساختہ احکام کا جز ہو۔

بہر حال خاص شرائط کے ساتھ طلاق کا جائز ہونا، اسلام کے ان احکام میں سے ایک حکم ہے جس کی حکمت و مصلحت طویل عرصے کے غور و فکر اور بہت سے تجربات کے بعد انسانی معاشروں پر واضح ہو چکی ہے۔

مناسب ہے کہ اس سلسلے میں کتاب "نظامِ حقوقِ زن در اسلام"[۲] سے رجوع کیا جائے یہ کتاب استاد شہید مرتضیٰ مطہریؒ کی تالیف ہے جو اپنے مؤلف کی طرح عمیق اور پر نفع ہے، اس عالی مقام محقق نے اپنی اس تالیف میں قانونِ طلاق کے فلسفے اور اس کے مصالح کو اور ان مفاسد اور نقصانات کو جو دوسرے مذاہب میں طلاق کی ممانعت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں بخوبی بیان کیا ہے۔ اسی لیے اس موضوع پر ہم یہاں زیادہ بحث نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ استاد شہیدؒ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے اور ان کے قاتل کو اور ان کے قتل کا سبب بننے والے کو عذاب دے۔

---

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۶ صفحہ ۳۳۵

۲۔ "اسلام میں خواتین کے حقوق" کے نام سے اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل نے فرمایا ہے جو دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان نے شائع کیا ہے۔

# ضمیمہ

## گانا اور آلاتِ موسیقی

### اس کی مذمت میں بہت سی آیات و روایات آئی ہیں

اس بارے میں دو موضوعات پر بحث ضروری ہے۔ اکثر لوگوں کو اس بارے میں اشتباہ ہوتا ہے۔

① —— گانا

② —— آلات موسیقی کی آواز اور گانے بجانے کے وسائل

غنا سے مراد وہ خاص آواز ہے جو انسان کے گلے اور حلق سے نکلتی ہے جو اپنے اندر زیر و بم رکھتی ہے، ہیجان اور خوشی پیدا کرتی ہے اور لہو و لعب کے وسائل اور عیش و رقص کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہے۔ غنا کا اطلاق ہر اچھی اور دلکش آواز پر نہیں ہوتا اگرچیکہ اس میں مذکورہ بالا اوصاف موجود نہ ہو۔

احکامِ اسلام کی رو سے غنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ گانا گانے والے اور اس کے سننے والے کے لیے شدید حرمت اور ممانعت آئی ہے۔ بلکہ گانا سکھانا، سیکھنا

اور سُننا اور اس کی اُجرت لینا حرام ہے۔

آلاتِ موسیقی : یہ وہ آلات و وسائل ہیں جو لہو و لعب، مجالسِ رقص اور گانے بجانے کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔ پچھلے زمانوں میں ان آلاتِ موسیقی کی اقسام کم تھیں اسی لیے اکثر روایات میں ان آلات کو عود اور بنسری کے نام سے یاد کیا گیا ہے لیکن تمدن و ترقی کے اس زمانے میں آلاتِ موسیقی کی بہت سی اقسام ایجاد ہوئی ہیں۔

مختصر یہ کہ ان آلات کا بنانا، فروخت کرنا اور خریدنا، بجانا اور سننا، اسلام کی رو سے سب حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

البتہ موسیقی کا کلمہ جو بعض کتابوں یا علماء کے فرمودات میں استعمال ہوتا ہے غیر عربی لفظ ہے اور اس کے معنی ایک ایسی آواز پیدا کرنا ہے جو نشاط انگیز اور احساسات کو حرکت میں لانے والی ہو۔ اس کے معنوں میں وہ انسانی آواز بھی شامل ہے جو غنا کی تعریف میں آتی ہے اور وہ آواز بھی جو آلاتِ موسیقی کے ذریعہ پیدا کی جاتی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"غنا ان گناہوں میں سے ایک ہے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے عذابِ دوزخ کی وعید سنائی ہے"۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ قلے

وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ مُّهِينٌ ۔"

"لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو لہو و لعب کی باتیں جمع کرتے ہیں
تاکہ لوگوں کو نادانستہ راہِ خدا سے منحرف کر دیں اور راہِ حق کو ٹھٹھا
مذاق بنالیں ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔" [۱]

(سورۂ لقمان ۳۱ - آیت ۶)

(لہو الحدیث یعنی مشغول کر دینے والی باتوں سے مراد وہی غنا ہے)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں کہ" رحمٰن کے
بندے وہ لوگ ہیں، ...... جو لغو اور بیہودہ محفلوں سے ...... کنارہ کش
رہتے ہیں۔" لغو سے مراد غنا لیا ہے۔ [۲]

نیز آپؑ نے فرمایا:
" وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا میں
لغو سے اللہ تعالیٰ کی مراد غنا ہے۔" [۳]

" گندگی یعنی بتوں سے اور لغو باتوں سے پرہیز کرنا واجب ہے۔" [۴]

---

[۱] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خبر ۶

[۲] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خبر ۳

[۳] سورۂ فرقان ۲۵ - آیت ۷۲ - روایت از وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خ ۱۹

[۴] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خ ۲

نیز آپؑ نے فرمایا:

"مومن وہ کام کرے جن کا ان لغو مشاغل سے کوئی تعلق نہ ہو۔"

آنجنابؑ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا:

"میری جان آپؑ پر نثار ہو، ہمارے ہمسایوں کے پاس گانے والی لونڈیاں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس وقت وہ گانے بجانے میں مصروف ہوتی ہیں مجھے قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں جانا ہوتا ہے اور میں ان کا گانا سننے کے لیے وہاں کچھ زیادہ وقت لگا دیتا ہوں۔" حضرتؑ نے فرمایا: "ایسا نہ کیا کرو۔" اس شخص نے کہا: "بخدا میں اُن کی محفل میں شریک نہیں ہوتا۔ صرف کانوں سے سنتا ہوں۔" آپؑ نے فرمایا: "کیا تو نے یہ ارشاد خداوندی نہیں سُنا: کان اور آنکھ اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔"[۱]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تمھارے بارے میں مجھے یہ خوف ہے کہ تم دین کو ہلکا سمجھوگے۔ انصاف فروشی کروگے (رشوت لوگے) قرابتداری کے رشتے کو کاٹوگے اور قرآن کو بنسری کی آواز کی طرح یعنی غنا کے انداز میں پڑھوگے اور جو لوگ دینی اعتبار سے کوئی

---

[۱] وسائل ابواب ما یکتسب بہ باب ۸۰ ح ۲

برتری نہ رکھتے ہوں گے انھیں مقدم رکھو گے۔" [۱]

"قیامت کی نشانیوں میں سے چند یہ ہیں: نماز کو ضائع کرنا، شہوات کی پیروی اور ہوا و ہوس کی جانب میلان، اس زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو غیرِ خدا کے لیے استعمال کریں گے۔ خدا کی کتاب کو گانے کے انداز میں پڑھیں گے، دین کا علم دنیا کے لیے سیکھیں گے حرام کی اولادیں کثرت سے ہوں گی، آلاتِ موسیقی کو لوگ پسند کریں گے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ ناپسند کریں گے۔ ان لوگوں کو آسمانوں کے ملکوت میں ناپاک اور پلید کہا جائے گا۔" [۲]

"میں تمھیں ناچنے، بنسری بجانے، طبل پیٹنے سے منع کرتا ہوں اور روکتا ہوں۔" [۳]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"لوگوں کے پانچ گروہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان پر نظر نہیں ڈالے گا۔" ان گروہوں کو شمار کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: "اور گانے والے۔" [۴]

---

[۱] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خ ۱۵
[۲] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خ ۲۷
[۳] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۰ خ ۶
[۴] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۸ خ ۱۰

"غنا دل میں نفاق کے بیج کو اس طرح پروان چڑھاتی ہے جیسے پانی گھاس کو۔" [۱]

"میں اپنی امت کو بنسری اور اس کے بجانے اور طبل پیٹنے سے منع کرتا ہوں۔" [۲]

"اللہ تعالیٰ نے دف اور طبل اور بنسری کو حرام کیا ہے۔" [۳]

"دو بے ہودہ اور فاجرانہ صداؤں سے ہمیں منع کیا گیا ہے ایک وہ صدا جو مصیبت کے وقت چہرے کو نوچنے اور گریبان کو چاک کرنے کے ساتھ بلند کی جاتی ہے اور دوسری وہ صدا جو کسی نعمت کے ملنے کے وقت لہو و لعب اور بنسری کی آوازوں کے ساتھ بلند کی جاتی ہے۔ اور یہ بنسریاں شیطان کی بنسریاں ہیں۔" [۴]

"ملائکہ ان گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں شراب یا دُف یا طنبور یا نرد ہوں، ان گھروں میں رہنے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور ان میں سے برکت اٹھا لی جاتی ہے۔" [۵]

---

۱ — مستدرک ابواب ما یکتسب بہ باب ۷۸ خ ۱۷

۲، ۳ — مستدرک ابواب ما یکتسب بہ باب ۷۹ خ ۱-۱۱

۴، ۵ — مستدرک ابواب ما یکتسب بہ باب ۷۹ خ ۱۲-۱۵

"اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا کہ میں جہان والوں کے لیے رحمت بنوں اور آلاتِ موسیقی کو نابود کر دوں، بتوں اور جاہلیت کی رسوم کو اکھاڑ پھینکوں، آلاتِ موسیقی کی خرید و فروخت حرام ہے اور ان کی تجارت اور کاروبار ناجائز ہے۔" [۱]

"طنبورہ بجانے والا، قیامت کے دن سیاہ صورت میں اٹھایا جائے گا اور اس حال میں کہ آگ کا ایک طنبورہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور گانے والا (گلوکار) اپنی قبر سے اندھا، گونگا اور بہرا اٹھایا جائے گا۔ زناکار بھی اسی کیفیت کے ساتھ اٹھایا جائے گا، دف بجانے والا بھی اس کیفیت کے ساتھ اٹھے گا۔" [۲]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص لہو (غنا) کو سنتا ہے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔" [۳]

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:
"دف بجانا، رقص کرنا، لہو و لعب اور اس طرح کی محفلوں میں شرکت اور ان گانوں کو سننا ممنوع ہے۔ دف کو جائز نہیں کیا گیا مگر صرف شادیوں میں لڑکیوں بالیوں

---

[۱] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۹ خ ۱۶
[۲] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۹ خ ۱۷
[۳] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۸۰ خ ۵

کے لیے اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ لڑکیوں اور عورتوں کی محفل میں مرد قدم نہ رکھیں۔" [۱]

## حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے ارشادات

"بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر ایک رات عذاب نازل ہوا۔ لوگ جب صبح کے وقت بیدار ہوئے تو انھوں نے چار قسم کے لوگوں کو اپنے درمیان موجود نہ پایا۔ ان میں سے ایک گروہ طبلچیوں کا تھا اور دوسرا گلوکاروں کا۔" [۲]

"قیامت اور ان کا زمانہ بالکل متصل ہے۔ جو شہادت دیتے ہیں خواہ ان سے شہادت دینے کے لیے کہا گیا ہو یا نہیں۔ وہ قوم لوط کا عمل انجام دیتے ہیں، وہ دف اور موسیقی کے تمام آلات استعمال کرتے ہیں۔" [۳]

آنجناب نے ایک شخص کے بارے میں سنا کہ وہ طنبورہ بجاتا ہے۔ آپ نے اسے منع کیا اور اس کے طنبورہ کو توڑ دیا اور اسے توبہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس شخص نے توبہ کی۔ آپ نے فرمایا:

"کیا تجھے معلوم ہے کہ جب طنبورہ بجایا جاتا ہے تو طنبورہ

---

[۱] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۹ خ ۱۴

[۲] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۰ خبر ۱۲

[۳] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۹ خبر ۲

کیا کہتا ہے ؟ "
اس شخص نے کہا :
"رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی زیادہ بہتر جانتے ہیں ۔"
آنجناب ؑ نے فرمایا :
"طنبورہ کہتا ہے ، تو بہت جلد پشیمان ہوگا۔ تو بہت جلد پشیمان ہوگا ۔ اور اے میرے بجانے والے ! تو بہت جلد جہنم میں داخل ہوگا ۔" [۱]
(یعنی وہ یہ بات زبانِ حال سے کہے گا زبان مآل سے نہیں)

"مومن لہو ولعب کو پسند نہیں کرتا ۔ وہ زندگی کے اہم کاموں میں مصروف رہتا ہے ۔" [۲]

"جو شخص کھیل کود کا شیفتہ اور لہو ولعب اور گانے بجانے کا شوقین ہوتا ہے اس کی عقل و دانش ضعیف ہوتی ہے ۔" [۳]

## حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد

"اللہ تعالیٰ اس قوم کو جس کے سازوں اور نفیریوں

---

[۱] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۹ خبر ۲۰
[۲، ۳] مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۷۹ خ ۲۱

کی آواز بلند ہوتی ہے، پاکیزگی اور تقویٰ سے بہرہ مند نہیں فرماتا۔" [۱]

## حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد

"غنا دلوں میں نفاق کو اسی طرح پروان چڑھاتا ہے جس طرح کھجور کا درخت اپنے شگوفوں کو اگاتا ہے۔" [۲]
اور یہی بات آلات موسیقی کے استعمال کرنے اور بے ہودہ باتوں کے سننے پر صادق آتی ہے۔

## حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات

"جس گھر میں گانا بجانا ہوتا ہے، وہ مصائب سے محفوظ نہیں رہتا اور اس گھر میں دعا قبول نہیں ہوتی اور اس گھر میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے۔" [۳]

"غنا کی محفل ایک ایسی مجلس ہے کہ جس میں شرکت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت کی نگاہ نہیں ڈالتا۔" [۴]

"غنا نفاق کا آشیانہ ہے۔" [۵]

---

۱۔ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۰ خ ۴
۲۔ مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۸۰ خ ۵
۳۔ ۴۔ ۵۔ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خبر ۱ - ۱۲ - ۱۰

غنا کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے آپؑ نے فرمایا :

"اُن گھروں میں جن کے رہنے والوں سے اللہ تعالیٰ بیزار ہے، قدم نہ رکھو۔" [1]

"بدترین آوازوں میں سے ایک آوازِ غنا ہے۔" [2]

"غنا، نفاق کا ذریعہ ہے اور اس کے پیچھے افلاس آتا ہے۔" [3]

ایک شخص جس کا نام عمرو تھا، اس کا تعلق غنا اور لہو و لعب کے آلات سے تھا اس نے کہا :

"ایک روز میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کر کے فرمایا: "غنا سے پرہیز کرو، غنا سے گریز کرو، بیہودہ باتوں سے احتراز کرو۔" آپؑ بار بار یہی فرماتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ روئے سخن میری طرف ہے۔ میری یہ حالت تھی کہ مجلس مجھ پر تنگ ہونے لگی اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ در و دیوار مجھے جکڑ رہے ہیں۔" [4]

"جس شخص کے گھر میں چالیس دن تک عود بجتا رہے

---

[1]، [2]، [3] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خبر ۱۶ - ۲۲ - ۲۳

[4] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۹۹ خبر ۱ - ۲۴

اور وہاں اجنبی لوگ آتے رہیں تو اس شخص میں غیرت بالکل باقی نہیں رہے گی اور وہ اس حد تک بے غیرت ہو جائے گا کہ اگر لوگ اس کے گھر کی خواتین سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگیں گے تو اس پر بھی اس کی رگِ غیرت نہیں بھڑکے گی۔"[1]

"جب آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو ان کی موت پر ابلیس اور قابیل نے جشنِ مسرت منایا اور زمین پر دونوں نے مل کر آلاتِ موسیقی بنائے تاکہ ان کے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار کریں۔ اس وقت دنیا میں جتنے بھی آلاتِ موسیقی ہیں کہ جن سے لوگ لذت اندوز ہوتے ہیں ان کا آغاز ابلیس اور قابیل کے اسی جشن سے ہوا ہے۔"[2]

"جب کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرماتا ہے اور وہ (بجائے شکر کے) گانے بجانے کا اہتمام کرتا ہے وہ دراصل خدا کی ناشکری کرتا ہے۔"[3]

پوچھا گیا کہ پست و ذلیل لوگ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا:
"جو شراب پیتے ہیں اور طنبورہ بجاتے ہیں۔"[4]

"گانا گانے والی عورت ملعون ہے۔ اور وہ شخص بھی

---

[1] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۰ خبر ۱

[2]، [3]، [4] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۰ خبر ۱۰۔۷۔۱۱

ملعون ہے جو اس کی کمائی کھاتا ہے۔" [۱]

"غنا کا خریدنا اور فروخت کرنا حلال نہیں ہے۔ اس کا سُننا نفاق اور اس کا یاد کرنا کفر ہے۔" [۲]

آپؑ نے اپنے ایک قریبی عزیز کی احوال پُرسی کی اس نے کہا:

"میری جان آپؑ پر نثار ہو، گزشتہ رات میری اپنے ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ وہ مجھے ایک ایسے مکان میں لے گیا جہاں اس کی ایک کنیز گاتی بجاتی تھی۔ میں رات گئے تک اس کے پاس رہا۔ وہ برابر گاتی بجاتی رہی۔"

حضرتؑ نے فرمایا:

"کیا تجھے یہ خوف نہ ہوا کہ کہیں اسی حال میں تجھے موت نہ آجائے؟ غنا ان بدترین آوازوں میں سے ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ نفاق اور افلاس کا باعث ہے۔" [۳]

آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو شکار کھیلنے کے لیے جاتا ہے فرمایا:

"مومن کو اس قدر کام در پیش ہیں کہ اسے اس مشغلے کے لیے فرصت نہیں مل سکتی۔ ان لھو و لعب کے بجائے مومن کا کام آخرت کی طلب ہے۔"

آخر میں آپ نے فرمایا: "مومن کے لیے دوسرے بہت سے

---

۱۔ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۵ خبر ۴

۲۔ مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۱۴ خبر ۱

۳۔ مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۸۷ خبر ۲

کام کرنے کے ہیں۔ مومن کو ان بیہودہ کاموں سے کیا سروکار؟ یہ بیہودہ کام دل میں سختی اور نفاق پیدا کرتے ہیں۔"[۱]

## حضرت امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کے ارشادات

حضرت امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص خود کو غنا سے دور اور محفوظ رکھے گا اس کے لیے جنّت میں ایک درخت مخصوص ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دے گا کہ اسے حرکت میں لائیں۔ درخت کے حرکت میں آنے سے ایسی دلکش آواز پیدا ہوگی کہ کبھی کسی نے نہ سُنی ہوگی اور جو شخص اس دنیا میں خود کو غنا سے محفوظ نہیں رکھے گا وہ اس آواز کو نہیں سُن سکے گا۔"[۲]

(اہل بہشت کے مختلف طبقے اور درجے ہیں ممکن ہے جو شخص دنیا میں غنا کا مرتکب ہوا ہو اگرچہ کہ اس نے توبہ کی ہو اور داخل بہشت ہوا ہو اس نعمت سے محروم ہی رہے)

ابراہیم کہتے ہیں:

"اسحاق بن عمار کے پاس گانے والی کنیزیں تھیں، موت کے وقت انھوں نے وصیت کی کہ ان کنیزوں کو فروخت کر دیا جائے اور اس سے ملنے والی رقم حضرت موسیٰ بن جعفر

---

۱۔ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۷۹ خبر ۴

۲۔ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۱ خبر ۳

کو پیش کی جائے۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے ان کنیزوں کو تین لاکھ درہم میں فروخت کر دیا اور رقم آنجناب کی خدمت میں پیش کر دی اور میں نے کہا آپؑ کے ایک دوست نے مجھے یہ وصیت کی تھی اور اب میں یہ ۳ لاکھ درہم کنیزوں کو فروخت کر کے آپؑ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں"۔ آپؑ نے فرمایا: "مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں، یہ حرام ہیں، ان کنیزوں کو موسیقی کی تعلیم دینا اور ان کا گانا سننا نفاق کا ذریعہ ہے اور ان کا پیسہ حرام ہے۔"[1]

یونس کہتے ہیں:

"میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے غنا کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "ایک شخص امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے غنا کے بارے میں پوچھا۔ آنجنابؑ نے اس شخص سے دریافت فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ حق اور باطل کو الگ الگ کر دے گا، غنا کس طرف آئے گا؟" اس شخص نے کہا: "باطل کی طرف"۔ حضرت نے فرمایا: "تو نے خود ہی اس بارے میں جو حکم ہے بتا دیا"۔"[2]

"گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے۔"[3]

"ستار کی آواز سننا گناہ کبیرہ ہے۔"[4]

---

[1] وسائل ابواب ما یکتسب بہ باب ۱۶ خ ۵
[2] وسائل ابواب ما یکتسب بہ باب ۹۹ خ ۱۳
[3] مستدرک ابواب ما یکتسب بہ باب ۱۳ خبر ۱
[4] مستدرک ابواب ما یکتسب بہ باب ۷۹ خبر ۱۹

# قمار

## یہ شیطانی کام قرآن و حدیث کی رُو سے سخت منع ہے

لغت میں قمار کے معنی جیتنے اور ہارنے کے ہیں. یعنی ہر وہ کھیل جو شرط کے ساتھ کھیلا جائے اور جیتنے والا ہارنے والے سے کوئی چیز وصول کرے.

اس بارے میں مندرجہ ذیل چند باتوں اور پھر حکم شرعی پر نظر ڈالیں :

(۱) —— ایسا کھیل جو آلات کے ذریعے کھیلا جائے اور یہ آلات جیتنے ہارنے اور پیسوں کی شرط لگانے کے لیے تیار کیے جائیں۔

(۲) —— وہ کھیل جو آلات اور وسائل کے ذریعے کھیلا جائے بغیر اس کے کہ جیتنے ہارنے پر کوئی چیز وصول کی جائے۔

(۳) —— ایسے آلات و وسائل کے ساتھ کھیلنا جو جیتنے ہارنے کے مقصد سے نہ بنائے گئے ہوں۔ جیسے گیند اور انگشتری وغیرہ اور اس کھیل پر کوئی چیز وصول کرنا۔

(۴) —— مندرجہ بالا آلات و وسائل کے ساتھ کھیلنا کوئی چیز وصول کیے بغیر۔

اس طرح موضوع کے اعتبار سے انسانی عمل کی چار قسمیں ہیں۔
لیکن حکم کے اعتبار سے پہلی اور تیسری قسم کا عمل طرفین کے لیے گناہ و

معصیت اور جو مال لیا جائے وہ حرام ہے اور بلا تردید یہ جوا اور جیتنا ہارنا ہے اور دوسری قسم کے بارے میں احتیاط اور تامل سے کام لینا چاہیے۔ اور چوتھی قسم حلال ہے۔

ذیل میں ہم جو روایات درج کر رہے ہیں ان میں سے بعض اس عمل کی حرمت اور جیتنے اور ہارنے والے کی حرکات کے بارے میں ہیں اور بعض دوسری روایات اس مال کی حرمت کے بارے میں ہیں جو وصول کیا جاتا ہے۔ بعض روایات قمار کے بارے میں اور بعض کا تعلق ان آلات و وسائل سے ہے جو استعمال کیے جاتے ہیں:

شیطان، شراب اور قمار کے ذریعہ تمھارے درمیان دشمنی اور کینہ پیدا کرنا چاہتا ہے اور تمھیں خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھتا ہے (ان تمام مفاسد کے پیش نظر) اس کام سے دور رہو۔

ارشاد رب العزت ہے:

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔"

"شراب، قمار، انصاب (بتوں) اور تیروں کے ذریعہ قرعہ نکالنا گندگی اور شیطانی کام ہے۔ ان سے بچو۔ اس طرح توقع ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔" [1]

---

[1] سورۂ مائدہ ۵ آیت ۹۰

امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

" قمار سے مُراد نرد ہے۔ شطرنج اور جیتنے ہارنے کے تمام کھیل اور " انصاب " وہ بُت ہیں جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ ان کی خرید و فروخت اور ان سے نفع حاصل کرنا حرام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت ممنوع ہے۔ یہ کام شیطانی کام ہیں اور گندگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کو بتوں کا ساتھی قرار دیا ہے۔ " [۱]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت " گندگی سے یعنی بتوں اور شیطانی گفتگو سے پرہیز کرو " کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

" بتوں کی گندگی، شطرنج ہے (یعنی شطرنج بھی گندے بتوں کی طرح ہے) اور شیطانی گفتگو گانا بجانا ہے۔ " [۲]

ابراہیم نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا:

" آنجناب اگر مناسب سمجھیں تو اس آیت کی تفسیر بیان فرمائیں " لوگ تم سے شراب اور قمار کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو ان میں لوگوں کے لیے منافع ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے " میں آپ کے

---

۱ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۲ ح ۱۲

۲ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۲ ح ۱

کے قربان! بتایئے، قمار کیا ہے؟"
حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا: "ہر جیت ہار والا کھیل قمار ہے اور ہر مست کرنے والی چیز حرام ہے۔" ۱؎

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے اور جو شخص اس کھیل کا تماشہ کرے وہ اس شخص کی مانند ہے جو سوّر کا گوشت کھاتا ہے۔" ۲؎

"جو شخص نرد کھیلتا ہے وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔" ۳؎

"یہ ہار جیت کے کھیل جو تمھارے درمیان رائج ہیں ان سے پرہیز کرو کیونکہ یہ اہلِ عجم کا قمار ہیں۔" ۴؎

فضل کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جوئے میں استعمال ہونے والے ان آلات اور وسائل کے بارے میں سوال کیا جن کا استعمال عام ہے آپؑ نے فرمایا:
"جس وقت اللہ تعالیٰ حق اور باطل کو جدا کرے گا تو یہ کھیل کس طرف ڈالے جائیں گے؟" میں نے کہا: باطل

---

۱؎ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۴ خ ۱۱
۲؎ مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۸۲ خبر ۱
۳؎، ۴؎ مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۸۳ خبر ۱

کی جانب۔" آپؑ نے فرمایا: "پھر تجھے باطل سے کیا سروکار؟"[1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"ماہِ مبارک رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو آگ سے نجات عطا فرماتا ہے لیکن شطرنج باز اس عنایتِ ربانی سے محروم رہتا ہے۔"[2]

آنجنابؑ سے لوگوں نے شطرنج کے متعلق سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا:

"مجوسیوں کے اس طریقے کو ان ہی کے لیے چھوڑ دو، اس پر خدا کی لعنت ہو۔"[3]

ایک دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:

"پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شطرنج اور نرد کھیلنے سے منع فرمایا ہے۔"[4]

"عبدالواحد کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا شطرنج جائز ہے؟" آپ نے فرمایا:

"مومن کھیلوں کی طرف رُخ نہیں کرتا۔" اور آپؑ

---

۱۔ مستدرک ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۴ ح ۳

۲۔ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۲ ح ۴

۳۔، ۴۔ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۲ ح ۷-۹

نے فرمایا: شطرنج ایک ناجائز اور فضول کھیل ہے۔" [1]

ایک دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:
"شطرنج قمار ہے اور نرد بھی قمار ہے۔" [2]

آپؑ نے مزید فرمایا:
"شطرنج کی فروخت حرام ہے، اس کی کمائی کھانا گناہ ہے اور اس کا فراہم کرنا ناجائز ہے۔ جس شخص کے ہاتھ شطرنج میں مصروف ہوں اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اپنے ہاتھ سور کے گوشت میں ڈال رکھے ہوں اس کھیل کو دیکھنے والا، کھیلنے والا اور کھیلنے والوں کو سلام کرنے والا سب برابر ہیں۔ شطرنج کھیلنے والوں کی محفل میں بیٹھنا گویا آگ میں بیٹھنا ہے۔ اس کھیل میں گزرنے والے لمحات قیامت کے دن حسرت کا سبب بنیں گے۔ فریب خوردہ شطرنج باز کی صحبت سے پرہیز کرو۔ کیونکہ شطرنج کی محفل میں شریک ہونے والوں پر عذابِ خدا نازل ہوتا ہے۔ ان پر کسی بھی وقت عذاب نازل ہونے کا خوف ہے۔ اگر عذاب آیا تو تجھے بھی اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔" [3]

---

[1] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۲ ح ۱۱
[2] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۲ ح ۱۴
[3] وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۳ ح ۳

اہلِ بصرہ میں سے ایک شخص امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"میری جان آپؑ پر نثار ہو، میں شطرنج بازوں کی محفل میں بیٹھا کرتا ہوں جب کہ خود اس کھیل میں شریک نہیں ہوتا صرف میں تماشہ کرتا ہوں۔"

حضرتؑ نے فرمایا:

"تجھے ایسی مجلس سے کیا سروکار جس میں شرکت کرنے والوں پر نظر ڈالنا بھی اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔"[۱]

امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا:

"جیتنے اور ہارنے کا ہر ذریعہ قمار ہے۔"[۲]

"یاسر" خادم کہتے ہیں، میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: جوا کیا ہے؟ "آپؑ نے فرمایا:

"ہر وہ کھیل جس میں شرط باندھ کر کوئی چیز لیتے ہیں۔"[۳]

ایک دوسری روایت میں آپؑ نے فرمایا:

"انگشتری بازی اور ہارنے جیتنے والے ہر کھیل سے پرہیز کرو، حتیٰ کہ اخروٹ بادام اور کپوں کے ساتھ جو بچوں کے کھیل ہیں جوا کھیلنے سے پرہیز کرو۔"[۴]

---

۱؎ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۳ خ ۴

۲؎، ۳؎ وسائل ابواب مایکتسب بہ باب ۱۰۴ خ ۱-۱۰

۴؎ مستدرک

# شراب

اسلام کے نقطۂ نظر سے ہر مست کر دینے والی چیز حرام ہے خواہ وہ چیز انگور اور کشمش سے بنائی گئی ہو یا کسی اور شے سے۔ خواہ وہ سیال ہو یا جامد یا ان دو طرح کے علاوہ کسی اور نوعیت کی۔

روایات کے مطابق نشہ لانے والی چیزوں کی حرمت کا حکم صرف اسلامی شریعت ہی کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا بلکہ تمام شریعتوں اور مذاہب میں ان چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن حرمت کا یہ حکم اسلام کے قبل اور بعد کے دور میں کلی طور پر متروک و منسوخ ہو چکا تھا اسی طرح جس طرح کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ دوسرے قوانین متروک ہو کر طاقِ نسیاں کی زینت بن چکے تھے۔ اگر ہم دنیا کے تمام معاشروں کے بارے میں ایسا نہ کہہ سکیں تو کم از کم اسلام کی آمد کے وقت جو گمراہ معاشرہ موجود تھا اس کے بارے میں ضرور یہ کہہ سکتے ہیں۔

اسلام نے اپنے ظہور کے وقت ہی سے نشہ آور چیزوں کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا تھا اور بتدریج چودہ سال کے اندر ان کی حرمت و ممانعت کو حتمی اور یقینی بنا چکا تھا۔

البتہ یہاں ہم قرآن مجید کی نصوص کی روشنی میں جس چیز کا ذکر کر رہے ہیں وہ خمر کی حرمت کا حکم ہے جو انگور کی مختلف اقسام سے بنائی جانے والی شراب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ باقی مسکرات (نشہ آور چیزوں) کی حرمت کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں واضح نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعض روایات

میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی مسکرات کے حکم کو خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ وہ اس معاملہ سے متعلق مصلحتوں اور مضرتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قانون سازی کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی مسکرات کو بھی خمر کی طرح حرام قرار دے دیا اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر فرما دی، چنانچہ اس کی مثالیں فقہ کے بعض مقامات پر دیکھی جا سکتی ہیں۔

شراب کی مذمت میں بہت سی آیات و روایات وارد ہوئی ہیں۔ ہم ذیل میں ان میں سے چند کا تذکرہ کریں گے:

## ارشادِ ربّ العزّت ہے

"تم سے لوگ شراب اور قمار کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو ان میں بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے منافع ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔" [۱]

"شراب، قمار، بُت اور قرعہ کے لیے تیر نکالنا، گندہ اور شیطانی کام ہے۔ اس سے دور رہو شاید کہ تمھیں فلاح نصیب ہو۔" [۲]

"شیطان شراب اور قمار کے ذریعہ تمھارے درمیان دشمنی اور کینہ پیدا کرنا چاہتا ہے اور تمھیں

---

[۱] سورۂ بقرہ ۲ آیت ۲۱۹

[۲] سورۂ مائدہ ۵ آیت ۹۰

خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ کیا اس سب کے باوجود تم ان کاموں سے پرہیز نہیں کرو گے"۔[1]

"کہدو میرے پروردگار نے کھلے اور چھپے بُرے کاموں اور گناہ اور ناحق تجاوز کو حرام کیا ہے۔"[2]

امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا:
"اس آیت میں اثم سے مراد خصوصاً شراب ہے۔"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت: "اللہ تعالیٰ نے تمھیں جو نعمت عطا کی ہے اور تمھارے ساتھ جو پیمان باندھا ہے اسے یاد کرو، اس لیے کہ تم نے کہا تھا ہم نے سنا اور اطاعت کی" کی تفسیر میں فرمایا:

"پیمان وہی ہے جس کی تفصیل رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حجۃ الوداع کے موقع پر امت کے گوش گزار فرمائی۔ تمام مسکرات کی حرمت، وضو کا طریقہ جس طرح کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام کی امامت۔"[3]

## حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشادات

"جو شخص مست ہو جانے کی حد تک شراب پیتا ہے

---

[1] سورۂ مائدہ ۵ آیت ۹۱
[2] سورۂ اعراف ۷، آیت ۳۳
[3] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۱ ح ۱۳

چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ۔" [1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کو جو وصیتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے علیؑ! اگر کسی شخص نے خواہ غیر خدا کے لیے شراب (زندگی بھر) ترک کر رکھی ہو، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی سربستہ شرابوں سے سیراب کرے گا۔" [2]

"پہلی چیز جو خداوند جلیل نے مجھ پر حرام کی وہ بت پرستی، شراب خوری اور لوگوں کے ساتھ جھگڑا ہے ۔" [3]

"شراب خور کے ہم نشین نہ بنو، اسے بیٹی نہ دو، اس کی لڑکی نہ مانگو، اس کی عیادت نہ کرو اور اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو ۔" [4]

"تین آدمیوں کے لیے جنت کے دروازے بند ہیں ، شراب خور، جادوگر اور وہ جو قرابت داروں کے رشتے کو کاٹ دے ۔" [5]

---

[1] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خ ۵

[2] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خ ۱۸

[3] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خ ۲۰

[4] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ فی تعلیقۃ علی الخبر ۲۰

[5] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خبر ۲۱

"میرے خدا نے قسم کھائی ہے کہ دنیا میں اس کا جو بندہ شراب پیئے گا یا کسی بچے یا غلام کو پلائے گا، قیامت کے دن اتنی ہی مقدار میں کھولتا ہوا پانی اس کے حلق میں ڈالا جائے گا خواہ بخشش پانے والا ہو یا عذاب پانے والا" [1]

"اگر کوئی شخص اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو میری زبان سے حرام کیا ہے اسے پیئے گا وہ اس کا اہل نہ ہوگا کہ اس کا شادی کا پیغام قبول کیا جائے یا اسے ثالث بنایا جائے یا اس کی بات کی تصدیق کی جائے یا اس کے پاس امانت رکھوائی جائے۔ اب اگر کوئی شخص اس کے شرابی ہونے کا علم رکھنے کے باوجود اس کے پاس امانت رکھوائے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال کی حفاظت کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ اگر اس کا مال تلف ہو جائے تو اسے اس مال کے بدلے کچھ نہیں ملے گا۔" [2]

"شراب نوشوں کی عیادت کو نہ جاؤ۔ ان کے جنازوں میں شرکت نہ کرو، ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ اگر وہ لڑکی مانگیں تو انکار کر دو، امانت ان کے ہاتھوں میں نہ دو۔" [3]

"شراب تمام گناہوں کا سبب ہے۔" [4]

---

[1] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱ خ ۱۰
[2]، [3] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۱ خ ۱ - ۲
[4] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۲ خ ۴

"تمام نشہ لانے والی چیزیں حرام ہیں، ہر وہ چیز جو مست کر دیتی ہو، شراب کے حکم میں ہے۔" [۱]

"جو شخص نماز کو معمولی چیز سمجھے وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا، حوضِ کوثر کے کنارے میرے ساتھ نہیں ہوگا۔ نہیں بخدا، جو شخص شراب پیتا ہے میری شفاعت اسے نصیب نہیں ہوگی، خدا کی قسم حوضِ کوثر کے کنارے وہ میرے حضور نہیں آسکے گا۔" [۲]

ایک صحابی سے آپؐ نے فرمایا:
"جس مسلمان سے بھی تمھاری ملاقات ہو اس سے میرا سلام کہنا اور اس سے کہنا، نبیذ ہر مسلمان پر حرام ہے، نبیذ شراب ہی ہے اور ہر نشہ لانے والی چیز مسلمانوں پر حرام ہے۔" [۳]

"قیامت کے روز اللہ تعالیٰ چار قسم کے آدمیوں پر اپنی رحمت کی نظر نہیں ڈالے گا۔ جس کو اس کے ماں باپ نے عاق کیا ہو، احسان جتانے والا، قضا و قدر کو جھٹلانے والا اور شراب پینے والا۔" [۴]

---

[۱] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۵ خ ۴

[۲] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۵ خ ۱۱

[۳] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۵ خ ۳۰

[۴] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۶ خ ۴

"شراب خور کو کوڑے لگاؤ، اگر وہ دوبارہ شراب پیے تو اسے پھر کوڑے لگاؤ اور اگر چوتھی بار بھی وہ شراب پیئے تو اسے ہلاک کر دو۔" [۱]

شام کے لوگوں سے آپؐ نے فرمایا:
"اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، جس شخص کو قرآن کی ایک آیت بھی یاد ہو اور اس کے ساتھ وہ شراب پیے تو قیامت کے دن اس آیت کا ہر حرف خدا کے سامنے اس شخص سے جھگڑے گا اور جس سے قرآن جھگڑے اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہو گا اور جس شخص کا خدا دشمن ہو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔" [۲]

"شراب خور متعفن گندھک کی طرح ہے۔ ہوشیار رہو کہیں اس کی عفونت سے تم آلودہ نہ ہو جاؤ۔" [۳]

"شراب خور کے ساتھ دوستی نہ کرو کیونکہ یہ پشیمانی کا سبب ہے۔" [۴]

"جو شخص نشہ کی حالت میں مرتا ہے اور مستی کی حالت

---

[۱] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱ خ ۱۔ ۵
[۲] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۵ خ ۱۲
[۳] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۵ خ ۱۷
[۴] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۷ خ ۵

میں فرشتۂ موت سے ملتا ہے اور مستی کی حالت میں قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اسی مستی کی حالت میں اسے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پوچھا جائے گا۔ تو کس حال میں ہے؟ وہ کہے گا میں نشے میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں نے تجھے اس کا حکم دیا تھا؟ اسے "سکران" کی طرف لے جاؤ۔ اسے دوزخ میں آگ کے ایک پہاڑ پر لے جائیں گے۔" [۱]

"شراب تمام گناہوں کا سرچشمہ، ناپاکیوں کی ماں اور ہر شر کی کلید ہے۔" [۲]

"اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ شراب کو حلال قرار دیں گے اور اس کا نام نبیذ رکھیں گے۔ ایسا کرنے والی قوم پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت، میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے۔" [۳]

"اللہ تعالیٰ ہرگز شراب اور ایمان کو ایک دل میں جمع ہونے نہیں دیتا۔" [۴]

---

[۱] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۷ خ ۴

[۲] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۸ خ ۵

[۳] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خ ۱

[۴] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خ ۶

"ایک زمانہ آئے گا کہ میری امت ایک چیز بنگ (بھنگ) کے نام سے استعمال کرے گی۔ میں ان لوگوں سے بیزار ہوں اور وہ لوگ مجھ سے۔" (بھنگ ایک سفوف ہے جو ایک قسم کے پتّوں اور بونڈیوں کو کوٹ کر بناتے ہیں اور مختلف صورتوں میں اسے استعمال کرتے ہیں[۱] ظاہر ہے اس حکم میں تمام جامد مسکرات شامل ہیں۔ جیسے ہیروئن وغیرہ)۔

## امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات

"جو شخص کسی تمیز و شعور نہ رکھنے والے بچے کو نشہ آور مشروب پلاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے ایک سیال میں محبوس کرے گا تاکہ اسے اس گناہ کا خوب بدلہ ملے۔"[۲]

آنجناب سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ شراب کو زنا اور سرقے سے بدتر سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"ہاں! اس لیے کہ زانی ممکن ہے اسی جرم تک محدود رہے، لیکن شرابی زنا کرتا ہے، چوری کرتا ہے، قتل کرتا ہے اور نماز کو ضائع کرتا ہے۔"[۳]

---

[۱] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۲۷ خ ۵

[۲] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۰ خ ۶

[۳] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۲ خ ۸

"جو شخص شراب پینے والے سے ہاتھ ملاتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے"۔ ۱ے (یعنی شراب خوری کے عمل کی تائید اور حمایت کرنے کی بنا پر)

"مست کرنا بڑے گناہوں میں سے ایک ہے"۔ ۲ے

"جو شخص شراب کو حلال سمجھتا ہے اسے دوست نہ بناؤ اس شخص کا گناہ جو شراب کو حرام سمجھتا ہے اور پیتا ہے ہلکا ہے اس شخص کے گناہ سے جو شراب کو سمجھتا تو حلال ہے لیکن پیتا نہیں"۔ ۳ے

## حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام کا ارشاد

معاویہ کے نام ایک توبیخ آمیز خط میں آپؑ نے لکھا:
"آخر کار تم نے شرابی اور سگ بازی کا مشغلہ رکھنے والے فرزند کے ہاتھ میں مسلمانوں کی باگ ڈور دے دی ہے تم نے اپنی امانت میں خیانت کی ہے، ملّت کو بدبخت بنایا، دینِ خدا کے بارے میں خیر خواہی اور نصیحت کا حق ادا نہیں کیا۔ تم آخر کس طرح اپنے شرابی بیٹے کو امتِ محمدیہ پر مسلّط کر سکتے ہو؟ شرابی، منافق اور گناہ گار اور بدکردار ہے، وہ

---

۱ے مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۷ خ ۸
۲ے مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۸ خ ۱
۳ے مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خبر ۴

ایک درہم کی امانت کا بھی اعتبار نہیں رکھتا۔ آخر ملت کا اختیار کس طرح اس کے ہاتھوں میں دیا جا سکتا ہے، بہت جلد اس وقت جب توبہ واستغفار کا دروازہ بند ہو جائے گا اور نامۂ اعمال سربمہر کر دیے جائیں گے تمھیں کیفر کردار کی طرف کھینچ کر لایا جائے گا اور تم وہاں اپنے ناپسندیدہ کاموں کو موجود پاؤگے۔" [۱]

## حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ارشادات

امام علیہ السلام مسجد حرام میں داخل ہوئے قبیلۂ قریش کے ایک گروہ نے کہا: یہ امام اہلِ عراق میں سے ہیں۔ ایک شخص نے کہا:

"اچھا ان سے چند مسائل پوچھنے ہیں۔"

اس غرض سے انھوں نے ایک نوجوان کو بھیجا، اس نے سوال کیا:

"سب سے بڑا گناہِ کبیرہ کیا ہے؟"

آپؑ نے فرمایا:

"شراب نوشی!"

نوجوان واپس آیا اور اس نے اپنا سوال اور اس کا جواب ان لوگوں کو بتایا لوگوں نے کہا

"واپس جاؤ اور پھر یہی سوال کرو۔"

جوان آیا اور اس نے وہی سوال دہرایا۔ آپؑ نے فرمایا:

---

[۱] مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۵ خبر ۷

"کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا "شراب"۔"

لوگوں نے اسے تیسری بار بھیجا۔ اسی سوال وجواب کی تکرار ہوئی اور امام نے جواب پر یہ اضافہ بھی فرمایا:

"شراب انسان کو زنا، چوری، قتل اور شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ شراب کے بُرے نتائج تمام گناہوں پر چھا جاتے ہیں۔ جس طرح بڑ کا درخت دوسرے تمام درختوں کا احاطہ کر لیتا ہے۔" [1]

"اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کی ہر رات گناہگاروں کی بخشش فرماتا ہے لیکن شرابی اس فیضِ خداوندی سے محروم رہتا ہے۔" [2]

"پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے: شراب کے لیے انگوروں کو جمع کرنے والا، حفاظت کرنے والا، شراب نچوڑنے والا، شراب پینے والا، ساقی، شراب کو اٹھانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے والا، اسے اپنی تحویل میں رکھنے والا، شراب کا تاجر، اس کا خریدار اور اس کے لیے سرمایہ کاری کرنے والا۔" [3]

(یعنی وہ شخص انگوروں کی کاشت اس لیے کرتا ہے کہ ان

---

[1] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۲ خ ۱۰

[2] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۵ خ ۱۳

[3] وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۳۴ خ ۱

سے شراب حاصل کرے)

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمیشہ شراب حرام رہی ہے ۔
اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا کہ جس نے شر کے اس
سرچشمے کو حرام قرار نہ دیا ہو۔" ۱ے

## حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشادات

"اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی مبعوث فرمایا اس نے
اپنے دین کی تکمیل کے وقت شراب کو حرام کیا ۔ یہ چیز ہمیشہ
حرام رہی ہے ۔" ۲ے

مفضل نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اللہ
تعالیٰ نے شراب کو کیوں حرام کیا؟" آپؑ نے فرمایا:

"اس کے خطرناک نتائج اور اس فساد کے سبب جو
اس سے پیدا ہوتا ہے ۔ شرابی رعشے میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔
(سوچنے سمجھنے) کا نور اس سے چھین لیا جاتا ہے ۔ اس کی
جواں مردی ختم ہو جاتی ہے ۔ بالآخر شراب اسے گناہ'
قتل اور زنا پر جری اور بے باک بنا دیتی ہے اور کبھی تو وہ
مستی کے عالم میں اپنے محرموں سے بھی اختلاط کر بیٹھتا ہے

---

۱ے مستدرک ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۵ خ ۲

۲ے وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خ ۱

سوائے شر اور فتنے کے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔"[1]

عمار نے آنجنابؑ سے عرض کی: ایک شخص مسلمان ہے اور بارہ امام کا ماننے والا ہے لیکن مسکرات کا عادی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"عمار! اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا۔"[2]

"جو شخص شرابی کو اپنی بیٹی دیتا ہے وہ گویا اپنی اولاد دوزخ میں بھیجتا ہے۔"[3]

امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو ایک کمرہ میں رکھ دیا اس کمرہ کا ایک دروازہ ہے، اس دروازے پر ایک قفل لگا ہوا ہے اور اس قفل کی کلید شراب ہے۔"[4]

"جو لوگ دنیا میں شراب سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں وہ پیاسے مرتے ہیں۔ اور پیاسے مٹی سے اٹھیں گے اور پیاسے دوزخ میں داخل کیے جائیں گے۔"[5]

"نشہ آور مشروب جو زیادہ مستی پیدا کرے یا کم بہرحال

---

۱۔ وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۹ خ ۲۵

۲۔۳۔ وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۱ خ ۶-۷

۴۔ وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۲ خ ۳

۵۔ وسائل ابواب الاشربۃ المحرمۃ باب ۱۵ خ ۸